خاتم

حضرت مولانا شفیق جونپوری



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشارہ

حمد و نعت کے بعد بیان کی ابتدا کرنا چاہتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ قبل و بعد میں عینیت نہیں ہوتی اور یہاں حمد و نعت کے بعد بھی حمد و نعت ہی کا سلسلہ رہیگا مکان کی تعریف مکیں کے تعلق کی بنا پر مکیں ہی کی تعریف ہے حرم محترم کو اللہ کا گھر سمجھا جائے تو کیوں اسکی تعریف کیجائے مدینۂ منورہ رسول مکرمؐ کا شہر ہو تو اسکی مدح و ثنا کون کرے معلوم ہوا کہ حرمین کی تعریف حقیقۃً حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی ہے

کہہ دیجیے کہ اولاً حمد و نعت ذاتی ہے اسکے بعد حمد و نعت بالعرض ہے۔ اگر حمد و ثنا عربی عبارت میں ہوتی تو لام عہد و ثنا اسے اور بھی بصراحت ہو سکتی نہیں اردو میں اتنی وسعت کہاں لیکن خود حضرت حق کی صفات کمالیہ کی وسعت اور اسکے رسول عظیم کی رفعت ذکر کا وہ پھیلاؤ ہے کہ ہر کمال اسی کا عکس اور ہر بلندی اسی سے ماخوذ۔

حقیقت تو یہ ہے کہ خود رسول معظمؐ کی عظمت و رفعت کا کمال

[illegible]

۔ وہ جناب احدیت کے پرداختہ ہیں اور احدہی کے
سے آراستہ ہیں عبداللہ کے بیٹے، عبدالمطلب کے
ہاشمی اور قریشی ہونیکی وجہ سے عرب میں پیدا ہونیکے
سے نہیں اُنکی تعظیم و تکریم اس بنا پر ہے کہ وہ اللہ کے
و محبوب ہیں اور ان کی رسالت و محبوبیت کے احترام
ب اکبر خوش ہوتا ہے کہ اعتراف رسالت سے موحد کا ایمان
ذتا ہے اور کیوں ہوتا ہے اسکا ایک نکتہ راقم الحروف
ن لیجیے کہ توحید کے اقرار یا فقط حمد کبریائی کرنے سے بندہ
سے ممتاز نہیں ہوتا شرکت اغیار کا احتمال باقی رہتا
ر اسلامی توحید اس شرکت سے بیزار ہے محمدؐ کو رسول
بلیم کر لینے کے بعد بندہ دنیا کے تمام گمراہ فرقوں سے
ہوجاتا ہے اور مومن کی ایک واحد توحی تشخصیت
ن ہے شرکت اغیار کا احتمال باقی نہیں رہ جاتا
کا تقاضا ہے کہ مومن قومی انفرادیت کا حامل ہو
کی قومیت میں شان وحدت ہو۔ اشہد ان
ن اللہ ہیں محمدؐ کی اللہ سے جو رسول ہونیکی نسبت
ں میں اعتراف رسالت کیساتھ ضمناً اللہ کی الوہیت

لایزال ہی کا کمال ہے جَعَلْتُ لَکَ ذِکْرًا مِنْ ذِکْرِیْ جسکے ذکر کی شان ہو اسکی نعت حمد کی آغوش سے کیونکر الگ ہو سکتی ہے حمد میں توحید کا پہلو ہوتا ہے جو شان کبریائی کی خصوصیت ہے لیکن نعت کبھی حمد کی رنگینی سے خالی نہیں ہو سکتی کہ جمال نبوت حسن ازل کی آیت کبرے ہے نبی کے حسن کمال سے بحث کیجئے تو قدرت الٰہی نظر میں ہوتی ہے کہ اس تصویر کا حسن دل آرا مصور قدرت ہی کا نقش کمال ہے جمال احمدیت پر انوار احدیت چھائے ہوئے ہیں اسی لئے بعض نکتہ سنجوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ الحمد میں لام بمعنی للمفعول مراد ہے الحمد للہ رب العالمین اور یہ نکتہ آرائی اسی نسبت اتحادی کی بنا پر ہے جو احمدیت کو احدیت سے حاصل ہے بس فیصلہ یہ ہے ۔ محقق دہلوی

گو اور اخدا از بہر پاس شرع و حفظ دین
دگر از بہر چیزے کش بجو از ہما اندر مدحش انشا کن

خدا پر اعتقاد رکھنے والی ہر قوم اسکی یکتائی کی قائل ہے فقط توحید سے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی ایمان اعتراف رسالت سے کامل ہوتا ہے اور انسان بیرکار و باطل پرستی سے ممتاز ہوتا ہے محمد سے وابستگی اور محمد کا احترام ہی اسلئے

اب کو اسلامی تصنیف کے بجائے گمراہی کی تبلیغ کا ذریعہ
قرار دیا جائیگا۔
زندگی بھر کا فاسق وفاجر جس نے فقط ایک بار زبان و دل کی
مطابقت کے ساتھ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا ہو اسکو
مسلمان کہا جائیگا لیکن جس نے لاکھ دانوں کی تسبیح پر ساری
عمر صرف لا الہ الا اللہ کی رٹ لگائی ہو اور اقرار رسالت
جس سے ثابت نہ ہو تو شریعت اسلام اسکو مسلمان قرار نہ
دیگی۔ معلوم ہوا کہ عاشقان رسول کو حمد سے زیادہ نعت میں
ایمانی مسرت حاصل ہوتی ہے اسکا راز یہ ہے کہ فقط حمد
مومن کو غیر مومن سے الگ نہیں کرتی بہت سی گمراہ تو میں
بھی خدا کی تعریف وستائش کرتی ہیں۔ مدح رسول پاک مومن
وہ انفرادیت بخش دیتی ہے جو اسکے ناجی ہونیکی روشن
دلیل ہوتی ہے رسول مکرم کی ثنا توصیف کے پہلوؤں میں حمد
الہی جلوہ گر ہوتی ہے کہ رسول اللہ کا تصور بغیر اللہ کے تصور
ممکن ہے اور رسول کی مدح حیثیت اللہ کا رسول ہونے ہی کی بنا پر ہے
ارباب معرفت فرماتے ہیں کہ کعبہ مظہر جلال ہے اور مدینہ مظہر
جمال حدود حرم میں قدم رکھتے ہی ذوالجلال کا جلال نظر آتا ہے

گواہی اقرار ہے کیونکہ تصوّر مضاف بغیر تصوّر مضاف الیہ
کے ناممکن ہے اسی نسبت کی بنا پر ہر نعت کیساتھ حمد کا حق
بھی ضمناً ادا ہوتا ہے اور اعتراف رسالت کا وہ احساس
بڑھتا رہتا ہے جس سے مومن کی وحدت قومی کا تحفظ ہوتا
ہے جسکے بغیر توحید کا عقیدہ نجات کیلئے ناکافی ہے کہ اسلام
میں وہی ایمان بالتوحید معتبر ہے جو مومن کو کفار سے ممتاز
کردے۔ حضرت مولانا ابیق علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا ہے

لغت جو لکھئے رسول اللہ کی
فی الحقیقت حمد ہے اللہ کی

البتہ۔ خطرہ پیدا ہوتا تھا کہ مداحین رسولؐ حمد تو بہت مختصر کر
لیکن نعت میں بڑی جولانی طبع دکھاتے ہیں یہ تو حمد سے
روگی کا طریقہ معلوم ہوتا ہے الحمد للہ سفر حرمین کی برکت
ہے اس تصنیف کی بدولت اس گمان فاسد کا دروازہ بند
یا اور یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ لا الہ الا اللہ پر ہزار د
سب التوحید لکھ ڈالیئے اور سارے مضامین صحیح
ہوں لیکن جب تک رسالت محمدی کا اعتراف اور ختم رسالت
کا کامل اعتقاد ثابت نہ ہوگا قرآن وحدیث کی روشنی میں

دل کی شگفتگی کا پیام شافی ہے بارش کرم دیکھکر نگاہ تصور کو
ہمت نظارہ پیدا ہو جاتی ہے اور نظارے کے بعد بے خبری
کہاں ہوتی ہے بار بار نغمہ سرائی ہوتی ہے۔

چہ حسنت آنکہ گر زنگ رخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو دارم کہ یک بار دگر بینم

یہی سبب ہے کہ آوارگان وادی حجاز کی زبان پہ اکثر سے
زیادہ مدینے کا نغمہ ہوتا ہے مولانا جامی ہوں یا فاضل بریلوی
مولانا احمد رضا مولانا غلام امام شہید ہوں یا مولوی عبداللہ
عرب سکیں نعت گو۔ مولانا امیر مینائی ہوں یا مولانا حسن بریلوی
مولانا محسن کاکوروی ہوں یا حضرت اثر حزیں بیدل صدیقی ان
میں سے کون ہے جو حج کی فرضیت کا قائل اور طواف حرم کا
شائق نہیں لیکن ان کے ترانوں میں کعبہ کا ذکر خال خال ہے
اور مدینہ المحبوب کی یاد جگہ جگہ صفحہ صفحہ ورق ورق موجود ہے
جو آثار جلال و جمال کا تقاضا ہے رعب و جلال کا اثر سکوت
و خموشی ہے ذوق جمال کا نتیجہ بار دگر بینم کا نغمہ ہے۔ یہی کیوں
نہ حجاز کے دیوانے بار بار مدینہ مدینہ پکاریں۔ علاوہ ازیں
اسلامی عقیدۂ توحید شرکت اغیار سے بیزاری چاہتا ہے

مدینۂ طیبہ پہونچئے تو گنبد خضرا کو دیکھتے ہی وہ سکون محسوس ہو-
لگتا ہے کہ غم دو جہاں کا تصور باقی نہیں رہتا مقام پیر علی ہی-
شان جمالی کار فرما نظر آتی ہے -

جس غلام پر آقا کا جلال و رعب مسلط ہو جاتا ہے وہ ہر وقت
کانپتا رہتا ہے اور ہر وقت کی لرزہ بر اندامی و دہشت تیر
آقا کی محبت کا کیف نہیں محسوس ہوتا کرم و رحمت کے سہارے
کی بھی ضرورت تھی بارگاہ جلال کے بعد کی حاضری سے مرعوب
و خائف بندے طیبہ کے شبستان جمال میں پہونچکر جب رحمت
خنکی محسوس کرتے ہیں تو جلال و جمال کے اعتدال سے تخریب
تو ناز عارضی نہیں بلکہ بنا دیتا ہے -

رعب و جلال کے تصور میں تجلی قہری کا غلبہ ہوتا ہے اور گو
حسن ازل روئے کبریائی اوڑھے ہوئے سامنے ہوتا ہے
نگاہ کمال ادب جھک جاتی ہے جلوے کی جلالت جلو-
کا پردہ بن جاتی ہے بدن کانپ اٹھتا ہے قدم ٹھہر جاتے
ہیں اور آگے بڑھنے کی جرأت نہیں ہوتی - کاشانۂ جمال
کی داستان سرائی کے وقت جیسے کبھی شان محبوبیت
قدم قدم پہ جنبش دامن کی عطا آفرینی ہوا کرتی ہے غنچہ ا

ں لیکن ایام حج میں مدینے کا کوئی زائر بلا ارادۂ حج زیارت
مدینہ کیلئے شد رحال کرتا ہی نہیں تو چونکہ ذکر کعبہ کی کثرت ذاکر کے
کر زیارت ہونیکا احتمال رکھتی ہے اور ذکر مدینہ کی کثرت ذاکر
کے منکر حج ہونیکا خطرہ نہیں رکھتی لہٰذا اہلسنت مدینہ کا ذکر زیادہ
رتے ہیں کہ ذکر مدینہ میں مکہ مکرمہ سے غیریت کا اندیشہ نہیں اور
ذکر کعبہ بوجہ مذکورۂ بالا مدینہ سے بیگانگی کا احتمال بھی رکھتا
ہے پھر مدینۂ منورہ چونکہ مظہر جلال رسالت ہے لہٰذا رسالت
کا ادب اہلبیت کے احترام سے خالی ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول
کی تعظیم فقط اسلئے کیجاتی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں رسول
کو وہی محبوب رکھیگا جو اللہ کو محبوب رکھتا ہو پھر کیونکر ہو سکتا
ہے کہ بارگاہ رسالت کا ادب احترام حرم الٰہی کے احترام
سے خالی ہو رسول اللہ کو ماننے والا اور اللہ کا ماننے والا
ہے تو مدینہ کا شائق زیارت اولا حج کعبہ کا شیدائی ہے بغیر
شوق حج کعبہ زیارت مدینہ کی تمنا کا ذکر کیا ہے زیارت
کا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور بحمد اللہ ہر زائر مدینہ شوق زیارت
مدینہ کے ساتھ یہ اعتقاد کامل رکھتا ہے کہ بشرط استطاعت
حج کعبہ فرض ہے اور زیارت مدینہ زیادہ سے زیادہ قریب

اس کا بھی تقاضا ہے کہ مدینۂ رسول کا ذکر کثرت سے کیا جائے
کوئی شخص ہر سال حج کرے کثرت سے مکۂ معظمہ کا ذکر
کیا کرے لیکن استطاعت رکھکر بھی مدینۃ الرسول کی زیارت
کو نہ جائے روضۂ انور کی داستان پاک میں اسے کوئی لطف نہیں آتا
ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہر سال حج کرنیوالا اس گمراہ طبقہ سے
تعلق رکھتا ہو جو قبر انور کی زیارت کی نیت سے شد رحال کو
جائز نہیں جانتا اور جن میں سے بعض کے متعلق یہانتک
مشہور ہے کہ وہ مزار اقدس کی زیارت کو شرک سمجھتے ہیں اور
قبر پاک رسول کو معاذ اللہ صنم اکبر کہتے ہیں تو مکہ معظمہ کو کثرت
سے یاد کرنیوالے پر احتمال کی بنا پر بھروسہ نہیں ہو سکتا ممکن
ہے کہ اسکو مدینہ سے لگاؤ نہ ہو زیارت کا منکر ہو اور فقط حج
کا قائل لیکن مدینہ کو کثرت سے یاد کرنیوالے پر نہ منکر حج ہونیکا
احتمال ہے نہ کعبۂ مکرمہ کیطرف شد رحال کی مخالفت کا مدینہ
کا شوق زیارت خود تمنائے حج کی دلیل ہے آجتک ایسا
کوئی فرقہ سنا ہی نہیں گیا جو فقط زیارت مدینہ کا قائل ہو اور
معاذ اللہ حج کعبہ کا منکر۔ حجاج میں ہر سال کچھ ایسے لوگوں
کی تعداد بھی ہوتی ہے جو فقط حج کرکے وطن کو واپس ہوجاتے

ہیں اکثر پاکیزہ ترنم بھی ولولہ انگیز ہوتا ہے میں نے بارہا
مشاہدہ کیا کہ جن حضرات کو نغمہ و ترنم سے کوئی لگاؤ نہ تھا وہ
بھی اس پرکیف سفر میں تعینہ نغمگی سے کافی متاثر ہوتے
رہتے

گوش گل کو نالۂ مرغ خوش الحان چاہیئے
ناقۂ لیلیٰ کو مجنوں ساحدی خواں چاہیئے
آتش لکھنوی

تذکرے تاریخ دسبیر ڈائری - روزنامچے سفرنامے - مکتوبات
تنقیدات وغیرہ حالات دحکایات کو محفوظ رکھنے وا قعات
عالم سے دلچسپی لینے - معلومات کو وسعت دینے غیر جانبدارا
دیانت کیسا تھ حقیقتوں پر عبور حاصل کرنیکے علمی طریقے ہیں
لیکن حجاز کا سفرنامہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے عجیب وسعت
جامعیت رکھتا ہے زائر کے تفصیلی حالات کے لحاظ سے
وہ ڈائری یا روزنامچہ بھی ہے مشاہیر قافلہ اور یاران
کارواں یا مشائخ وعلماء حرمین اور ممتاز مہاجرین کے احوال
وغیرہ کی بنا پر ایک دلچسپ تذکرہ بھی بن جاتا ہے عرب
اور بالخصوص حجاز مقدس کی داستان پھیلا کر بیان کیجا
ہے تو ایک ضخیم تاریخ فرتیب ہوجاتی ہے رسول اکرم اور

بواجب لیکن با این ہمہ ذکر کعبہ کے مقابلے میں کثرت ذکر مدینہ
اسی کمال ایمانی کا تقاضا ہے جو مومن کیلئے عقیدۂ توحید کیساتھ
شرکت اغیار سے بیزاری کا اعلان ہے۔

اس سے پہلے ناظرین کے سامنے بنام حجاز نامہ ۱۳۶۹ھ کے
سفر حرمین کی داستان آچکی ہے حج کسی سنہ کسی صدی کسی
موسم میں ہو بہرحال حج ہے مسائل۔ دعائیں۔ مقامات سب
ایک ہی ہونگے حالات سفر کے لحاظ سے تھوڑا سا فرق ہو سکتا
ہے لیکن اکثر وبیشتر اگلی کہانی ہی کو دہرانا پڑیگا پھر بھی کوشش
کرونگا کہ نقش ثانی نقش اوّل سے بہتر ہو اور جدت وندرت کی
تلاش میں پوری سعی کرونگا تاکہ سفرنامہ ۱۹۵۱ء ناظرین
سفرنامہ ۱۹۵۰ء سے بہت ممتاز پائیں۔

ناظرین کو شکایت تھی کہ مسائل کے لحاظ سے حجاز نامہ بہت
ہی ناکافی ہے بہ نظر لطیف میں اس کمی کو پورا کرنے کی بھی سعی
کرونگا۔

انشاءاللہ حجاز نامے کیطرح اس سفرنامہ میں بھی آن نعت
و مناقب قصائد اور نظمیں وجج کر دونگا جو مبارک سفر میں
لکھونگا تاکہ زائرین حرم گاہ گاہ گنگناتے رہیں کہ سفر حجاز

صلی اللہ تعالےٰ علیک یا سید المحبوبین

تلاش کاروان

(حضرت مولانا انیقؔ جونپوری یادگار فصیح الملک داغؔ)

اے تعالے اللہ زہے سرکار عشق
نور سے معمور ہے دربار عشق

اللہ اللہ طاقت اظہار عشق
حسن کو بننا پڑا غمخوار عشق

ماسوا کا پھر نہیں رہتا وجود
جب بھڑک اٹھتی ہے دل میں نار عشق

طور سرمہ ہوگیا بیخود کلیم
کیا جلالت خیز ہیں اطوار عشق

شمع و گل یا بلبل و پروانہ ہوں
سب کے سب ہیں آئینہ بردار عشق

حسن کی دنیا میں آکر یہ کھلا
ہیں محمد یوسف بازار عشق

اتحاد طالب و مطلوب پر
دنگ ہیں اب تک دلوا لا بصار عشق

سن رہا ہی قدر آلحق کی صدا
حسن کی بولی ہے یا گفتار عشق

امتیاز شاہد و مشہود میں
آج تک پیچیدہ ہیں اسرار عشق

یہ تصرف ہے نگاہ یار کا
خاک کا پتلا اٹھائے بار عشق

اللہ اللہ التفات حسن یار
آتش نمرود ہو گلزار عشق

زندگی بھر ہو نہ صحت اے انیقؔ
دے خدا ایسا مجھے آزار عشق

خوابیدگان جنتہ المعلیٰ و جنتہ البقیع کے اوصاف و کمالات کا ذکر آجانے سے سیرت کی کتاب کا لطف آجاتا ہے مسافر حرم زمانۂ حج و زیارت کے خطوط وغیرہ کو نقل کرتا ہے جو احباب سے بسلسلۂ مراسلت معرض تحریر میں آتے رہتے ہیں تو مکتوبات کی جھلک بھی کہیں کہیں پیدا ہو جاتی ہے حکومت اور ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں کی تہذیب و معاشرت و سیاست پر اظہار خیال کرتے ہوئے جگہ جگہ تنقیدی شان بھی پیدا ہو جاتی ہے ولولہ انگیز نظموں اور نعتیہ اشعار یا ذوق و شوق کی عبارت آرائی کی بدولت ادبی رنگ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ ان خوبیوں کے ساتھ حج و زیارت کے مسائل سلام اور دعاؤں کے نقل کرنے سے وہ ایک فقہی تصنیف کا بھی کام دیتا ہے نیز اس سلسلہ میں بہت سی کارآمد باتیں معلوم ہو جاتی ہیں بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ حجاز کے سفرناموں کے مطالعہ سے حج و زیارت کا ذوق پیدا ہوتا ہے

حمد اللہ کہ فلسفہ کی مدد سے نہیں خود اپنے ذوق و وجدان سے آج
حقیقت کا سراغ لگتا جاتا ہے اور تعجب و حیرت کے بند ٹوٹتے
جاتے ہیں -

پے در پے روزے، بدن ناتواں صحت یوں ہی خراب پھر دو
دن سے نزلہ کھانسی بخار لیکن آج رمضان کی ستائیسویں تاریخ
لیلۃ القدر کا تصور خدا جانے کیا پیام لیکر آیا ہے کہ تمام جسمانی
تکلیفوں کے اندر لپٹے بالائے طاق ہیں گو ہمیشہ کا تجربہ ہے کہ
نزلہ و حرارت کی حالت میں نہانے سے طبیعت اور خراب ہو جاتی
ہے مسلسل کئی روز سے ترشح بھی ہو رہا ہے فضا میں خنکی پیدا ہو گئی
ہے ہوائے سرد کے جھونکے اسوقت ناگوار ہیں اس ٹھنڈک
میں بحالت نزلہ و حرارت غسل کی ہمت کس کا کرشمہ ہے روزے
اور ریاضت کے بعد مغرب ہی سے شب بیداری کا سامان
اور دعا و تلاوت کا شغل کس کا لایا ہے خبر یہ تو جو کچھ ہو رہا ہے
روزوں کی روحانیت کے اثر سے اکثر ہوتا رہا ہے
…یہ ہے کہ ابھی تلاوت میں من دخلہ کان آمنا پڑھتے ہوئے
حرم کی گذرگاہ یاد آگئی کس مقام کا تصور آگیا کس محبوب
…ستم کا خیال آنے لگا کہ دل میں شوریدگی سی پیدا ہو گئی

لیل اللہ کا آتشکدۂ نمرود میں بے خوف داخل ہو جانا کلیم
ور کا افسانہ ۔ گیسوئے حسین اور دشت کربلا کے کانٹوں کا
شانہ وہ عظیم الشان واقعات ہیں جن کو بارہا عشق و محبت
کے کرشموں سے تعبیر کیا جا چکا ہے صوفی کی مجلس عرفان بھی
شاعر کا انداز بیان بھی واعظ خشک کا زور گفتار بھی ان
ارناموں کو عشق ہی کا معجزہ ثابت کرتا ہے اپنا اعتقاد بھی
ہمیشہ یہی رہا کہ یہ اور اس قسم کی تمام داستانیں عاشقانہ روایات
ہیں لیکن حسن اعتقاد اور اُن واقعات کی عظمت پر اعتماد
رکھتے ہوئے کہیں کہیں تعجب ضرور ہوتا تھا کہ آب و آتش
و خاک و باد سے بنا ہوا انسان اتنی بڑی قربانیوں کا متحمل
یونکر ہو سکا انسان تو سورج کی تمازت سے گھبرا کر سایہ اور
خنک ہوا ڈھونڈھنے لگتا ہے پھر کوئی آگ میں کیونکر کود
پڑا ایک جلیل القدر پیغمبر اور خاک پر بے ہوش کیا روز ہے ۔
زمیوں کا روزہ بڑے سے بڑے قوی اور تندرست آدمی
کے لب و کام و دہن کو خشک کر دیتا ہے صحرائے کربلا کے
بگولوں اور تند ہواؤں میں بے آب و دانہ شہیدوں
نے ہر زخم پر مسکرانا کہاں سیکھا ۔

بلا رہی ہیں مناکو جانیوالی اونٹوں کی قطاریں جیسے دل کو پامال کیئے دیتی تہیں۔

فاضل بریلوی

پہر اٹہا ولولۂ یاد مغیلان عرب
پہر کہنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

عشق عشق عشق ہاں عشق اور فقط عشق ہی کا کرشمہ ہے جو بہر دامن دل بیابان حجاز کیطرف کہنچ رہا ہے جانتا ہوں کہ منا میں شملے کی ہوائیں کشمیر کے گل وگلزار دریائے جہلم کا ساحل گلمرگ کا سبزہ زار نہیں نہ لب جو نہ ترانہ دچنگ درباب نہ کشتی وساحل کے نظارے چٹیل میدان خشک ریگستان ناہموار زمین پانی کمیاب خشک لبی اور تشنہ دہانی کا عالم مگر ہائے یہی مناظر ہو یاد آکر بیتاب کیئے دیتے ہیں۔ گہر کی لڑکیاں چہوٹے بچے۔ محبت والی عورتیں دن گن رہی ہیں کہ جلد عید کا چاند ہو اور چوتہی تاریخ مع الخیر آئے لخت جگرام کلثوم سلمہا کو لباس عروسی پہنایا جائے گھر میں خوشی کی دہوم مچائی جائے گانے گائے جائیں۔ مکان آراستہ کیا جائے چراغاں ہو اور یہ سب کچھ اس ناچیز دغریب شفیق ہی کے بیسوں سے ہو اور انشاء اللہ ہوگا اور جب ہوگا تو ہم شوال کے بعد

اور شوریدگی نے کچھ تقاضے شروع کر دئے۔

اے علام الغیوب پروردگار تجھے معلوم ہے کہ یہ ماہ صیام بظاہر
میری معاشی تنگی کا زمانہ ہے پھر عید اپنا مطالبہ کرتی ہوئی
آ رہی ہے پھر آپکی عید کی چوتھی تاریخ کو ایک عظیم الشان تقریب
کے انتظام کا بار اٹھانا ہے اسوقت تو اس تقریب کی ذمہ داریوں
کے احساس کی شدت میں عید کیا سب کچھ بھول جانا تھا
لیکن اے دلوں کے ارادوں کو جاننے والے پروردگار تبارک
ان شدید مطالبوں کے ہوتے ہوئے تیرا یہ بدترین خلق گنہگار
بندہ ذہنی اور تصوراتی طور پر کہاں کی تیاری کر رہا ہے۔
بمبئی کی علالت کے تین ہفتے۔ جہاز کی روانگی، تسلی کی
تکلیف۔ اپنی تنہائی و بے سروسامانی دوستوں اور مہربان
قافلہ کی بے التفاتی سب کچھ تو یاد ہے تیرے بعض عالی ظرف
بندوں کے طعنے بھی تو ابتک سن رہا ہوں۔ جدے کی نفسی
نفسی کا عالم اپنی نگاہوں میں ہے اونٹوں کی سواری کی
صعوبت، منا کی شدید دھوپ۔ عرفات کی ژالہ باری ہر
بات تو حافظہ میں محفوظ ہے پھر یہ کیسی کشش ہے کہ جدے
کا ساحل بار بار یاد آ رہا ہے حجاز کی پہاڑیاں گویا اپنی جانب

غمخواروں سے جدا ہونا پڑے آندھی چلے بگولے اٹھیں دھوپ کی شدت یا موسلا دھار بارش ہو سمندر پار کرنا پڑے بیابانوں اور ریگستانوں سے گذرنا ہو بہرحال وہ یہ ہر طور کوسے محبوب تک پہونچیگا اور درو دیوار سے آنکھیں ملونگا اس عہد وفاداری پر اعتبار چہر طلب کرتا ہے دیوانہ سربکف حاضر ہوکر امتحان گاہ الفت میں اپنے خون کی دستخط پیش کرتا ہے -

آج ۸ - شوال ۱۴۰۰ھ کی مطابقت میں جولائی کی تیرہویں تاریخ ہے عصر کی نماز کے بعد دعا بن حج و زیارت کی پرخلوص التجا پر جذبہ وفاداری قربانی کے معاہدے پر خون کی چھاپ مانگتا ہے اور یہ چھاپ کسی کاغذ پر نہیں بلکہ بدن کی کھال پر طلب کیجاتی ہے شوریدہ مزاج ذوق و شوق کے ساتھ اپنے گوشت و پوست پیش کر دیتا ہے اور تاموں کا ہاتھ ایک قلم نما آلہ سے جسکی گولائی میں تب سے باریک آہنی کانٹے پیوست ہیں بائیں ہاتھ پر تین نشان بناتا ہے ان کانٹوں کے چبھنے سے خون نکل آتا ہے وہ علامت نقوش وفا بنکر ابھرتے ہیں -

آفریں باد بریں ہمت مردانہ یہ چھاپ کا ٹیکا کس خوش

حبیب ہیں باقی کیا رہ جائیگا لیکن اے عشق آج ہیں بتری
قوت پرواز کا قائل ہوگیا سامنے شدید موانع ہیں بازو کمزور
لیکن یاس نہیں پیدا ہوتی شوق برابر کہہ رہا ہے ضرور حرم کا ر
ہوگا کبوتران کعبہ کا جشن پرواز دیکھنے کی تمنا پھر اوج پر ہے
طائرِ دل پر تول رہا ہے۔ مولانا اتیق کا یہ مطلع ورد زبان ہے
اور کاروان حرم کی تلاش۔

پھر سلسلۂ الفتِ گیسوئے محمدؐ
کھینچے لئے جاتا ہے مجھے سوئے محمدؐ

عزم کامل

عشاق کا یہ ہی دستور ہے کہ حلف وفاداری کے ساتھ
محبت کے معاہدے پر خون سے دستخط کرتے ہیں۔

کار عاشق خون خود بر پائے جانان ریختن

سرفروش نے عہد کیا ہے کہ شہرۂ کوئے دوست کی خاک کو
آستانہ حبیب کا طواف ضرور کرونگا خواہ گھر چھوٹے
وطن سے دور ہوکر دیار غربت کی تند ہواؤں میں راہ پیما
کو اڑے عزیزوں دوستوں سے دور ہونا پڑے

روانگی کا حال لوگوں کو معلوم نہ ہو خدا جانے ممبئی پہونچکر کیا
پیش آئے لہذا اخفائے راز بہتر ہے لیکن ٹیکے کے نشانات
زخم کے ساتھ آج انجکشن کیوجہ سے بازو کا درد غمازی کر رہا ہے

می تواں داشت نہاں عشق زمردم لیکن
زردی رنگ رخ و خشکی لب را چہ علاج

بحمد اللہ ایک ہفتہ گذر گیا اور نہایت سوز و گداز سے
گذرا دوسرے انجکشن کے انتظار میں مسلسل گھر ہی پہ قیام
کرنا پڑا اور اس فرصت میں سامان سفر کی پوری تیاری
ہوگئی بس فقط روانگی باقی رہگئی۔

خدا کا شکر ہے آج سات دن گذر جانے پر دوسرا انجکشن
بھی ہو گیا۔ سارٹیفکیٹ بھی حاصل ہو گیا۔

فارغ ز دو جہاں بجمال محمدیم

کس آج اور کس کل کا ذکر کروں شوال کے آخری دو ہفتے
صرف سفر حرمین کی تیاریوں ہی میں گذر رہے مہینہ ختم
ہوا اور اب رات کا وقت ہے بستر بندھ رہا ہے سوچتا
جاتا ہوں کہ بکس میں کیا کیا چیزیں لے چلوں فکر یہ ہے
کہ سامان جتنا ہی مختصر اور بار جتنا ہی کم ہو اطمینان کی

سے گوارا ہو رہا ہے ٹیکہ نہیں واقعیٔ عہد نامۂ محبت پہ خون کا چھاپا ہے۔

متاعِ درد

اے متاعِ درد در بازارِ جاں انداختہ
گوہرِ ہر سود در جیبِ زیاں انداختہ

ٹیکے کے نشانات کی رنگینی خونِ داغِ دل و جگر کو شرمندۂ بہار بنا چکی ہر زخم ابھار پہ ہے لیکن زخم کی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی ہے

کیں جراحت یادگار ناوکِ پیکانِ اوست

ٹیکے کے زخم ابھر ہی رہے تھے کہ آج یہ روز دوشنبہ بوقت عصر ۱۱۔ شوال کی مطابقت میں ۱۶ رجولائی کو کالرے کا پہلا انجکشن بھی ہو چکا بائیں ہاتھ کی کلائی ٹیکے کے زخموں سے داغدار ہے اور بازو انجکشن کے درد کا مزہ لے رہا ہے اور دیوانگی کا جوش کسی کی یاد میں ہر لب زخم سے بلسان حال کہلا رہا ہے۔ L324

من لذتِ دردِ تو بدرماں نفروشم

حال گذشتہ کیطرح امسال بھی ابتک یہی کوشش ہے کہ

اکر چلتے وقت بھی کہوں السلام علیکم یا اہل القبور لغفر اللہ
ولکم و انتم لنا سلف و نحن بالاثر۔

جونپور سے روانگی

بسم اللہ آمنت باللہ فتوکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
ذیقعدہ کی مطابقت میں ۲ اگست کو بروز دوشنبہ دہرہ
ایکسپریس سے ڈھائی بجے دن کو براہ بنارس بمبئی کا سفر شروع
ہوا ایک سال بھی میں نے ارادۂ حج وزیارت کو چھپایا نیکی بڑی
کوشش کی صاحبان ذوق وشوق سے بھی اس باب میں
کبھی گفتگو نہ کی لیکن شوال ہی کے مہینے سے احباب میں چرچا
پھیل گیا اور عندالملاقات دعاؤ سلام کی باہم یاددہانی ہونے
لگی روانگی کے دن صبح سے مخلصین کی آمد شروع ہوگئی اور روضہ
اقدس پر سلام عرض کرنے کی تمنائیں ظاہر کیجانے لگیں خیریت
یہی کہ شہرت روانگی کیساتھ تاریخ روانگی سے بہت کم لوگ
واقف تھے پھر بھی اسٹیشن پہونچتے پہونچتے کافی تعداد میں
احباب جمع ہوگئے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد قائم صاحب فرنگی محلی مدظلہ العالی

صورت ہے نصف رات تک فکر و غور کا سلسلہ رہا اب نیند
کا تقاضا شروع ہو رہا ہے ۔ اچھا ناظرین ۔
نیند آتی ہے ہمیں آپ بھی آرام کریں ۔
حج و زیارت کے خیالات عالم خواب میں متشکل ہو کر سامنے آتے
رہے جسم بستر پر تھا روح کوئے یار میں ہوائے صبح کے جھونکوں
نے گدگدایا شبنم نے منہ پر چھینٹے دئے مرغان سحر کی پکار شروع
ہوئی مؤذن نے پیغام بیداری سنایا فرش خواب سے اٹھے
تو شامیانۂ فلک کے فانوس خاموش ہو چکے تھے نیلا ئے
شب تاروں کی جھلملی شہزادۂ خاور کی آمد آمد پر لٹا چکی تھی
اور دوشیزگان فلک کی شرمیلی نگاہیں اُفق کی گلابی قنات
سے خورشید جہاں آرا کے نظارۂ جمال کی منتظر تھیں ۔
وضو سے فارغ ہو کر نماز فجر ادا کی پھر قرآن شریف کی تلاوت
کے بعد خاندانی گورستان مقبرہ حضرت حمزہ چشتی کو روانہ ہوئے
مرحوم اعزا اور جملہ آسودگان خاک کو فاتحہ و دعائے مغفرت
سے یاد کرنے کے بعد والدۂ معظمہ مرحومہ لخت جگر سلطانہ اختر مرحومہ
اور صلاح الدین صدیقی مرحوم کو دیر تک ایصال ثواب کرنے کے
بعد عزیزان گورغریباں سے رخصت ہوئے محبت کا تقاضا

ہلوی کا مطلع یاد دلایا۔

رخصت لے زندان جنون زنجیر در کھڑکائے ہے
مژدہ خارِ دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

سٹیشن پر پہونچے ٹکٹ منگوایا پلیٹ فارم پر پہونچے گاڑی کا
نت قریب آچکا تھا پہلی گھنٹی ہوئی پھر کچھ وقفہ کے بعد دوسری
ہنٹی کی آواز بھی آئی اب انتظار کے لمحات کم تھے ریل کے آنے
نے مخلصین کی تعداد بھی کچھ بڑھ گئی ہر وقت آنیوالوں سے باتیں
ہو رہی تھیں کہ گاڑی کسی معشوق کی طرح لہراتی بل کھاتی ہوئی
پہونچی۔ احباب نے ڈبے میں سامان رکھا ہم اندر داخل
ہوئے اور اپنی جگہ بیٹھکر ایک ایک کو رخصت کرنے و دعائیہ
لمات محبت پیش کرنے میں مصروف ہو گئے آخر گاڑی نے
سیٹی دی اور مسافر حرم بزرگوں عزیزوں اور دوستوں کی دعا ئیں
لیکر روانہ ہوا۔

بعض احباب و اہل محلہ اور برادرم مولوی عزیز ربانی و نورمیاں
اور مولوی زبیر سلمہٗ بنارس تک پہونچانے آئے لخت جگر عزیزہ
ام کلثوم سلمہا بھی اپنے شریک زندگی مولوی محمد احمد میاں پرشیمن
ٹیچر آدت نراین کالج کے بعد وہیں کے ساتھ بنارس تک ہمراہ

سے میں نے بار بار گذارش کی کہ آپ اسٹیشن تک زحمت نہ فرمائیں
لیکن مولانا موصوف دامت برکاتہ نے ٹرین چھوٹنے کے
وقت تک شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور سوار ہوتے
وقت معانقہ و دعائے برکت سے نوازا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزا
حافظ احمد صاحب ساکن زیر مسجد کلاں امسال بھی بڑے
خلوص کیا تھا روانگی سے بہت پہلے غریب خانے سے قریب مسجد
حضرت شاہ مدارؒ میں ناچیز کا انتظار فرما رہے تھے اور آخر
تک ساتھ رہے۔

گھر کے اعزا سے رخصت ہو کر میں نے گھر کے حجرۂ نیاز گاہ میں
دو رکعت نفل پڑھی ان بعد مسجد حضرت شاہ مدارؒ میں حاضر
ہو کر دو رکعت نفل ادا کی ان نفلوں میں نماز کا وہ لطف
حاصل ہوا کہ گویا مناسک حج کی ادائگی شروع ہو گئی اور
محسوس ہونے لگا کہ حرم پاک سے قریب ہو رہا ہوں ذوق
ایمانی میں تازگی پیدا ہونے لگی خالص بندگی کی شان اپنے
خشوع و خضوع میں نظر آنے لگی پھر سوار ہو کر چلے تو متحرک ہوا اور
میں جیسے حجاز کے جھونکے محسوس ہونے لگے گھر کے صدر دروازے
کے سامنے سے گذرا تو وداعی نگاہ سے حضرت ذوق

زبان ہند اس عروس البلاد کو باب المکہ بھی کہتے ہیں۔ بانی کلا
ہیشن پر پہونچتے ہی قرب حرم محسوس کرکے دل میں انبساطی
کیفیت پیدا ہوگئی اور یہ خیال آتے ہی عجیب فرحت حاصل ہوئی
کہ ایک طولانی مسافت ختم ہو چکی گو اپنے وطن سے بڑی دور نکل آئے
لیکن وطن مصطفےٰ قریب آگیا۔

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

بڑے کے مشاعرے میں بھی بمبئی آنا ہوا تھا لیکن اسی طرح جیسے
مکتہ وغیرہ کا سفر کیا جاتا ہے وہاں کی شہری دلچسپیاں اپنی طرف
متوجہ کرتی رہیں علامہ شبلی کی زبان میں کنارِ آب چوپاٹی دنگل گشت
اپالو کی بہار تاج ہوٹل کی دل آویزی ادیبوں شاعروں کی ہمنشینی
کے ساتھ پڑھوے اور ٹیکسیوں پر شہر کی سیر بازاروں کے تفریحی
ہنگامے بمبئی کے عروس البلاد ہونیکا تو یقین دلا رہے تھے لیکن
اسکے باب المکہ ہونیکا خیال کسکو تھا۔ عروس البلاد کے وہی
عروسانہ جلوے آج بھی ہیں وہی نازک اندا موں کی نمائش وہی
آرائش دنر یبائش غارتگران زہد و تقویٰ کی ہجوم وہاں قدم قدم
پر دل آرائی کا اہتمام وہی رہا صبح وہی گیسوئے شام گرمیا فراس

ی بنارس سے تقریباً ۸ بجے مغرب کے اسے بمبئی جانیوالے اکسپریس
میں بیٹھکر بمبئی کو روانہ ہوا۔ سبحان الذی سخر لنا ہذا وما کنا لہ
مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون۔

حضرت مولانا انیق جونپوری

ہر سلسلۂ الفت گیسوئے محمدؐ — کھینچے لئے جاتا ہے مجھے سوئے محمدؐ
قرآن ہے اپنا رخ نیکوئے محمدؐ — قبلہ ہے محراب اطاعت خم ابروئے محمدؐ
محشر میں عیاں ہوگی شفا کی وجاہت — دوڑا ہوا جائیگا ہر اک سوئے محمدؐ
پہونچا جو سر پیر علی قافلہ اپنا — ہر سمت سے آنے لگی خوشبوئے محمدؐ

اللہ رے انیق اپنے مقدر کی رسائی
پھر اب کے برس میں ہوں وہی کوئے محمدؐ

باب الملک

ہندوستان کے مسلمان براہ بمبئی حج کو روانہ ہوتے ہیں اور یہاں
سے ریل کی مسافت ختم ہوجاتی ہے سمندر کا سفر شروع ہوجاتا
ہے اسی بمبئی کے بندرگاہ سے بحر عرب کا نظارہ ہوتا ہے جہاں
سے جہاز جدے کیطرف متحرک ہوتا ہے اسی بنا سبب سے اکثر

نوجوان کم پوڑھے بہت ان میں مریض بھی عورتیں بھی بعض عورتوں
کے ساتھ بچے بھی جنکو بیشاب پاخانہ کی بار بار حاجت تعداد بھی
اس میں سو دو سو نہیں دو دو چار چار ہزار حجاج کے قیام کا انتظام
اور قیام ہی کا انتظام نہیں انکے سوالات کا جواب انکی مشکلات
حل بیک وقت توجہ کرنا ہوتا ہے کہ ہر کدہر توجہ کریں پہر بھی بمبئی
جیسے شہر میں جہاں نو وارد کو برسوں کرائے کی ایک کوٹہری نہیں ملتی
ہاں حجاج کیلئے صابو صدیق کا مسافرخانہ جائے پناہ بنا ہوا ہے
بہرحال کہنا تو یہ تھا کہ جب عروس البلاد کا تخیل لیکر آئے تو چوپاٹی
ور اپالو۔ تاج ہوٹل گیٹ آف انڈیا کے جاذب نظر تماشے
تھے اور آج باب المکہ کا تصور ذوق آفرین ہے تو وہ نفاست
ہے نہ وہ لطافت عروس البلاد کی جہت سے جب لطیف و نفیس
بمبئی کو دیکہا تھا وہ فانی لطف بہی یاد ہے اور آج باب المکہ
صورت میں بمبئی کو دیکہہ رہا ہوں اسکی کیفیت بھی فراموش نہیں
ہو سکتی جمال پہلے بھی جمال تھا اور جلوہ "آج بہی جلوہ ہے
حقیقت پر غور کرتا ہوں تو اندازہ ہوتا ہے کہ دونوں میں فرق کیا
ہے تاج ہوٹل کی صفائی گیٹ آف انڈیا کی نفاست فرش و در و
دیوار کی لطافت بہی بے نقاب نازنینوں کی رعنائیوں میں جسم و لباس

مرتبہ بمبئی کے عروس البلاد ہونیکا تخیل لیکر نہیں اسکے باب المکہ ہونیکا
تصوّر قائم کرکے چلا ہے اس لئے اسے صابو صدیق کے مسافرخانہ
کے سوا اور کہیں کا چکر گوارا نہیں ہے۔

ما نقد عمر صرف رہ یار کردہ ایم

۱۰۔ ذیقعدہ کی مطابقت میں آج ۱۴ اگست ہے ایک ہفتہ بمبئی
میں گذر چکا لیکن چوپاٹی کا شوق ہے نہ اپالو کا ذوق نہ تاج ہوٹل کی
یاد ہر صبح کو بستر سے اٹھتے ہی خوشی اس بات کی ہوتی ہے کہ آج مدت
قیام بمبئی کا ایک دن اور ختم ہوا سحر کے خنک جھونکے چھیڑتے ہیں تو
حافظ کا مصرع یاد آجاتا ہے۔

اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست

ناشتہ سے فارغ ہوئے اور مسافرخانہ پہونچے روزانہ کا یہی مشغلہ
ہے کہاں تاج ہوٹل کی ظاہری صفائی اور نفاست کہاں مسافرخانہ
کے پہلے ہے سارے حاجیوں کا ہجوم نیچے اوپر جس درجہ میں جائیے
صفائی کی کمی جگہ جگہ کیچڑ حجاج کی کثرت کیوجہ سے منتظمین بھی عاجز
اسلئے کہ مکان کی صفائی زیب و زینت میں مکین کی طبعیت کو
دخل ہے منتظمین لاکھ کوشش کریں مگر بیچارے حاجی اتنے لطافت
پسند کہاں شہر کے کم دیہات کے بھی لکھے پڑھے کم ناخواندہ زیادہ

بارگاہ پر نگاہ کا حسن ظن خود جان حسن بنا ہوا ہے -

شفیق

پردے میں تھا تجلی نادیدہ کا یقین
پردے پہ روشنی مرے حسن گماں کی تھی

عروس البلاد کی سیر کرنیوالے صابو صدیق کے مسافرخانے کے در و بام میں جاذبیت کیونکر محسوس کریں جنکی نگاہیں عروس البلاد کے مناظر میں کہو گئیں - وہ نگاہ جو خود شناس ہو چکی ہے وہ خود اپنے میں حسن محسوس کر چکی ہے اور آج وہ اپنے حسن یقین سے جہاں چاہے حسن پیدا کر دے - کرافرڈ روڈ کے مسافرخانے میں کچھ نہ سہی مگر نظر شوق حسن ازل کے جلوؤں میں ڈوبکر خود اتنی حسین ہو چکی ہے کہ مسافرخانے کے سقف و در و دیوار پہ حریم دوست کے نقوش دیکھہ رہی ہے اور ان نقوش میں کسی نسبت کی بنا پر اسی نظر کا حسن یقین جلوہ تاب ہے -

خزاں بھی آئے تو فکر شگفتگی کیا ہے
نظر میں تو ہے تو پھر حسن کی کمی کیا ہے

۱۳- کو جہانگیر جیہ ڈاکل ایک مختصر قافلہ بمبئی ہی سے احرام پہنکر ہوائی جہاز سے روانہ ہوا اور ۱۶- کو جل درگا چھوٹیگا آج ۱۵- اگست ہے یوم آزادی منایا جا رہا ہے متان -۱ لا ب ہے

کی نزہت و دلکشی تھی روح میں ہیجان باطن میں گندگی پیدا کرنے
سوا وہ کچھ نہ عطا کر سکی اور آج صابو صدیق کے مسافر خانے کی
فضا سادہ اور تصنع و تکلف سے خالی ماحول قلب و روح
جو روحانی لطافت پیدا کر رہا ہے وہ ایسی لازوال پاکیزگی ہے
جو پالی اور اپالو کو دنیا مت تک نصیب نہیں ہو سکتی نگاہ کل
نگاہ تھی اور آج بھی ہاں پہلے وہ فقط جلوہ پرست ہی تھی او
وہ جلوہ شناس ہو چکی ہے اور جلوہ شناس ہی نہیں اب وہ
شناس بھی ہے جس جلوہ کے ساتھ اسے خود اپنے حسن کا بھی
ہے اگر کبھی وہ بمبئی کو عروس البلاد سمجھ کر اس کے رنگیں جلووں پر
تھی تو آج وہ اسی شہر کو باب المکہ تصور کر کے دو اور بہت ہم
سے حرم کی روشنی دیکھ رہی ہے اور صابو صدیق کے مسافر خانہ
دروازے پر گویا تجلّی خاص اس کا پر تو محسوس کرتی ہے بمبئی کی
رعنائیاں بھولی ہوئی ہیں اور مسافر خانے کا طواف ہو رہا ہے
ہوتے ہی پہاڑ تک پر عاشقان حرم کا ہجوم شروع ہو جاتا ہے
دروازہ کھلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے بقول مولانا ابن جونپوری

قفل در سیخانہ کوئی کھول رہا ہے

خدا ہی جانے لیس پہ وہ کیا ہے اور کس نقاب پوش کے پر

رام و اصحاب عظام کی شان میں مولانا حسن بریلوی کے چند اشعار
ثنائے فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خان کے اکثر نعتیہ
اشعار بھی پڑھے اور بہت تحسین فرماتے رہے افسوس کہ اب ایسے
خدا دُ بلند مرتبہ مشائخ و علمار دین بہت کم باقی رہ گئے
ہیں جتنی دیر تک حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر رہا ایمان
سرور محسوس کرتا رہا دل و دماغ دنیاوی تصور و خیال سے محفوظ تھے
اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا اس وقت اسی اگلی کھوئی ہوئی
فضا میں ہوں جیسی جد امجد حضرت مولانا حافظ سید محمد صدیق
مہتمم مدرسہ صدیقیہ شہر آبنہ اور والد ماجد ابو الفیض حضرت
مولانا محمد یعقوب ایتہ نور اللہ مرقدہ نے خاص عرفانی کشش
پیدا کر دی تھی جہاں بچپن کا سارا دور اکابر علما ؤ صوفیہ کی زیارت
سے مستفیض ہونے میں گذرا اور بڑے بڑے مشاہیر ہند اور
پاکبازان امت سے نیاز مندی کا فخر حاصل ہوتا رہا حضرت
مولانا نے کھانے سے فراغت کے بعد ارشاد فرمایا کہ ناہر القادری
نے آپ کی شاعری کا ذکر کیا تھا میں آپ سے واقف ہوں کچھ
اپنے اشعار سنایئے بھائی شکیل نے سنانے میں سبقت کی ان
کے بعد ایک غزل اور ایک نعت شریف میں نے بھی سنائی

اجتماع یوم آزادی میں حاجی سیٹھ نور محمد صاحب کے پاس خاد
سے مجھے بھی شریک ہونا پڑا اور یہ وقت چند قطعات یوم آزادی
جو سنا کر چلا آیا دل و دماغ پر تصورات حرم چھائے ہوئے
ہیں دوسری طرف توجہ کرنیکو جی نہیں چاہتا انقلاب اخبار میں
ناچیز کی آمد کا حال پڑھکر اکثر محبین و مخلصین اور بعض اہل وطن
حضرات ملنے کو تشریف لانے لگے نشستوں کے تقاضے ہونے
لگے کل ۱۴ - اگست کو حضرت شکیل بدایونی تشریف لائے او
حضرت مولانا عبدالقدیر بدایونی دامت برکاتہ کی خدمت
میں مجھے لیگئے حضرت مولانا مدظلہ آجکل بمبئی میں جلوہ افروز
ہیں شکیل صاحب علاوہ ہموطن ہونیکے حضرت مولانا کے مرید
بس ہیں دعوت کا سامان کیا تھا ایک روز پہلے رقعہ بھیجکر مجھے
ی مدعو فرما دیا تھا آج اس دعوت کے سلسلہ میں ہندستان کے
نامورترین وجلیل القدر عالم دین کی خدمت میں دیر تک بیٹھنے
کا شرف حاصل رہا حضرت شکیل کا قیام باندرا میں ہے حضرت
اقدس کے ہمراہ موٹر سے باندرا کا راستہ خوشی خوشی طے ہوا
باندرا میں بھی تقریباً ایک گھنٹہ مشرف ہونیکا موقع ملا جب
تک گفتگو رہی خالص حب رسول کی باتیں رہیں پھر حضرت نے اہلبیت

پوری نہ کر سکا اکثر حجاج کے ملنے آتا ہوں تقریباً چار نوشی اکثر ان
کے یہاں ہوتی ہے بعض دیگر حضرات نے بھی یاد فرمایا اخلاق
ناشتہ یا چائے میں شرکت کی آج بھی لکھنؤ کے ایک گریجویٹ
نوجوان محمد یوسف صاحب شام کو دعوت طعام دے گئے ہیں
اور فرمایا ہے کہ میں بھی علوی جہاز سے چل رہا ہوں میں نے جب
سنا کہ شفیق جونپوری بھی اسی جہاز سے روانہ ہونگے تو خوشی ہوئی
اور ملنے کو آیا ہوں ایک گریجویٹ نوجوان کو حج و زیارت کا
شائق دیکھکر بے حد مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ الحمد یوسف صاحب
دادر بھی جوش میں جب رسول پاک سے ملا فرمائے کہنے لگے مجھے روضہ
نور دیکھنے کا بے انتہا شوق ہے اور ارادہ ہے کہ کربلائے معلیٰ
میں نواسۂ رسول کے آستانے پر حاضر ہوں ایک ایم۔ اے کی
ڈگری رکھنے والا نوجوان اور نبی و آل نبی کی محبت کا یہ ولولہ
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔
میرے ایک ہم وطن مولوی رضا صاحب مع اپنی اہلیہ اور
دو دیگر مستورات کے مجھسے پہلے عازم حج ہوئے تھے بمبئی پہونچکر ان
سے ملاقات ہوئی معلوم ہوا کہ اب تک روانگی نہیں ہوئی جس سے
بیحد پریشان تھے الحمد اللہ کہ علوی جہاز سے انکا معاملہ طے

موصوف نے میرے سفر حرمین کے ذکر پر ارشاد فرمایا کہ اردو میں حج
زیارت پر انوار البشارۃ سے بہتر میں نے کوئی تصنیف نہیں دیکھی
رسالہ حضرت مولانا احمد رضا خان کا لکھا ہوا ہے اسی سے
مولانا امجد علی اور مولانا سلیمان اشرف مرحوم نے اقتباس کیا
ہے اگر اسکا کوئی نسخہ مل سکے تو ضرور ساتھ رکھنا افسوس کہ یہاں
بمبئی میں کسی کتب فروش کی دکان پر فاضل بریلوی کی تصانیف
نہیں کیا امید کروں کہ وہ رسالہ یہاں کے محدود قیام میں ہاتھ
آ جائیگا اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو میں مزید معلومات اور ذوق و شوق
کی تسکین کیلئے اس کتاب کو ضرور حاصل کرتا ۔

بمبئی آ کر ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ سال گذشتہ کا سفر حج ابھی ختم
نہیں ہوا وہی سلسلہ جاری ہے وہی برسات کا موسم وہی دفتر
جمعیتہ العلماء وہی مولانا دوست محمد اور مولانا قاضی اطہر
مبارکپوری کا قرب حسن اتفاق سے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب
لکھنوی مدظلہ بھی مقیم ہیں روزانہ شرف مجالست حاصل ہو جاتا
ہے برادران عم زاد میاں علاء الدین صاحب اور شمس الدین
میاں کا ابکی بھی یہی اصرار رہا کہ انہیں کے ساتھ قیام
کروں لیکن اپنی آزادی برقرار رکھنے کیلئے میں انکی یہ خواہش

مولانا عبدالرحیم صاحب نہ ہونگے تو جیسے کمی محسوس کرتا ہوں
نذرگاہ حبیب خدا میں جسکو بھی دیکھا وہ اسوقت بڑی حسرت
سے یاد آرہا ہے۔

پائے سگ بوسید مجنوں خلق میگفت این چہ بود
گفت این سگ گاہے گاہے کوے لیلیٰ رفتہ بود

سال گذشتہ کیطرح ابکے بھی کبھی کبھی مسافرخانہ میں تبلیغی اور
میزی صاحب اور محمد یوسف صاحب ودیگر کارپردازان خدام
النبی کے ایما سے لاؤڈ اسپیکر پہ مجمع حجاج میں نعتیہ نظمیں سنا کر
ثواب حاصل کرتا ہوں۔

ابھی تک گھر اور وطن کی خیریت نہ معلوم کر سکا آج برادر عزیز
مولوی عزیز ربانی ایڈیٹر نئی دنیا کو حسب ذیل خط لکھا ہے
خدا کرے جواب جلد آئے۔

برادر عزیز سلمہ اللہ تعلیٰ ۔
دعا کے بعد معلوم ہو کہ میں مع الخیر بمبئی پہونچ گیا بحمد اللہ ابکی سال
بھی انجمن خدام النبی کے حضرات کی مہربانیوں سے کوئی پریشانی
نہیں پیش آئی بہت آسانی سے ٹکٹ اور پاسپورٹ وغیرہ
کے مرحلے طے ہوگئے انشاء اللہ ۱۲ اگست کو علوی جہاز سے

ہوگیا اور حقیقۃً انہیں کی خواہش اور بعید اصرار پر میں نے بھی علوی جہاز کو اختیار کیا ورنہ ایک سال کبھی آخری جہاز محمدی سے میری روانگی طے ہورہی تھی خدا کرے میں اس مبارک سفر میں مولوی رضا صاحب کی اُمیدوں کے مطابق انکے لئے اچھا ہمسفر ثابت ہو سکوں -

اللہ اللہ یہ سفر بھی کسقدر حاشقانہ ہوتا ہے کہ اس سفر کے ساتھی بھی عمر بھر نہیں بھولتے اپنا تو یہ حال ہے کہ سال گذشتہ بسلسلۂ قیام بمبئی جو حضرات برابر ملتے رہے چونکہ قیام بمبئی حج کیوجہ سے تھا اس نسبت سے وہ لوگ بھی دل کو محبوب ہیں مولوی معین الدین صاحب سکریٹری جمعیتہ العلماء بمبئی حفیظ صاحب عرف نانا میاں مولوی گلزار صاحب سفیر مدرسہ رحمانیہ دربھنگہ یہ وہ حضرات ہیں جنسے مجھے کوئی مزاجاً مناسبت حاصل نہیں لیکن قیام سفر حج کی بدولت ان بزرگوں سے ملاقاتیں ہوئیں اسلئے ان سے مجھے انس محسوس ہوتا ہے آگے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کا ذکر آچکا ہے اگلے سال انہیں مکۂ معظمہ مدینۂ منورہ کی گلیوں میں بار بار دیکھ چکا ہوں اصطفا منزل میں انہیں تھا ئدرسنا چکا ہوں جب سوچتا ہوں کہ اب کی سال حضرت

اِک کر ڈالا ہے لیکن سحر گرمیٔ سوز پنہانی کہاں سے لائے دیوانگی
یہ کیفیت ہے مصرع

اک دھواں سا ابھی اُٹھا تھا گریباں کے قریب

ہوائے سحر کی خنکی نے کوشش کی تھی کہ دیوانگی کا مارا سر دو جھونکے سے کچھ تسکین حاصل کر لے لیکن دل تپیدہ کی آہ گرم نے وحشت کی وہ آگ بھڑکائی کہ نسیم سحر چلتے ہی پھولوں نے بھی دامن چاک کر دیئے گویا محبوبان حسین نے خود دیوانوں کی صورت اختیار کر لی۔

محبت کی صداقت بھی عجیب اثر رکھتی ہے محبوب ازل کی وہ بے نیازی کیا ہوئی آج تو دیوانوں کی شان بڑھائی جا رہی ہے بے نیازی کی جگہ دلنوازی ہے وہی دیوانے جو دردناک آواز سے کہتے تھے۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

آج خود سفینۂ و گرداب کے مشتاق ہیں اور دل انگیز بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کا ترانہ گا رہے ہیں۔

کس شوق انگیز بیتابی میں رات گذری ہے نیند خدا جا

روانہ ہوجاؤ نگا میری ڈاک بہت احتیاط سے رکھنا اور گھر کے انتظامات میں خوش سلیقگی کا ثبوت دینا انجمؔ سلمہا کو میری خیر سے آگاہ کر دینا میں نماز پڑھ رہی ہوں ایک خط بھیج چکا ہوں عزیزی محمد احمد سلمہ کی خیریت اور جملہ اعزا کے حالات سے مطلع کر دو پرسان حال حضرات اور اہل محلہ کو سلام کہنا اور میرے لئے دعا کی التجا کرنا اور جواب ذیل کے پتہ سے لکھنا

شفیق صدیقی بتوسط مولانا حکیم محمد نعیم صاحب حجاج منزل جدہ سعودی عرب

فقط

بیدار نگاہ

قیام بمبئی کے ۱۲ دن گذر گئے انتظار کی گھڑیاں لمحوں کو ماہ وسال بنا دیتی ہیں لیکن یہ میرا داسیری اپنے وقت ہی پر ختم ہوئی آج ۲۱ راگست ہے انشاء اللہ مغرب سے پہلے جہاز چل پڑیگا ابھی صبح نکلا نہیں نماز فجر کی تیاری ہو رہی ہے لیکن نگاہ شوق کو وہ لطیف جمالا نظر آرہا ہے جو صبح کی پہلی کرن کو بھی نصیب نہیں کسی دیوانے کا جوش جنوں دیکھکر سحر نے بھی اپنا گریبان

تک رہا اور بار بار تشفی و دلجوئی کی باتیں ہوتی رہیں گودی پہونچکر معائنہ اسباب اور معائنہ ڈاکٹری اور دیگر مرحلے نہایت آسانی سے طے ہوگئے سال گذشتہ کیطرح مجھے نفسی نفسی کا عالم محسوس ہوا حقیقتہً ایک چہل پہل اور رحج کی رونق کے آثار دکھائی دے رہے تھے عالی جناب احمد برادرس اور محمد یوسف صاحب جناب محی الدین منیری صاحب نے بروقت جو دلنوازی فرمائی اسکا تہ دل سے ممنون ہوں اِن حضرات نے نظموں کی خواہش کی میں نے چند نعتیہ نظمیں لاؤڈ اسپیکر سے پڑھکر سنائیں جمعیتہ العلماء کے ممبران اور کارگذاران انجمن خدام النبی خلوص کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔

عصر کے بعد میں جہاز پر سوار ہوگیا بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ان ربی لغفور رحیم پڑھتا ہوا ہرلمحہ قافلہ سے جا ملا جہاز چھوٹنے سے آدھ گھنٹہ بیشتر مولانا حامد الانصاری غازی ایڈیٹر جمہوریت کی نگاہ دور سے مجھپر پڑی کچھ اشاروں میں سلام وکلام ہوا منیری صاحب قریب تھے غازی صاحب نے آنکو بھی میری طرف متوجہ کر دیا موصوف نے مجھے دیکھتے ہی اشارہ کیا کہ چلتے چلتے ایک نظم اور ہوجائے جہاز پر سوار ہوتے ہی

کہاں کھیل رہی تھی یا طول شب کی پیمائش نا ممکن تھی یا آج رسا کا تصور رہی رات کو دراز نہ کر سکا پرکیف خیالات کی رو میں ستارے گرد راہ بن گئے جادہ کہکشاں سے مسافران شب کا قافلہ گذر گیا مشرق سے نور کا تڑکا مسکراتا آ رہا ہے۔

علی الصباح چو مردم بکار رو بار روند
بلاکشان محبت بکوئے یار روند

شوریدگی نے ہوش میں کب رکھا تھا کہ رکوع وسجود کے آداب قیام وقعود کے ... تشہد درود کی ترغیب یاد رہتی لیکن آج نماز فجر کی روحانیت اعجاز آفرین ہے کہ پاکبازوں کی صف میں ایک رند بھی محو مناجات ہے اور اشک آلود آنکھوں کے ساتھ کہہ رہا ہے۔

اے نسیم سحری نبارگی سن برساں
کہ فراموش مکن وقت دعائے سحرم

طلوع آفتاب سے پہلے ہی بستر بندھ گیا اسباب یکجا کر لئے گئے۔ الحمد للہ امسال تنہائی نہ تھی برادرم علاء الدین صاحب عزیزی محمد شبیر عرف دلارے میاں حاجی یحییٰ صاحب تاجر عطر ساتھ تھے اور یہ ساتھ گویا ایک بلکہ جہاز کی روانگی

حکومت ہند ہو یا دوسری حکومتیں سب پابند ہیں کہ مسافران حجاز کو تاریخ حج سے پہلے حجاز مقدس تک امن و امان و اطمینان کے ساتھ پہونچا دیا جائے۔ افسوس۔

سعدی از دست خویشتن فریاد

اپنے ہی نوجوانان قوم اس حکومت کبریٰ کی نافرمانی پر کمر بستہ ہیں حکومت الہیہ کے پھیلے ہوئے نظم کی طاقت سے اپنی بنیاد قومیت کو بجائے مضبوط کرنے کے کمیونزم کے طوفان الحاد میں بہتے جاتے ہیں کاش نوجوان اسلام اپنی توجہ تمام عرفات کی جانب کر دیتے تو وہ عالمگیر انقلاب برپا کر سکتے تھے جو اخلاق انسانی کا محافظ اور اہل اسلام کی بلندی شعور کی لازوال مثال ہوتا مساوات، وحدت، روحانیت۔ ہمدردی امن عامہ۔ تجارت تمام ترقیاں اجتماع عرفات کا روشن رخ ہیں وا ے برحال تاکہ نوجوان الحاد کا شکار ہے تو قائدین وعلما وطن پرستی کے دیوانے ہو کر زلزلۃ العالم زلزلہ العالم کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔

این رہ کہ تو میروی بترکستان است

سفیر جہاز سے جہاں لگی لا ڈڈ اسپیکر کسی مخلص نے کہا اسلام علیکم

واللہ کیا لافانی حکومت ہے سلطان حجاز کی اسوقت انہیں
کا قانون دلوں نگاہوں پر حکمران ہے نامحرم کیطرف دیکھنا
منع ہے ایذا نہ دیکھینگے اب ہوٹل ہو یا مجلس رقص و سرود یا حسن
کی کوئی جاذب قلب و نظر نمائش گاہ یوسف حجاز کے سوا کوئی
عزیز نہیں۔

حضرت جامی — جہاں روشن است از جمال محمدؐ — صلی اللہ علیہ
دلم زندہ شد از وصال محمدؐ — وآلہ وسلم

بظاہر مرقد انور میں آرام فرمائیں قوم عروج کی عالم گیر زوال
پر اشکبار لیکن اللہ رے دبدبہ کہ ہر حکومت آج بھی اس
حجازی شہریار کی حکومت کبریٰ کے آگے سرنگوں ہے کوئی
قانون ہو مگر اس قانون حجازی سے مجبور کہ ہزاروں حاجیوں
کے لیئے بروقت جہاز کا انتظام کرے نویں تاریخ سے پہلے
عرفات تک پہونچنے کا انتظام کرنا ہوگا ملک میں غلہ کی کمی کی
شکایت ہے بہار و بنگال کی فاقہ کشی کا شور ہے مگر ہزاروں
بورے غلوں کے روانہ ہو رہے ہیں انجمن خدام النبی تقریباً
چوتھائی لاکھ عازمین حجاز کو غلے تقسیم کرنی ہے جسکا بمبئی سے
مکہ معظمہ تک نظم سلسلہ ہے حاجیوں کے جہاز ... ہیں

عابئیں نہیں آج کی رات وہ چادر نور اوڑھے ہوئے آئی ہے کہ ربیع الاول کی بارہویں رات یاد آرہی ہے ۔

مصرعہ نور گشت دیدۂ احترامشب

جیسے کسی سے باتیں ہوتی رہیں کون چھپ کر بھی نمایاں تھا دائے آہ کسی کا پردہ در ہٹا دیتی تھی ۔

مصرعہ کہ بر جانش دو جہاں شاد بادا

کثرت انتظار میں کہہ کے رنگیا غنودگی کہوں یا بیخودی طاری ہی خدا جانے کب نیند آگئی اور عالم خواب میں کون میش گاہ رہا ۔ آخر جبین بستر کا دابر دکرد ۔ اذان فجر کی روح درصدا نے طلسم خواب کو توڑا نماز کی تیاری ہونے لگی بجا صفیں قائم ہوئیں خشوع وخضوع کا پاکیزہ عالم ملائکہ سے داد بندگی لینے لگا ۔

ل گذشتہ محمدی جہاز سے روانگی ہوئی تھی اب کے علوی ز لئے جا رہا ہے قدرت نے اس اپنے ناچیز بندے کی مزاجی سبت کا از راہ بندہ نوازی کسقدر پاس کیا بچپن سے ئے مرتضوی کی شراب کا سرور ہے کہ محبت علی مرتضے نت کا دستور ہے ۔ اپنا سلسلہ بیعت جناب ابوتراب

مرکب الباس نے خوشخرامی شروع کی آخری سلام ہو رہا ہے یاران ساحل رومال ہلا رہے ہیں جہاز کی چھت پر ہجوم ہے نادیدنی نظارے ہیں کئی میل کی مسافت طے ہوگئی سورج ڈوب گیا اذان مغرب کا انتظار ہونے لگا مسافران عرب اپنی اپنی جگہ پہونچکر وضو میں مصروف ہوئے غالباً اب اہل ساحل بھی روانہ ہوچکے ہونگے ۔

جہاز

نماز سے فارغ ہوئے تو کھانا تقسیم ہونے لگا کچھ دیر تک یہی ہنگامہ رہا کھانے سے فراغت کے بعد ہم اپنی اپنی جگہ سامان ترتیب سے رکھنے لگے بستر بچھا دیا آسمان کا سورج ڈوب گیا لیکن مسرت کا آفتاب از سر نو طلوع ہوا تصورات کی بستی میں ہر طرف حجازی روشنی پھیل گئی دل کا ایک ایک داغ بھی بجائے خود خورشید تاباں بنا ہوا ہے سینہ آفتاب داغ محبت کا مشرق ہے عرفانی اجالا ہے ایمانی تجلی کسی پیکر نور کے خیال میں ہمہ عالم نور ہی نور ہے کہنے کو رات کا وقت ہے لیکن انوار کی وہ بارش ہے کہ سحر کا دھوکا ہونے لگا کبھی درازی شب ہجراں کی شکایت اور طلوع صبح روشن کی

کیفیت تھی کوئی بلغ العلیٰ بکمالہ وجد کے ساتھ پڑھ رہا تھا کوئی میلاد شریف کے رسالے پڑھ کر سنا رہا تھا کوئی حج کے مسائل یاد کرنے میں مصروف کوئی لبیک لبیک رٹا رہا تھا خاتم المرسلین کی زندہ حکومت کا نقشہ پیش نظر تھا گو ہر ملک میں مختلف اقوام کے میلے مذہبی تہوار منائے جاتے ہیں بڑے سے بڑا اجتماع ہوتا ہے اور حکومت وقت کو اسکا انتظام کرنا پڑتا ہے لیکن ایسا کوئی منظم اجتماع نہیں جسکا بار دنیا کی ہر حکومت کو اٹھانا پڑتا ہو یہ حج کا عالمی اجتماع رسول عرب کی جاودانی حکومت کبریٰ کا دبدبہ ہے مسلمان کسی ملک و حکومت میں ہو اسکے لئے قافلۂ حجاج کا پورا انتظام بیک وقت تمام دنیا کے حکمرانوں کو کرنا پڑتا ہے جان و مال و عزت کی حفاظت کیا بلکہ [illegible] سب سے پہلے زائرین حجاز کو حجاز تک پہونچانا اہم ترین ذمہ داری ہے اور شاہنشاہ کونین کیطرف سے [illegible] کی حکومتوں پر قیامت تک اس ذمہ داری کا بار بدستور رہیگا - عروج و زوال کا نامحدود سلسلہ ہے کتنی حکومتیں بنتی ہیں بگڑتی ہیں کتنی قومیں محکوم سے حاکم یا حاکم سے محکوم ہوگئیں کیا کیا انقلاب آئے اور آتے رہتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ کی حکومت

م اللہ وجہہ پر ختم ہوتا ہے شجرہ پڑھتے وقت احساس عقیدت
روزانہ تازہ ہوتا رہتا ہے اس نسبت سے علوی جہاز سے
سفر حرمین میں اپنے لئے فال نیک ہے۔

جامی از قافلہ سالار رہِ عشق مپرس
گر بپرسند کہ آن کیست علیؑ گوے علیؑ

طلوع آفتاب کے بعد سمندر کا نظارہ کرتے ہوئے اوپر گیا تو دیکھا کہ پانی بالکل کالا ہے اپنی سیہ کاری یاد آگئی اور جی ڈر گیا کہ یہ اپنی ظلمت عصیاں کا تو اثر نہیں ہے روانگی کے وقت بمبئی کے ساحل پر تو پانی کا یہ رنگ نہ تھا قریب تھا کہ دل ٹوٹ جائے ناگاہ سروش غیب نے کانوں میں کہا حرم الہٰی کی حاضری مقدم ہے غلاف کعبہ کی مناسبت سے پانی پر گیسوے محبوب کی تجلی ظاہر کیگئی ہے حرم کعبہ کے بعد حرم مدینہ کی خاک بوسی کرنی ہے دوسری منزل سبز پانی کی ہوگی اور گنبد خضرا کی جھلک ہر حلقۂ موج میں دیکھو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا سقوطرہ آتے آتے سمندر کا پانی سبز نظر آنے لگا جنکی مستانہ لہروں کو دیکھکر دل میں بھی لہر اٹھنے لگی تمنا کا درخت سرسبز و شاداب ہونے لگا ہر طرف ذوق وشوق کی۔

زیادہ تر وہی غربا ملینگے جو شوق حج میں بیچارے بیاکرتے جمع کرلیتے ہیں
جو دنوں برسوں کی کوشش کے بعد [illegible] سے خارج
ہوتا ہے اور اسپر حج فرض ہو جاتا ہے بلکہ یہ کہئے کہ ان کی بدولت
لاکھوں مسلمانوں پر اسراف سے بچنے کی عادت پیدا ہو جاتی۔
اور اگر یا ان پر حج فرض ہوتا نہیں بلکہ وہ زیارت [illegible]
میں کوشش کرتے کہ [illegible] تعالیٰ کی [illegible] صاحب سنت
کی تعریف میں داخل ہو کر اپنے اوپر خود حج فرض کر لیتے ہیں۔
[illegible] حفیظ اتنا کوئی کہہ سے [illegible] سوال سے
[illegible] [illegible] بابات ہم [illegible]
[illegible] ہیں مگر [illegible] رہتے ہیں [illegible]
پیشہ [illegible] رات کے۔ انہوں [illegible] یا گرفتام المسلمین
کی زندگی [illegible] لازوال ہے کہ جہاز پہ جہاز
روانہ ہو رہا ہے اور [illegible] ہر جہاز [illegible] ملک و قوم کی زبانوں
میں اثر پا رہا [illegible] کوئی بولی کوئی
[illegible] کے مسائل [illegible] ہوں اور
فقط عادات [illegible] سب ان پڑھ بیچاری رہا ہے
[illegible] مسائل حج پر [illegible]

کیلئے کا قانون بدستور جاری ہے کاش انقلاب پسند نوجوانان
اسلام حج وزیارت کے ہمہ گیر موضوع کو ادب برائے حیات
بنا لیں تو آج خیالات انسانی کی شیرازہ بندی ہو جاتے -
ہاں کمیونسٹ کہنے لگا کہ مذہب بھی دولت مندوں کیلئے ہے
زکوٰۃ وہی دے سکتا ہے جو مالدار ہو حج وہی کر سکتا ہے جو متمول
ہو۔ اسی کو زر نظریہ انقلابی بننے کا دعوا ہے لاحول ولا قوۃ
پوچھئے کہ روزہ نماز میں غریب و مالدار کی کیا خصوصیت ہے
پھر زکوٰۃ مالدار پہ ہے تو مال زکوٰۃ سے غربا پروری ہی تو
ہوتی ہے زکوٰۃ کا سلسلہ قائم کر کے اسلام نے بیشمار غریبوں
ناداروں کی مدد نہیں فرمائی ہزاروں ہزار اس لاتعداد کی بچوں
ہیں یو فنڈ سے غریب طلاب کی اعانت اسلام ہی کا تو عہد نہ
ہے کتنے بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ آئی۔ زکوٰۃ کے پیسوں سے
گریجویٹ ہو گئے اور ہوتے رہینگے اس میں شک نہیں کہ حج بھی
مالداروں ہی پر فرض ہے مگر غربا سے کوئی مواخذہ بھی تو نہیں
ہے پھر حج کے شوق میں غریب مسلمان کے دولت مدینے کا
کتنا بلند پہلو ہے اور اس طبقاتی پہلو کو کہا ہو تو آؤ حجاج
کے قافلوں میں دیکھو۔ حکام امرا۔ والیان۔ ریاست نہ ملینگے

لیکن محمدی جہاز کا لطف کہاں تھا ہیں۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی مولانا حبیب الرحمان اعظمی مولانا صبغۃ اللہ فرنگی محلی میں حضرت مولانا جمال میاں تو تشریف رکھ رہی نہیں تاہم چند حضرات اس محبت سے ملتے تھے کہ اشک شوئی ہو جاتی تھی محمد یوسف صاحب ایم۔ اے۔ لکھنوی جنکا ذکر پہلے بھی آچکا ہے وہ بھی اسی جہاز سے حج کو جا رہے ہیں موصوف روزانہ صبح و شام تشریف لاتے ہیں نہایت جفاکش ہمدرد قوم اور مخلص نوجوان ہیں سارے جہاز کا درد دل میں لئے ہوئے حجاج کی خیریت دریافت کرتے پھرتے ہیں اور لوگوں کی تکلیف میں کام آتے ہیں

لار ضلع گورکھپور کے ایک مرد مومن محمد ہاشم صاحب ایک دوز تشریف لائے فرمایا آپ کا جہاز نامہ میرے پاس بھی ہے پڑھ رہا ہوں ابھی یہاں تک پہونچا ہوں دیر تک بیٹھے ہوئے اخلاق و نیکی کی باتیں کرتے رہتے چلتے وقت کہنے لگے میرے پاس بسکٹ اور مسمی وغیرہ کافی ہے ضرورت ہو تو حاضر کروں میں نے کہا ابھی تک اپنے ہی ساتھ کے پھل باقی ہیں بھوک لگتی بھی نہیں جہاز کا کھانا اسقدر بے مزہ اور بدبودار ہوتا ہے جس سے اور طبیعت خراب ہو جاتی ہے جہاز میں جن

،علوی جہاز میں بھی کتابیں رسالے حجاج کے ہاتھوں میں
ین اور شریعت رسول اکرم کے آئین حج کا مطالعہ ہو رہے
رہا ہے بعض ہاتھوں میں راقم الحروف کا سفرنامہ ۱۳۵۰ھ
زنامہ بھی ہے مجبور کے ایک کرنل محمد شفیع صاحب یہ سنکر
ؤ زنامہ کے مصنف بھی آیا جہاز سے ملازم حج ہے ملنے کو
ریف لائے اور کہنے لگے شفیق صاحب میں اب تک آپ کو
طرشاعر سمجھتا تھا حج نامہ سے تو آپ کا عالم ہونا ثابت ہوتا
ہے حج قران وحج تمتع کا فرق پوچھنے لگے میں نے اپنی معلومات
مطابق جواب دیا افسوس رہا کہ امسال علماء وفضلاء کا
ا ذخیرہ سا نہ نہیں تھا سال گذشتہ کے ارباب فضل وکمال
ہت سے آئے دستور ہے کہ جہاز کی روانگی کے وقت مشاہیر
علماء کی روانگی کا اعلان ہوتا ہے امسال جب لاؤڈ اسپیکر
ے اعلان شروع ہوا تو

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

سمجھا کہ پہلا نام ناچیز کا ہے ابھی اور حضرات ہونگے لیکن
رسے بھی نام پر اعلان ختم ہوگیا اور سال گذشتہ کیطرح
ناچیز فقیہ وعالم کا پتہ نہ معلوم ہوا اکثر مخلصین ملتے رہے

آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ زندگی میں ایک بار کسی نے دریافت کیا تھا کہ مولانا بعد وصال آپ کا بھی عرس وغیرہ ہوگا اور مزار پر مریدین و معتقدین کا ہجوم ہوگا آپ نے جواب یوں فرمایا کہ میں ایسی جگہ دفن ہونگا جہاں ان رسوم کا موقع بھی نہ ہوگا وصال شریف کے بعد باخبر حضرات کو معلوم ہوا کہ گفتگو میں کیا اشارہ تھا عارفان حق کی بات ہی جدا ہوتی ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ انسان کامل کی تعریف یوں فرماتے ہیں تخلق بخلق اللہ تعالیٰ

مخلوقات سے پیار کرتے ہیں اور

علوی جہاز کے امیر الحج جناب میر احمد علی صاحب پروفیسر مدراس یونیورسٹی ہیں موصوف از راہ شفقت دو مرتبہ ناچیز کی مزاج پرسی کو تشریف لا چکے ہیں نہایت خلیق و صاحب علم بزرگ ہیں اپنے فرائض کو خوبی سے انجام دیتے رہتے ہیں علاوہ آپ کے جزیرہ خبرہ سے سنگاپور کے بھی چند باخبر اہل ذوق سے ملاقات ہوئی جو وہاں کے مشاعروں کی ملاقاتیں اور نواب ملا ابراہیم صاحب کی دعوت سے تعارف یاد دلانے لگے۔ ڈاکٹر صابر صاحب صدیقی جو حکومت ہند کی طرف سے حجاج کی خبرگیری

ے ہوا۔ ہوا ہوں معلوم ہوتا ہے کہا نا ایک فرض ناگوار ہے
د اکیطرح کسیوقت کہا لیتا ہوں فتحپور ضلع بارہ بنکی کے چند حضرات
۔ یا اخلاق اور ہمہ تن خلوص ہیں بڑی محبت سے پیش آتے
یں جزاہم اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا۔ ایک روز جہاز کے
لاریت میں ایک نوجوان السلام علیکم شفیق صاحب کہتے ہوئے
تشریف لائے معلوم ہوا کہ اعظم گڈھ کے رہنے والے ہیں
ا سلطان احمد صاحب کے رشتے میں نواسے ہیں جہاز رانی
سیکھ رہے ہیں سہیل نام نامی ہے اکثر تشریف لاتے ہیں شبلی
۔ ل کے مشاعرے میں ناچیز کا کلام سنکر واقف تھے قرب
طن کی بنا پر سہیل صاحب کو دیکھکر انس محسوس ہوتا ہے۔
بحمد اللہ اگلے سال روز ۱۳۵۰ھ کیطرح ابتک کوئی خوشگوار
شال پیش نہیں آئی اللہ آیندہ بھی محفوظ رکھے۔

آج سفر تمام ختم ہو رہا ہے جہاز کی رفتار میں سنجیدگی پیدا ہونے
لگی ہے اس مقام پر پہنچکر صدا تحرام العلما غوث وقت حضرت
حافظ الحدیث والقرآن الحاج مولانا سید امام الدین رحمۃ
اللہ علیہ کی یاد تازہ ہوگئی سفر حج میں اس مقام سے قریبا
ایک بیوفا مرید نے حضرت کو کہچڑی میں زہر کہلا دیا تھا اور

پاک کی تلاوت کے بعد نعتیہ کلام کا دور چلا تو تین روز تک مسلسل جہاز کے مختلف حصوں میں گویا مشاعرہ ہوتا رہا محمد شفیع صاحب کے اصرار سے ایک روز میں نے تقریر بھی کی، میری تقریر سے پہلے چند تقریریں مسائل حج پر ہو چکیں تھیں میں نے مدینہ منورہ کے آداب زیارت بیان کیے تاکہ زیارت حرمین کا دونوں پہلو کم سے کم اجمالی طور پر ذہن میں آجائے محمد شفیع صاحب بڑے خلوص و محبت سے برابر ملتے رہے ایک روز خود بھی موصوف نے ایک نعت شریف لکھی اور مجھے اصلاح لیکر میرے ہی اصرار سے ایک نشست میں اپنے اشعار سنائے ان میں شعر گوئی کی کافی صلاحیت ہے اگر ماحول سازگار ہو تو وہ شاعر ہو سکتے ہیں۔ محمد شفیع صاحب کے ہمراہ حضرات ذیل بھی خوش ہو کر ملتے تھے اور ... آپ کی بار بار تاکید کرتے رہے۔

مولانا حافظ قاری مفتی علی حسن صاحب
حکیم الدین صاحب
غلام دستگیر صاحب
عبدالاحد صاحب

کیلئے اسی علوی جہاز سے بھیجے گئے تھے یا دیا ر احساس قدر شناسی کے ساتھ میری ملاقات ہو. پورے رہے جہاز کا کھانا مجھے نہایت پسند تھا موصوف نے کئی بار فرمایا کہ آپ میرے ساتھ کھایا کریں چونکہ مولوی رضا صاحب جونپوری مع اپنی اہلیہ محترمہ اور چند دیگر مستورات کے ہم سفر تھے جہاز پر قیام انہیں کے ساتھ تھا. مجھے اخلاقاً اپنے لئے امتیازی کھانا گوارا نہ ہوا مظفر نگر کے ایک صاحب علی شبیر حامد حسین صاحب اور بوہرا قوم کے چند با مروت حضرات سے بھی ملاقات رہی جن کے مذاق علمی سے کبھی کبھی دلچسپی نشست ہو جاتی تھی۔

ایک روز میں سو رہا تھا کہ ایک ہم سفر نے مجھے جگا کر خواہش ظاہر کی کہ اسوقت میں نے چند احباب سے وعدہ کیا ہے کہ شفیق جونپوری کا کلام سنواؤنگا آپ میری جسارت کو معاف کریں اور تشریف لے چلیں موصوف نے اپنا نام محمد اسمٰعیل بتایا اور کہا کہ میں حضرت محوی صدیقی لکھنوی کا بھائی ہوں میں خلوص و محبت کا دلدادہ ہوں موصوف کی خواہش پر اپنی نیند قربان کر دی ساتھ چلا اور ظہر کی نماز کے بعد اجتماع کیا گیا محمد شفیع انصاری صاحب جھونپوری نے از راہ محبت میرے تعارف میں مبالغہ فرمایا۔ اور قوالی

بعدن کی پہاڑیاں شمع طور کی یاد تازہ کرتی ہوئی دور سے نظر
آئیں۔ سقوطرہ تک پہنچ کر اہل جہاز کی حالت اچھی نہ تھی خلیج
عدن میں پہونچتے ہی چہروں پر بحالی آنے لگی اور آج دور
سے بندرگاہ عدن کی روشنی کی جھلک قطار در قطار دیکھکر
سب کی خنکی اہل کاروان میں جو انبساط پیدا کر رہی ہے وہ
صعوبات سفر کی تلافی داقعات سے اپنی تو یہ کیفیت تھی کہ بندرگاہ
عدن کی آمد آمد کا مژدہ سنکر بستر چھوڑ کر جہاز کے بالائی عرشہ
پر پہونچ گیا اور تقریباً نصف رات تک بہجت نواز روشنی
کے نظارے سے دل بہلا رہا تھا معلوم ہوتا تھا گویا شب برات
ہے اور حور و غلمان جنت سے آکر فضا میں آتش بازی کی بہار دکھا
رہے ہیں سرخ و سبز آسمانی زرد و سفید ہر قسم کی ہوائی آتش بازی
ایک قطار سے چھوٹ رہی تھی جن پر دور سے دیکھنے والوں کو مسلسل
متحرک لہروں کا گمان ہو رہا ہے کبھی محسوس ہوتا تھا سمندر کا
منظر دیکھنے کیلئے قوس قزح قریب آگئی ہے گاہ ذوق کہتا تھا
کہ نہیں نہیں یہ کہکشاں ہے جو صاحب براق و معراج کے جادۂ رہگذر
کو ڈھونڈھنے کیلئے آسمان سے اتر آئی ہے وارفتگی کہتی تھی کہ یہ
آوارگان دشت جہاز کی آہوں کے شعلے ہیں جنکو سمندر کی

مصاحب علی صاحب -

عابد علی صاحب -

مہدی حسن صاحب

محمد یوسف صاحب -

محرم علی صاحب

علی حسین صاحب

جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

غازیؒ - ۳ اگست کو ایرانچ صاحب نے جو اجازت نامہ اہل علم کا اور چیدہ دیگر شائستہ حضرات نے کیا پارٹی دی اچھا پاکیزہ اجتماع ہوا میں نے دو نعتیہ نظمیں ایرانچ صاحب کی فرمائش پہ سنائیں شاعر دستی دو نوں فرقوں کے مذاق ادب سے تو مدتوں کا تجربہ ہے بوہرہ قوم کے سامعین پر نعتیہ اشعار کا اثر انکی داد دیکھکر مجھے بیحد خوشی ہوئی کہ الحمدللہ اسلام زندہ ہے جب تک یادی اسلام کے نام پہ مسلمان کہلانیوالی قومیں سوز دل اور حسیم کہتی ہیں امت کی زندگی پر زوال نہیں آسکتا -

عدن کے پہاڑوں کی روشنی

۳۰ اگست کا دن گذر گیا ہندوستانی شام سے گیارہ بجے رات

صل ہوئی کہ حجاج کرام نے اسکی نیک راے پر عمل کیا۔
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

نیز کی اطلاع سیٹی سے بھی پہلے امیر الحج نے مجھے فرمایا کہ آپ
اعلان کرتے رہیے کہ آج چار بجتے بجتے جہاز یلملم سے گذر
ئیں نے اس نوید جانفزا کو حتے الامکان پھیلایا اکثر و
دیگر حضرات نے بھی تعاون کیا اور دس بجتے بجتے تقریباً
را جہاز لبیک کی صداؤں سے گونج اٹھا تقریباً آٹھ سو
جیوں کا قافلہ ایک لباس میں ایک خدا کی عبادت کا نمونہ
ں کر کے مساوات اسلام کا عملی نقشہ دکھانے لگا۔
ات سے حجاج میں ایک نئی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے روحا
زندگی عروج پر ہوتی ہے۔ اب سمندر کا اضطراب بھی بہت
وگیا جہاز کی رفتار خوش گوار ہوگئی قرب حجاز کا تصور دلوں
بیتابی پیدا کرنے لگا۔

ق شہر حبیب کی فضا روح فزا ہے مرحبا
ہم بھی رہینگے لے وفا جاکے اسی دیار میں

یلم جہاز سے نظر نہیں آتا عام طور پر مشہور ہے کہ کپتان وور
ابھر اعلان کرتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دوربین سے

روشن اٹھا اٹھا کر یکجا ہو جاتی ہیں مگر وہ دوش بدوش فضا پر
رقص کناں ہو کر عشاق کو زندگی حیات کا سبق دے رہے ہیں یا کسی
نے ایک ساتھ بہت سی قندیلیں روشن کر کے فضا میں اڑا دی
ہیں کہ شاید ان کی روشنی میں کسی تجلیگاہ کے منارے دکھائی دیں

لبیک لبیک

میں نے میقات آنے سے دو روز پہلے افضلیت کا ثواب حاصل
کرنے کے لئے احرام باندھ لیا تھا نیک کام کا ثمرہ یہ ہے کہ گناہ گار
بندہ بعض اوقات صالحین کی مقبولیت حاصل کر لیتا ہے میقات
سے پہلے مجھے جامۂ احرام میں دیکھکر حجاج سوال کرنے لگے میں نے
دینی بھائیوں سے کہا میقات سے پہلے جامۂ احرام پہننا افضل
ہے تو کیوں نہ افضلیت کا ثواب بھی حاصل کرنا چاہئے الحمد اللہ
کہ چند دیگر حضرات نے بھی میرا ساتھ دیا بلکہ جہاز کی چھوٹی سی
اقلیت اسی افضلیت کے شوق میں پہلے ہی سے احرام پوش
ہو گئی اور سامنے آنے سے پیشتر ہی لبیک کے نعرے بلند ہونے
لگے میں نے دل میں اس احسان خداوندی پر بے حد شکر ادا
کہ مسافران حرم نے ایک نیکی میں میرا ساتھ دیا ورنہ
نصیب کہ ایک بدترین بندے کو بہترین بندوں کی داد

غیرت پیدا ہی نہیں ہوتی ۔

یہ زندہ رسول کے زندہ قانون کا اقتدار ہے کہ عروج و زوال کے بیشمار دور گذر جانیکے بعد بھی اسکا احترام بدستور ہے اور حج کا مہینہ آتے ہی اقطار عالم سے [illegible] اسماعیل پڑتا ہے اور جس انداز سے حج کا حکم دیا گیا تھا ابتک اسی طرح ادا کیا جاتا ہے آج بھی میقات وہی احرام وہی طواف وہی سعی وہی عرفہ کی حاضری وہی رمی وہی حلق وہی [illegible] یات [illegible] وہی قربانیاں وہی ایک، ذات [illegible] اتنے احکام کو آجتک [illegible] رہا ہے دوسری قوموں کو دیکھئے تو انکی آسمانی و مذہبی کتابیں تک تحریف سے محفوظ نہ رہ سکیں لیکن افسوس یہ ہے کہ اس وقت [illegible] کی اور انکی کی جاگیرداری ایسے قابل نفرت دور [illegible] طبقہ کے ہاتھوں جا پڑی کہ وہ ان احکام کے حکیمانہ پہلوؤں پر غور کرنے کی بھی ضرورت نہیں محسوس کرتا مسلمین پیر اسا بے علم اکثر بازبان [illegible] رسول [illegible] [illegible] سے [illegible] کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ملا کا لفظ شاید ملوث سے مشتق ہے ان تمام لوگوں نے

بھی وہ نظر نہیں آتا سمجھ میں نہیں آتا کہ جب رویت ہلال وغیرہ
کے موقع پر ریڈیو کے اعلان پر اعتبار شرعاً ناجائز بتایا جاتا
ہے تو غیر مسلم انگریز کپتان کے اعتماد پر سمندر سے میقات کی
تعیین پر صدیوں سے عمل کیوں ہے یہ تو بالکل غلط ہے کہ کپتان
کو دوربین سے یلملم دکھائی دیتا ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہا
جا سکتا ہے جہاز اسکے محاذات سے گذرتا ہے لیکن محاذات
کی تعیین دینی امور میں فقیہ و مفتی اسلام کی تحقیق سے ہوتی
ہے غیر مسلم کا اعتماد مناسب نہیں معلوم ہوتا افسوس کا مقام
ہے کہ حج جیسے فرض کی ادائیگی کے لئے آج تک فقہائے اسلام
اور مخبر اپنے وسائل سے خود اپنی کوئی تحقیق نہیں رکھتے اور
غیر مسلم کپتان کے شکر گذار ہیں ... سے تلبیہ شروع
کرنے میں یا تو عربوں نے جہاز رانی کا فن ایجاد کیا تھا یا آج
پرستاران عرب خود اپنی ملکیت کا جہاز تک نہیں رکھتے
اغیار کے جہاز سے حجاز کا سفر ہوتا ہے اور ایسے کیفیت
جہاز کے ... آگے لکھتے ہیں ... [illegible]
سے بلا ... [illegible] جب جہاز ...
مسافران حرم کو ... لیا جاتا ہے اور مسلمان ... اسکے

مساکین پرور غریبوں کا حامی — یتیموں کی امداد فرمانیوالا
خدا کی خدائی کو قابو میں لاکر — ضلالت کی بنیاد کو ڈھانیوالا
دکھا کر عجب زور وحدانیت کا — بتوں کو حرم سے نکلوانیوالا
عیاں کر کے اک شان الفقر فخری — سلاطین عالم کو شرمانیوالا

مئے معرفت مانگ کر نوشش کرتے
ابھی آج ملتا جو بخشانیوالا

جامۂ احرام

لباس احرام ابو الانبیاء سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ لباس ہے اس کی لباس سے ارتقائی زندگی کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک وہ دور تھا کہ انسان کتنا ہی بلند رتبہ ہو جاتا اسکی جامہ زیبی کی انتہا ان دو چادروں تک تھی اور آج ترقی کرتے کرتے دنیا اس منزل پر پہونچ گئی ہے جہاں طرح طرح کی کتر بیونت اور قسم قسم کے آلات خیاطی رائج ہو کر انسانی مدارج کا معیار بن چکے ہیں لیکن جو شان مساوات اس لباس میں ہے وہ کسی وضع وقطع لباس کو نصیب ایک انگریز ڈاکٹر نے اپنی کتاب مذاہب عالم کو

وہ تجارت کا بازار گرم کر رکھا ہے کہ حاجی انکو نذرانہ دینا انکے قدم چومنا تو جیسا شان ہے، مگر حج کی ضروری دعائیں تک اسے یاد نہیں ہوتیں۔ کچھ ملا ٹائپ کے حضرات اگر مسائل حج و زیارت سے واقف بھی ہوتے ہیں تو ان میں تقوی کا نہ پیدا ہوتا ہے کہ جاہل پیر بھی ان سے اچھا حج پڑھا دیتا ہے۔ جب مدینہ طیبہ میں ملاؤں کا حال یہی ہے زکواۃ نہ دینے پر کیا کیا تعجب ہوتی ہے اور خود زکواۃ کی رقمیں بلا استحقاق شیر مادر ہیں نکاح و طلاق کے مسائل تک میں جنبہ داری کی مثالیں نظروں سے گزر چکیں ہیں دو سال مسلسل حج کرنے سے بحمداللہ میرے دل میں شریعت الہیہ کی عظمت اور فخر کائنات رسول عربی فداہ امی وابی کی محبت تو پہلے سے بھی دو چند ہو گئی۔ لیکن آجکل کے نائبین رسول کا اخلاق دیکھکر بیحد رنج ہوا۔

حضرت مولانا انجن جونپوری علیہ الرحمۃ

وہ ختم الرسل کا لقب پانیوالا ... زمانے میں توحید پھیلانیوالا
شہنشاہ کونین کہلانیوالا ... مگر قیصریت کو ٹھکرانیوالا
زمانے کے باطل پرستوں کو یکسر ... بانیں شائستہ سمجھانیوالا

سمندروں کے ساحلوں پر بجز ستر عورت کے تمام کپڑے اتار کر قیام کرتے ہیں اور جسم کو بروقت ہوا یا فضا کی برودت اور آفتاب کی حرارت میں رکھتے ہیں اور علاج شمسی میں تو اسکا خاص اہتمام ہے اسلام نے حج کے ذریعہ سے سمندروں پہاڑوں شعاع آفتاب اور دیگر موثرات فضائیہ سے فائدہ حاصل کرنیکا موقع دیا۔ علاوہ اسکے تبدیل آب و ہوا بجائے خود مفید صحت ہے اطبا نے جگر کے مریض کیلئے خصوصیت سے مکے کی ہوا کو مفید بتایا ہے اور چشمۂ زمزم کے پانی کے فوائد و فیوض کا تو پوچھنا ہی کیا ہے

مسائل احرام

پہلے حجامت بنوائیے۔ زیر ناف اور بغل کے بال دور کیجیے پھر بہ نیت احرام غسل کیجیے، اگر کسی وجہ سے غسل دشوار ہو تو وضو کیجیے پھر سلے ہوئے کپڑوں کو بدن سے جدا کیجیے پھر ان دو چادروں کو جنکو مجازاً احرام کہا جاتا ہے استعمال کیجیے ایک کو لنگی کی طرح باندھ لیجیے دوسری کو اوڑھ لیجیے اسکے بعد دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھیے پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون

میں کہا گیا ہے مساوات کا جو مظاہرہ حج کے موقعہ پر کیا جاتا ہے،
اس قدر مکمل ہے کہ شاہ و گدا میں امتیاز قطعاً دشوار ہے
فنون لطیفہ کے عجائب خانوں میں عہد قدیم کے انسانوں
کا لباس جو دکھایا گیا ہے وہ بعینہ جامۂ احرام ہے یونانی اقوام
کی جو تصاویر بنائی گئی ہے اس میں بھی لباس قریب جامۂ
احرام سے بالکل مشابہ ہے یہودی اپنے عبادت خانوں میں
حضرت موسےٰ علیہ السلام سے مشابہت پیدا کرنیکے لئے
جو لباس پہنکر جاتے ہیں وہ بھی بالکل جامۂ احرام سے مشابہ
ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مقدس رسولوں کا بھی لباس تھا جنکی
اتباع [illegible] کے مذہبی لوگوں نے بھی اختیار کیا ہوا ہے۔
طبی [illegible] سے یہ لباس مفید بھی ہے اطبا کی رو سے یہ کہ [illegible]
[illegible] ہوتی ہوائیں اور
[illegible] رکھنا چاہیئے تاکہ اسکے تمام مسامات
کھل [illegible] سے صاف ہوجائیں خون کا ربو نک کے اجزا
شامل رہتے ہیں وہ مل جائیں اور اس کے دورہ کے
ساتھ جو [illegible] فضلات بھی ختم ہوجائیں اور قلب میں پاک
و صاف خون دوڑنے لگے چنانچہ انگریز ہر سال پہاڑوں

بلند نہ کریں۔ اگر حیض آجائے جب بھی حج کرنے والی کو چاہئے کہ غسل
کرکے احرام باندھ لے ہاں طواف وسعی نہ کرے ممنوعات احرام۔
احرام کی حالت میں جماع یا عورتوں کے سامنے جماع کا ذکر یا بی بی
کا بوسہ لینا اسے شہوت سے چھونا ساتھیوں سے یا کسی سے لڑنا
جھگڑنا منھ ڈھانکنا خوشبودار کپڑا پہننا ایسا جوتا پہننا جس سے
پاؤں کے بیچ کی ہڈی چھپ جائے۔ ناخن اور بال کتروانا خوشبو
لگانا اپنے بدن یا کپڑے کی جوں مارنا خشکی کے جانور کا شکار
کھیلنا یا کسی شکار کی طرف شکاری کو اشارہ کرنا منع ہے۔ ان ممنوعات
میں کسی ایک کا کرنا جنایت لازم کردیگا۔ مکروہات احرام۔ بدن
سے میل دور کرنا سر یا ڈاڑھی اور منہ کو صابن وغیرہ سے دھونا
سر یا ڈاڑھی میں کنگھی کرنا احرام کی چادر اور تہ بند میں گرہ دینا
یا سوئی اور پن وغیرہ لگانا تاگے سے باندھنا کسی قسم کی خوشبو
کو چھونا خوشبو کی چیز کو سونگھنا یا سونگھنے کی غرض سے خوشبو والے
کی دکان پر بیٹھنا غلاف کعبہ کو سر یا منہ پر رکھنا تکیہ پر سرنگوں
لیٹنا چونہ اور تیل وغیرہ کو کان میں ڈالنا۔ بی بی کی شرمگاہ کی
طرف نظر کرنا پختہ خوشبودار کھانا نوش کرنا مکروہ ہے۔ ان امور
سے بچنے سے جنایت لازم نہ آئیگی لیکن ثواب میں کمی ہوگی۔

دوسری میں قل ہو اللہ پڑھ کر رکوع و سجود و قعدہ و سلام کے بعد
اسی طرح قبلہ رو بیٹھے ہوئے سر کھول کر دل میں احرام کی نیت
کر کے زبان سے بھی نیت کے الفاظ ادا کیجئے یعنی اسطرح کہئے۔
۱۔ اللہم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی حج افراد کیلئے
۲۔ اللہم انی ارید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلہا منی حج تمتع کیلئے
۳۔ اللہم انی ارید العمرۃ والحج فیسرہما لی حج قران کیلئے
اسکے بعد اوسط درجے کی آواز سے تین مرتبہ کہئے۔
لبیک اللہم لبیک۔ لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک
والملک لاشریک لک۔

تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھ کر نیک مقاصد کے لئے دعا مانگو اس
وقت یہ دعا مستحب ہے۔
اللہم انی اسئلک رضاک والجنۃ واعوذ بک من غضبک والنار
احرام کی حالت میں سر کھلا رہنا چاہئے ہاں عورت کیلئے سر ڈھکنا
واجب ہے لیکن یہ وجوب ستر کیلئے ہے احرام کیلئے نہیں اگر عورت
کا سر کھل جائے تو اسپر جنایت لازم نہ آئیگی مستورات کیلئے سلے
ہوئے کپڑوں کا پہننا جائز ہے۔ زیورات کا استعمال بھی جائز
ہے لیکن خلاف اولیٰ ضرور ہے۔ خواتین تلبیہ کہتے میں آواز کو

کے مہینوں میں عمرہ کرکے پھر دوسرے احرام سے حج کیا جائے تو ایسے حاجی کو متمتع کہا جائیگا۔

جدہ شریف

عام اولیا۔ اللہ سے جن مقامات کو نسبت حاصل ہے انکو بھی لوگ شریف کہکر یاد کرتے ہیں جیسے اجمیر شریف پیران کلیر شریف دہلی شریف وغیرہ مگر جدۂ مبارکہ جہاں سیدنا عثمان ذی النورین اور بہت سے صحابۂ کرام تشریف لائے ہیں جو مہبط البشر مانا جاتا ہے جہاں سے مکہ و مدینہ تک دیکھا اللہ شرفا و تعظیما کی پہاڑیاں دکھائی دیتی ہیں خدا جانے کیوں تکرار بے التفاتی ہے کہ کسی مصنف نے اسکے لیے تعظیمی لفظ استعمال نہیں کیا یہ شہر گرامی بھی حجاز مقدس ہی کا ایک شہر ہے لہذا احرام کی جگہ یلملم اسکے ساحل سے خدا جانے کیسے کیسے اللہ والوں کا پیہم گذر ہوتا رہتا ہے۔

خاک نعلین رہروان تو
شرف تکمۂ کلاہ ہمہ

[illegible] جہاز جدہ شریف پہونچ گیا تھا لیکن ایک حاجی کو جھکا

۔ انگوٹھی پہننا ہتھیار باندھنا غسل کرنا ہمیانی اور پیٹی رقم محفوظ رکھنے کیلئے باندھنا ۔
چھتری لگانا سائے میں بیٹھنا مسواک کرنا بغیر خوشبو کے سرمہ لگانا آبلے کو توڑنا ۔ ٹوٹے ہوئے عضو پر پٹی باندھنا سر اور منہ کے علاوہ باقی جسم کو چادر یا رومال وغیرہ سے باندھنا تہمد میں روپیہ یا گٹھڑی رکھنے کیلئے جیب لگانا موذی جانوروں سانپ بچھو ۔ پسو ۔ چھپکلی ۔ گرگٹ ۔ بھڑ ۔ کھٹمل ۔ مکھی ۔ کو مارنا بغیر کسی خوشبودار چیز کی آمیزش اور بغیر تمباکو کے پان کھانا حمد و نعت یا اخلاقی اصلاحی مضامین کے اشعار پڑھنا گھی تیل چربی کا کھانا احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز ہے ۔
مباحات اور بھی ہیں لیکن ہم نے کثیر الوقوع امور کو ذکر کیا ہے آمور اتفاقیہ کے لئے علماء کرام سے وقت پر دریافت کر لینا چاہئے ۔
اقسام احرام کے اعتبار سے حاجی کی تین قسمیں ہیں مفرد ۔ قارن تمتع ۔ حاجی صرف حج کا احرام باندھیگا تو مفرد کہلائیگا ۔ حج اور عمرے کا ساتھ ہی احرام باندھنے والا قارن کہلائیگا اگر میقات پر یا میقات سے پہلے صرف عمرے کا احرام باندھا جائے اور حج

ہیں موصوف اس کریمانہ انداز سے ملے کہ دیکھنے والے حجاج متحیر سے
ہو گئے کہ سفر جارہ اس شخص سے اتنی گرمجوشی کے ساتھ کیوں مل رہے
ہیں ڈاڑھی منڈی ہوئی وضع و لباس میں انگریز لیکن اخلاق میں
مرد مومن دل احترام رسالت میں باہوش ہزاروں پیشہ ور ملاؤں
شاہ صاحبوں سے ایسے انگریزی داں اچھے۔ سفر حجاز میں
جتنا ہی دین کی عظمت اور رسالت مآب کی پیغمبرانہ صداقت
کا اعتقاد مستحکم ہوا اتنی ہی آجکل کے بنے ہوئے تقدس مآبوں
سے نفرت پیدا ہوئی۔ سال گذشتہ میں دیکھا اور آپ کے
سال بھی مشاہدہ کیا کہ جاہل معتقدین سیدب اور سنترے تحفے
میں پیش کر رہے ہیں مولانا نعرۂ اللہ اکبر کے ساتھ اپنے لئے
نعرۂ زندہ باد کے منتظر ہیں جا تو رہے ہیں حج بدل کے لئے
مگر معلوم ہوتا ہے خدا کی راہ میں بڑی گاڑھی کمائی کا پیسہ
خرچ فرما رہے ہیں کسی انگور کی ٹوکری پیش کر کے اسے سنے مسئلہ
پوچھا تو بڑے انہماک رقت دانی کے ساتھ کچھ بیان فرمانے
لگے اور کسی غریب نے خواہ وہ معتقدین ہی میں کیوں نہ ہو
حج کی مختصر نیت کے الفاظ بھی پوچھے تو مراثی آواز میں کہہ دیا
کہ بھائی میں بہت کمزور اور بیمار رہوں میرے لئے بھی بڑی

نکل آئی جسکی وجہ سے چوبیس گھنٹے جہاز رکا رہا اور سعودی ڈاکٹر نے
حجاج کو اترنے کی اجازت نہیں دی اب۔

خ اسے کیا ستم وجور ناخدا کیلئے

دوسرے روز عالی جناب مصطفےٰ کمال قدوائی صاحب قونصل
شریف لائے اور فرمایا کہ آج ٹیکہ لگا کر حاجیوں کو گودی پر اتارا
جائیگا آپ لوگ گھبرائیں نہیں یہ بھی فرمایا کہ قانوناً یہ ٹیکہ غلط
ہے لیکن بحث و فیصلہ کرنے میں ممکن ہے اور بھی دو ایک روز
جہاز کو رکنا پڑے جو زیادہ باعث طوالت ہوتا لہذا ٹیکہ ہی پر فیصلہ
مناسب تھا قدوائی صاحب جس وقت تشریف لا رہے تھے میں
ایک کونے میں سے انکے سکنڈ کلاس کے کیبن میں باتیں کرتا تھا قدوائی
صاحب سامنے سے گذرے۔

آمد زدہ رم دوش بنے زمزمہ سائے

میں تو پہلی نظر میں پہچان نہ سکا لیکن موصوف نے پہلی ہی نگاہ
پر توجہ فرمائی اور دیکھتے ہی ٹھہر گئے مزاج پرسی کے بعد فرمایا
مسٹر ثاقب ابھی چند دن ہوئے آپ کی ایک نظم دیکھی تھی جو
اب تک آپ وطن میں کہتے رہے ہیں اب آستانہ مبارک پر
شکر کیجئے اتنی گفتگو کے بعد میں پہچان گیا کہ ہمارے [illegible]

ہندیونکو سو کی جگہ ۲۰۳ مل رہا ہے اور ہمکو؟ ہندوستان تو
پاکستان کا آدھا رہگیا ہندی حاجی اس تمسخر کا کیا جواب دیتا
گودی سے روانگی کے وقت نوجوان تاجر مکہ محمد عمر صاحب بڑے
خلوص کے ساتھ ملے موصوف کے ہمراہ چند عرب نوجوان
تھے ان سے تعارف کراتے ہوئے اپنا پتہ بتایا اور دکان پر
آنیکا وعدہ لیا آپ کی دکان جنۃ المعلیٰ جاتے ہوئے راہ میں واقع
ہے -

ظہر کی نماز کے وقت ہم لوگ وکیل کے گھر پہونچا دیے گئے جہاں
ایک رات قیام رہا سفر کی کشمکش نے قونصل صاحب سے
ملنے کا موقع نہ دیا مولانا محمد نعیم صاحب قریب تھے حجاج منزل
پہونچکر ان سے شرف نیاز حاصل کیا اور ہمیں نے ہوٹل میں
کھانا کھایا اور اسی دن بعد نماز عصر اس مشہور مقبرے میں
فاتحہ خوانی کو حاضر ہوا جو حضرت ام البشر حوا علیہا السلام
کیطرف منسوب ہے -

دوسرے دن پھر حجاج منزل کے ہوٹل میں کھانا کھانیکے لئے گئے
تو واپسی میں ان حجروں پر حسرت سے نگاہ پڑی جہاں سال
گذشتہ رئیس الملت حضرت مولانا جمال میاں فرنگی محلی

سعادت ہے کہ میں اس ضعف و ناتوانی میں حج کو جا رہا ہوں جہاز میں بہت سے علما رہیں ان سے مسائل پوچھ لیجئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ ہیں مسلمانوں کو مشرک و گور پرست کہنے والے علما جنکے تقدس و تبحر کا بڑا شور ہے۔

جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

ہندوستانی حکام سے تقریباً ۱۱ بجے حاجیوں کو ٹھیکہ دیکر جہاز سے رہائی دی جانے لگی اصولاً دن کا کھانا جہاز کو ملنا چاہیئے تھا لیکن سعودی حکومت نے جہاز چھ میں گھنٹے روک کر مغل کمپنی کو پریشان کیا تو وہ غریب حاجیوں سے بھی انتقام نہ لے مگر

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا

جان سے تو کیا مارا جاتا لیکن بھوکوں تو ضرور مارا اور غریب ہندوستان کے حاجی صبر و شکر کرتے رہے اسکے سوا کر بھی کیا سکتے تھے مصیبت پر مصیبت یہ پیش آئی کہ گودی پر پہونچکر سامان و اسباب کی تلاش سے فرصت پاکر کھانیکی دکانوں پر جاتے ہیں تو سولہ آنہ کا نوٹ دس آنے پر چلنے لگا پاکستان والے حاجی البتہ اکڑنے لگے انہیں جب ۱۶ آنہ کی جگہ ۲۲ آنہ کا ریال ملنے لگا تو انکا طنطنہ دیکھنے کے قابل تھا ہندوستانیوں کا مذاق اڑانے لگے کہ تم

ام القریٰ

مالک الملوک کا ارشاد ہے وتزودوا فان خیر الزاد التقوےٰ
حج کیلئے بہترین زاد راہ تقوےٰ ہے جسکے پاس یہ زاد راہ
کوڑی بھر نہیں اسکا اعتماد کرم دیکھیئے کہ وہ متقین کے قافلہ میں
شامل ہو سکی جرات کرتا ہے لڑائی جھگڑے اور شہوت وگناہ
سے تو ہمیشہ بچنے کا حکم ہے مگر اس مبارک سفر میں خصوصیت
سے تاکید کیگئی ہے کہ لا رفث ولا فسوق ولا جدال اور
یہاں جہاز سے لاری تک دھکے سے کشمکش کا عالم ہے ایک
دوسرے سے لڑ رہا ہے سخت کلامی ہو رہی ہے بھلا اس
ہنگامۂ عام میں اپنی بشریت بھی کہاں تک محفوظ رہتی پھر اس
بدکرداری اور بے پرہیزگاری سے البلد الامین کو روانگی
کسقدر خلاف ادب ہے لیکن یا رب تو ہی بتا کہ تیرے بے
ادب بندے کس خدا کے پاس جائیں کیا تیرے سوا بھی کوئی
خداوند بندگان ہے ہرگز نہیں اس بدترین خلق بندے کا
اور ساری مخلوقات کا الٰہ ومعبود فقط تو ہے ترے سوا کسیکی
بالذات ولا فانی حکومت نہیں یا ادب ہوں یا بے ادب

اور عالی جناب ڈاکٹر عبدالمجید صاحب لکھنوی اور سید الاحرار استادی حضرت مولانا حسرت موہانی کا ساتھ رہا۔

قفا نبک من ذکرے حبیب و منزل
لسقط اللوا بین الدخول وحومل

۱۳ ذی الحجہ کو مغرب سے پیشتر بس پر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے لاری جس وقت منزل شمیسیہ سے گذری قرب حرم کے تصور سے نرم ہ ... بڑی شدت سے دامنگیر ہونے لگی

تو بہ ... درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

تلبیہ کا ... سے بھی جاری تھا لیکن شمیسیہ سے لبیک کی آوازیں سوز و گداز نے کچھ اور ہی اثر پیدا کر دیا جوں جوں مکہ مکرمہ قریب آتا تھا ... حجاج کے دل لوٹے پڑتے جاتے تھے یہاں تک کہ البلد الامین کے آثار نظر آنے لگے جوش دل ترقی پر تھا شہر پاک کی روشنی نظر آتے ہی میں نے اپنی ایمانی روشنی کی ترقی اور مغفرت کی دعا مانگی اور بے حساب عطا فرما ... سے بیشمار التجائیں کرنے لگا۔

من خاک کف پائے سگ کوئے تو ہستم
در ... تو مرا ہیچ در ... نیست

خیرالبشر کے اطمینان کے لئے فرمایا ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ
ہم یقیناً بخشش کے لائق نہیں ہیں لیکن سب سے زیادہ تری
بخشش کے حقدار ہیں اس لئے کہ سب سے بڑے گناہگار ہیں

جستجو ہے کرم عام کو تیرے کس کی
کوئی بھی میرے برابر کا گنہ گار نہیں

میرے مالک میں حاضری کے قابل نہیں ہوں مگر تو مجھے حاضری
کے قابل بنا سکتا ہے تیرے مقربان بارگاہ نے جب ایک
اشارے میں ڈاکواور رہزن کو قطب وقت بنا دیا ہے تو یارب
تری شان عالی تو ہے ان اللہ علی کل شیئ قدیر اور تیرا
ارشاد ہے رحمتی وسعت کل شیئ ۔

بندی گو کہ بھولی
اے مالک کرمن مری آس بھی رکھ لے
میں نے بھی مصیبت میں ترا نام لیا ہے

لبیک اللہم لبیک لبیک ۔ لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک
والملک لاشریک لک لبیک وسعدیک والخیر بیدیک
آفریں آفریں اے ذوق عبودیت آفریں ابھی ابھی لاری
میں ایک دوسرے کو دھکے دے رہا تھا عورتیں شور مچا رہی
تھیں مرد لڑ رہے تھے تو نے یکایک ، نقشہ بدل دیا مرد

سب تیرے ہی بندے ہیں متقین کا بھی تو پروردگار ہے اور مجھ بدکردار و خطاکار کا بھی تو ہی رب ہے ہم ناواقف آداب ہیں تو ادب سیکھنے جائیں کہاں ترے خاص دار السلطنت میں اہل تقوے خاصان دربار ہیں تو گنا ہگار بندے بھی ذوق تعمیر میں حاضری کے اُمیدوار ہیں۔

شفیق سزا کا خوف ہی جاتا رہا شوق حضوری میں
اسی حسرت میں ہے مجرم کہ کب ہوگی پکار اپنی

یا مالک الملک تو عالم الغیب ہے تجھے معلوم ہے کہ تیرا مجرم اسوقت جنت دوزخ دونوں کو بھولا ہوا صرف ترے دربار خاص کی رونق یعنی تیرے حرم پاک کا چراغاں دیکھنے کے شوق میں تیری چوکھٹ چومنے کی آرزو میں تیرے گھر کی زیارت کے ارمان میں بے انتہا جذبۂ عقیدت غیر معمولی تمنا لیئے ہوئے رواں دواں ہے ہم بیشک لائق دربار نہیں لیکن تمنا پھر تیری رحمت کسکے لئے ہے۔ میرا قہر و جلال بھی کب ترے بندے کو تیری نسبت سے پیارا رہا نہیں پھر تری شان غفاری کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ سبقت رحمتی علی غضبی۔ ہم تری رحمت سے نا اُمید کیوں ہوں تو نے خود بھی تو اعلان

گناہ جسکو شاید جہنم بھی قبول کرنے سے انکار کرے

شفیق میں وہ خطاکار ہوں کہ بعد فنا
زمین کہیگی کہاں کا گنہگار آیا

پیارے بھائیو بھول نہ جانا شاید اس سیہ کار کیلئے دربان حرم کو حکم آچکا ہو کہ یہ پاجی اندر نہ آنے پائے تو ذرا تم سب ملکر سفارش کرنا لبیک کا مقدس نعرہ لگائیو اور تمہارا ایک کمینہ ساتھی وہ بندۂ عاصی ہے جسکے جواب میں اندیشہ ہے کہ بارگاہ عالی سے کہیں لا لبیک کی آواز نہ آئے تمکو اسی حرم کا واسطہ کہ اپنے ساتھی کو چھوڑنا گوارا نہ کرنا اور غلاف حرم تھام کر مچل جانا کہ مالک ساسی گو بدتمیز ہے مگر پھر بھی قافلہ حجاز کا ساتھی ہے مقبولین کی گذرگاہ میں آچکا ہے اب اسے راندۂ درگاہ نہ بنا اپنے دارالامن میں اسے بھی آنے دے اگر تو اسے نہ سرفراز فرمائیگا تو یارب تیرے حبیب شفیع الامم سے نسبت غلامی کی بنا پر تیری شان عبدیت کو ٹھیس ہوگا اے معبود صدقہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسکے داغ معصیت کو مٹا دے اور اسے بھی اپنی بارگاہ رحمت میں تھوڑی سی جگہ دیدے

اے بد ماندگی پشا سمہ   کرم ذات عذر خواہ ہمہ

عورت بوڑھے جوان سب کے جھگڑے ختم ہو گئے اور ایک نعرۂ
لبیک نے سب کچھ بھلا دیا انہو سب کے سب مل کے پکار رہے
ہیں لبیک اللھم لبیک - مرحبا مرحبا وہ مکے کے پہاڑ قریب سے
نظر آنے لگے لبیک اللھم لبیک اے سیہ بختی روشنی حاصل کرے
اے دل اپنی سیاہی کو نور عرفاں سے بدل لے دیکھ دیکھ وہ
شہر الہٰی کی روشنی دکھائی دینے لگی لبیک اللھم لبیک مبارک
مبارک اے مسافران حجاز مبارک لاری وادی فاراں سے
گذر رہی ہے لبیک اللھم لبیک سبحان اللہ کیا مبارک وقت
ہے جن بندوں کا کہیں ٹھکانا نہیں وہ کہاں بلائے جا رہے ہیں
جہاں فضا پکارتی ہے فیہ آیات بینات مقام ابراہیم وہ مجسمہ
معصیت سراپا گناہ جسکی حد سے بڑھی ہوئی نالائقی کا خطرہ
بخشش سے مایوس کر دینا چاہتا تھا آج اس پاپی کو اس مقام
پاک میں طلب کیا جا رہا ہے جسکی شان میں قرآن عظیم ناطق ہے
ومن دخلہ کان آمنا - لبیک اللھم لبیک لو مژدہ باد اے زائرین
حرم البلد الامین کا بازار آ گیا تم مقدس شہر میں داخل ہو گئے
ہاں پکارو لبیک اللھم لبیک مگر اے برادران کاروان یاد
رہے کہ تمہارے ساتھ ایک بندہ ہے از سر تا قدم چلتا پھرتا

اسی عالم نور میں غلاف کعبہ کا جھلکنا حق کے دیوانوں کا طواف میں لبیک پکارنا معلمین کا فصاحت و بلاغت سے دعائیں پڑھوانا بس وہ مبارک سماں دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے فصیح الملک داغ

کیا ذوق ہے کیا شوق ہے سو مرتبہ دیکھوں
پھر بھی یہ کہوں جلوۂ جاناں نہیں دیکھا

حرم میں داخل ہوتے ہی پہلے طواف کیا جاتا ہے اسکے بعد دو رکعت مقام ابراہیمی پہ پڑھکر آب زمزم پینے کی باری آتی ہے ہم مسائل حج کو آگے تحریر کرینگے ابھی مکہ مبارکہ کے فضائل و برکات اور کیف آفریں حالات ناظرین پڑھیں اور ایمانی سرور حاصل کریں مکہ مکرمہ سطح سمندر سے غالباً ۳۳۰ کیلو میٹر بلند ہے حال کی آبادی تقریباً تین لاکھ بتائی جاتی ہے موجودہ ترقی نے دینوی زیبائش و آرائش کے لحاظ سے بھی بڑا شہر بنا دیا ہے حکومت سعودیہ نے تمدنی حیثیت سے حجاز کا نقشہ بدل دیا ہے اونٹوں کا سفر رسماً باقی ہے موٹروں لاریوں کی اسقدر کثرت ہے کہ راستہ چلنا دشوار ہوا کا کام بجلی کی روشنی سارے حجاز میں پھیل چکی ہے دوکانوں پر کثرت سے امریکن مال مغربی تہذیب کے نمونے نظر آتے ہیں خود قدرت کی طرف سے وہ اہتمام ہے

جلالی و جمالی و امید و بیم کے عالم میں مسافر حجاز حرم اور شہر ہے بیداری پر خواب کا گمان [illegible] کوچہ و بازار مکہ نظروں سے گذرتے جاتے ہیں یہاں تک کہ معلم صاحب کا مکان آجاتا ہے اور بس ٹھہر جاتی ہے معلم کے کارندے سامان اتارتے ہیں حجاج اپنے اسباب کی دیکھ بھال کرنے لگتے ہیں غرض تھوڑا سا وقت اسی میں ختم ہوتا ہے پھر ہم لوگ معلم کے گھر پہونچا دیے جاتے ہیں اور اسی وقت وضو سے فارغ ہو کر سوئے حرم روانہ ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ ام القریٰ کی پاک بستی کو عقیدت و مسرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے باب السلام تک پہونچتے ہیں پہلے تو کیا کیا دل پر ہیبت تھی کس قدر شرم گناہ سے طبیعت خوف زدہ تھی لیکن باب السلام تک پہونچتے ہی نظارۂ کعبہ کے ذوق و شوق نے راز و نیاز و ذوق و عبادت سب کچھ بھلا دیا دعا پڑھتے ہوئے قدس دروازے سے اس پاک گھر میں حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے جس کی چوکھٹ کتنے جابر و قاہر شاہان عالم کے غرور ڈھا چکی ہے

کہ من نازم بہ خاک آستانہ

للہ الحمد رات کا سہانا وقت اور حرم محترم کا جگمگانا اور

میں آیا تھا جسکی یادگار میں مسجد بلال سے کچھ فاصلے پر ایک قبہ تعمیر تھا جسکو نجدیوں نے ڈھا دیا۔

کل انکے نقش پا تو اڑا لیگی نسیم
گل ہو گیا چراغ ہمارے مزار کا

کوہ حرا - بہت کرے گی صبح ازلین کی روشنی اسی پہاڑ کے دہن پر تصادم ہوئی اسی میں وہ غار ہے جہاں سورۃ اقرء کا نزول ہوا اور پہلی مرتبہ وحی کے بار سے حبیب رب العالمین زملونی زملونی فرماتے ہوئے ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے پاس آئے - یہاں پہونچکر حضور انور کی محبت کا احساس تیز ہو جاتا ہے اور بے اختیار آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں پہاڑ کے اوپر قدرتی طور پر چھت سی قائم ہو گئی ہے ضرورت کے مطابق ہوا آتی رہتی ہے بیٹھ جائیے تو یہاں سے ہٹنے کو جی نہیں چاہتا۔

جبل ثور مکے سے ۴ میل کے فاصلے پر یمن کے راستے میں یہ پہاڑ واقع ہے ہجرت کے موقع پر صدیق اکبر کے ساتھ غار ثور میں تین دن رسالتماب تشریف فرما تھے اسی سہ روزہ قیام کی وجہ سے غار ثور کو ایک خاص محبوبیت

دعائے ابراہیم کا اثر کرامت دل پر نقش ہو جاتا ہے۔ میٹھے انگور
شہتوت انار سیب اور دیگر پھل بہت سے ترکاریاں کثرت سے
دستیاب ہو جاتی ہیں حج کے زمانے میں ہر چیز کا نرخ بڑھ جاتا
ہے ورنہ بالعموم پھلوں کی قیمت ہندوستان سے زیادہ نہیں
غلہ بھی اگلے سال مہنگا نہیں اور نہایت آسانی سے حاصل
ہو جاتا ہے۔

اس مبارک شہر کی آبادی حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت ہاجرہؑ کے
قیام کے بعد سے شروع ہوئی ہے اور اس آبادی کا باعث چشمہ
بیر زمزم ہے جو جناب ذبیح اللہ کے صدقہ میں زمین سے ابلکر
حجاز کی سیرابی اور ملک کی تہذیب کا سبب اول قرار پایا
ہے۔ ابتدا خیموں کی رنگ سے ہوئی ہے پھر بھی ان کا سب کو
وقت سے مکانات کی تعمیر کا آغاز ہوا ہجرت سے دو صدی پہلے حرم
شریف کے گرد پتھر کے مکانات بنے یہ شہر دار الندوہ کی بنا رکھی گئی تھی
ملے میں سب سے اونچا پہاڑ جبل ابو قبیس ہے اسی کو ہم کوہ فاران
کہتے ہیں فتح مکہ کے دن اسی بلند پہاڑ کی پر حضرت بلال رضی اللہ
عنہ نے اذان دی تھی اسکی چوٹی پر ایک مسجد بنی ہوئی
ہے جسکو مسجد سیدنا بلالؓ کہا جاتا ہے یہی پہاڑ ہے جس پر شق القمر کا معجزہ ظہور

مدرسہ صولتیہ

یہ مدرسہ مکہ معظمہ کا زیادہ مشہور ہے دور دور کے طلاب مستفیض ہوتے ہیں مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی اسکے بانی تھے مدرسہ عالیہ محلہ حارۃ الباب میں واقع ہے جسکے مہتمم حضرت مولانا محمد سلیم صاحب ہیں زمانہ حج میں تعطیل ہوجاتی ہے اور اس مدرسہ میں مولانا موصوف کی اجازت سے حجاج ٹھہرتے ہیں حضرت مولانا کا اخلاق بہت بلند ہے آپ کی ذات سے علمی فیوض و برکات کا وسیع سلسلہ قائم ہے حجاز کے تعلیم یافتہ لوگ زیادہ تر مدرسہ صولتیہ ہی کے فیض یافتہ ہیں ہندوستان کے حاجیوں کو اس درسگاہ کی ضرور خدمت کرنی چاہیے جہانتک میں نے تحقیق کی حجاز کے اکثر مدارس یا بہانا مدرسہ کا ذریعۂ معاش ثابت ہوئے لیکن مدرسہ صولتیہ کا ایثار لائق اعتراف ہے مصر وغیرہ تک یہاں کے تعلیم یافتہ طلاب پائے جاتے ہیں۔

محلہ مسفلہ

اس محلے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا جسکی یادگار میں ابتک ایک مسجد باقی ہے جسکی زیارت کو میں بارہا

حاصل ہے میں نے بہت چاہا کہ اسکی زیارت سے شرف حاصل کر دں لیکن چڑھائی سوا گھنٹے کی بتائی گئی یہ بھی معلوم ہوا کہ حکومت کیطرف سے جانیکی اجازت نہیں چڑھنے اترنے میں تھکن سے صحت پر اثر پڑنیکا اندیشہ تھا امسال حجاز کی گرمی کی شدت ناقابل برداشت تھی روزانہ گرمی سے موتیں ہوتی تھیں لہذا حاضری کی ہمت نہ کرسکا۔

جنت المعلیٰ

یہ مکے کا قدیم گورستان ہے جسمیں بزرگان خاندان رسالت اور حضرات صحابہ و تابعین کرام اور بہت سے اکابر اسلام کے مزارات ہیں خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ کے شیخ ہیں انکا مدفن بھی اسی بقعۂ مبارک میں ہے جسکی ظاہری حالت سعودی دور میں لائق افسوس ہے۔ میں اگلے سال اسکے بعد بھی اس مقدس گورستان میں فاتحہ خوانی کو کئی بار حاضر ہوا بالخصوص ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی زیارت قبر سے دل بیحد متاثر ہوتا تھا۔

بے شمع و گل مزار ہیں پھر بھی ہر طرف
پھیلی ہوئی ہے قبر پہ خوشبوئے مصطفےٰ

شفق

فصیل سے تھوڑی دور آگے چلکر واقع ہے۔

مسجدیں جن بزرگوں کی طرف منسوب ہیں انکی ولادت و وفات وشہادت یا قیام وغیرہ کی مناسبت سے تعمیر ہوئی ہیں ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ وہ حضرات وہاں مخصوص طریقہ سے نماز پڑھتے تھے اسلئے مسجدیں انکی طرف منسوب ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین کے وقت سے بزرگوں کے منسوبات کا احترام آئین ملت میں داخل ہے یہ بھی ممکن تھا کہ بجائے مسجد کے مکانات بنوا دیے جاتے اور انکا نام بیت ابوبکر بیت علی بیت حلیمہ سعدیہ رکھا جاتا لیکن مکان کی تعظیم ہر عقیدہ کا آدمی نہیں کرسکتا تھا اسلئے اسلاف کرام نے وہاں مسجدیں ان بزرگوں کی نسبت سے تعمیر کرا دیں کہ مسجد کی بے حرمتی کسی قسم کی بے ادبی نہ ہوسکیگی اور ان بزرگوں کی یادگار بھی زندہ رہیگی۔

مسجد حلیمہ سعدیہ کی زمین غالباً مرضعۂ رسول انور کے گھر یا نیچے کی زمین ہوگی یا وہ جگہ ہوگی جہاں محبوب کبریا کو بچپن میں مقدس دائی جھولا جھلایا کرتی تھی اور گہوارے میں مسکرا کر چاند کیطرف اشارہ فرماتے تو وہ آپ کے اشارہ ل پر متحرک ہوتا۔

حاضر ہوا۔

دار ارقم

یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت عمرؓ ایمان لائے اور اسلام کو تقویت پہونچی آجکل یہاں مدرسہ قائم ہے اور حدیث شریف کا درس ہوتا ہے۔ مولانا مظہر احمد صاحب عرف بشمو میاں بھوپالی نے اس مقام کا پتہ بتایا۔

مسجد جن

منیٰ جاتے ہوئے یہ مسجد ملتی ہے اگر بند نہ ہو تو یہاں زائرین دو رکعت نفل ادا کریں میں نے حاضر ہونیکی کوشش کی مگر دروازہ بند تھا باہر ہی سے زیارت کرکے پلٹنا پڑا معلوم ہوا کہ نماز کے وقت دروازہ کھلتا ہے۔

مسجد حلیمہ سعدیہؓ

مجھے اس مسجد مبارک میں حاضر ہونیکا شرف حاصل ہوا دو رکعت نفل ادا کرکے رسول اکرم کی مرضعہ حضرت حلیمہ سعدیہ کو سورۂ فاتحہ پڑھکر ایصال ثواب کیا یہ مسجد جنت المعلےٰ کو جاتے ہوئے شارع

مسیحائے زماں ہیں اپنے بیمار　غرض ہے درد کا درماں یہی ہیں
نظام خلق ہے وابستہ ان سے　امیر شور عنواں یہی ہیں
ضیائے شمع بزم کست کنڑا　وجود آرائے اپنا دآں یہی ہیں
خلیل اللہ کا مطلوب مقصود　نوید عیسیٰ دوراں یہی ہیں

انہیں سے مانگ جو مانگنا ہے
اینق آفاق کے سلطاں یہی ہیں

سوق اللیل

علی الصباح چو مردم بکار و بار روند
بلاکشان محبت بکوئے یار روند

۲۳ ذی الحجہ کو نماز صبح کے بعد طواف حرم سے فارغ ہوکر مولد النبی کی زیارت کیلئے روانہ ہوا یہ متبرک مقام محلہ سوق اللیل میں واقع ہے جو حرم شریف سے تقریباً نصف میل پر ہے سعودی دور میں زیارتگاہوں کی کوئی اہمیت نہیں باقی ہے لیکن بلاکشاں محبت کے جذبات کو کوئی بدل سکتا ہے دریافت سے معلوم ہوا پہلے مولد مبارک پر آیا ۔ مختصر قبہ نما عمارت تعمیر تھی جسکے اندر داخل ہوتے وقت جوں جوں قدم آگے بڑھتا تھا

مولوی عبداللہ عرب مسکین حوم

فرشتے جھلاتے تھے حضرؐ کا جھولا — عجب ناز سے مصطفیٰ کھیلتے تھے
روایت ہے چاند آپ سے باتیں کرتا — بڑے عہد میں مہ لقا کھیلتے تھے
بتوں کے کئے ٹکڑے بتخانہ ڈرے — یہیں اشرف الانبیا کھیلتے تھے

آج اس جگہ بازار آباد ہے اسوقت حلیمہ اور حضرت رحیمہ آباد ہے کے خیموں کے سوا کچھ نہ تھا مگر وہ سید المعصومین تھا کہ جو نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا لولاک لما خلقت الافلاک جسکی شان ہے جسکی غلامی آج ۸۰ کروڑ انسانوں کا ایمان ہے اسی جگہ اور قرب و جوار میں وہ دُرِ یتیم بکریاں چرا کر بچپن ہی سے آگے کی زندگی کا نمونہ پیش کرتا تھا جو مستقبل میں کافہ انام کا رہنما بننے والا تھا

حضرت مولانا انیق علیہ الرحمۃ جونپوری

یہی ہیں رونق امکاں یہی ہیں — بہار آفرینش ہاں یہی ہیں
جمال یوسف کنعاں بھی ہیں — جلال موسیٔ عمراں یہی ہیں
تسلی بخش غمناکاں بھی ہیں — انیس جان مشتاقاں یہی ہیں
شہنشاہ دو عالم فخر کونین — یہی ہیں ہاں یہی ہیں ہاں یہی ہیں

سے نامحدود درجتیں برس گئیں جس رات کے تصور سے دلوں کی سیاہی مٹ جاتی ہے وہ مبارک رات جس قطعۂ خاک کی بدولت برکتوں والی وہ قطعہ پاک جس محلے میں ہو اسکے لئے سوق اللیل ہی کا لفظ پیارا ہے بازار دوسرے رات میں بند ہو جاتے ہیں لیکن عرفان کی گرمی بازار کا عروج و تکمیل رات ہی میں ہوا ہے اسلئے اس منبع عروج و کمال خطے کو سوق اللیل کہنا حقیقت کی جانب اشارۂ لطیف ہے۔

شب معراج حضور انور جب ولادتگاہ مسیح پر پہنچے تو سیدنا حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ یہاں دو رکعت نماز پڑھیئے کہ یہ مولد عیسیٰ علیہ السلام ہے آپ اس مقدس مقام پر دو رکعت پڑھکر آگے بڑھتے ہیں غور کیجئے کہ مولد ابن مریم پر وہ نماز پڑھتے ہے جو فخر مسیح ناز مریم ہے اور مرجع شرف نبی و رسل ہے پھر اسکی ولادتگاہ کس ادب و احترام کا مستحق ہے۔

ع عبدالحق دہلوی اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن

ساتھیو اس پاک و برتر جگہ تک پہونچا تو سلام پڑھنے سے

زائرکو روشنی بڑھتی ہوئی محسوس ہوتی تھی حالانکہ بظاہر ہر طرف سے بند مقام تھا لیکن مصداق فدعاہ کرمت الشہ نور اپنے جود و کرم کے انوار سے زائرین پر توجہ فرماتے تھے اسی التفات و کرم کا احیا لا تہا بجدیوں نے اس عمارت کو منہدم کرکے زمین کو بول و براز کیلئے آزاد کر دیا تھا لیکن آجکل اسپر ایک نئی عمارت تعمیر ہو رہی ہے جسکے باب میں یہ معلوم ہوا کہ یہ کوئی مدرسہ تعمیر ہو رہا ہے یہ بھی غنیمت ہے کم سے کم مدرسہ کیوجہ سے زمین مبارک بے ادبی سے تو محفوظ رہیگی یہ قدرت کی طرف سے انتظام ہے جسے کعبہ کو کعبہ بنا یا وہ علم دار توحید و عرفان جہاں پیدا ہو اس خاک پاک کی قیمت کو اہل نظر سے پوچھیے۔

بزمینیکہ نشان کف پائے تو بود

سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

مولد اطہر کا تو کیا کہنا خود لفظ سوق اللیل متنا پیار الفظ ہے کیوں نہ ہوتا جدا و لیل اسرا کے ظہور کی جگہ ہے جسکی خاک قدم عرش عظیم کے لئے باعث فخر و ناز ہے۔ جسکی ولادت کی رات تمام راتوں کی دلہن ہے جس رات کو بارگاہ الٰہی

کے انوار دیکھ رہی ہے جسکی طاقت نے باطل کی آنکھیں خیرہ کر دیں اور
مسجد خلیل کے در و دیوار کو وہ جاودانی روشنی بخشی کہ آج لاکھوں
میل پر بسنے والے کروڑوں بندگان خدا اسکی طرف سر جھکا دینے
نے سے دلوں میں نگاہوں میں سینوں میں عرفانی تجلی محسوس
کرتے ہیں اے ممدوح رب العالمین گو میں اسوقت تنہا ہوں لیکن
ہزاروں محفلیں اس تنہائی پر قربان کہ جہاں آپ زینت افزائے
فرش زمین ہوکر خاکیوں کیلئے مایہ ناز ہوئے وہاں آج شفیق
ہنہ گار کو آپ کے بیان ولادت کا شرف حاصل ہو رہا ہے یا
سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سنے یا نہ سنے لیکن اس
فید مند ذاکر کیلئے یہ فخر کیا کم ہے کہ آج آپ کی ولادت گاہ
ے سامنے مولود شریف پڑھ رہا ہے مجھے یقین ہے کہ آپ سن رہے
ہیں

دل ہمی نازد کہ در کوئیت پناہے یافتم

للہ اکبر کجا یہ پاک خطہ اور کہاں مجھ سا ننگ خلائق ارحم الراحمین
ذرہ نوازی کا کتنا بڑا ثبوت ہے کہ اسکی شان کریمی نے مجھے
ن نورانی جہاں آپ کی شب پیدائش میں اتنی رحمتیں برسیں
یامت تک ایسی رحمتوں والی رات نہ آئیگی وہ رات

پہلے کھڑے ہوکر حسب ذیل آہستہ آہستہ مختصر تقریر ولادت کی جسکو دعائے فاتحہ پر ختم کیا۔ تاکہ مولد النبی کے سامنے ذکر میلاد کا شرف حاصل کر دوں گو تنہائی نے مجھے اپنے اس مصرعہ کا مصداق بنا رکھا تھا۔

خود اپنی داستان کہئے خود اپنی داستاں سنئے

پر یہ بھی یقین تھا کہ وہ ملائکہ ربانی جو موقع ذکر پر ابر رحمت بنکر چھا جاتے ہیں وہ تو ضرور اسوقت مجھپر سایہ افگن ہونگے۔

مولود شریف

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

اے بابرکت زمین پر پیدا ہونیوالے رسول خالق موجودات نے ساری خدائی کیلئے رحمت بنا کر آپ کو اسی خطۂ مبارک پر بصورت انسانی آغوش جناب آمنہ میں جلوہ گر فرمایا تھا کہ جسکے سامنے آپ کا ناچیز مداح اور آپ کے مداحین کا خادم آج سلام عرض کرنیکو حاضر ہے گو آپ ہی کی امت کی ایک تشدد پسند قوم نے اپنی جہالت سے اس مبارک مقام کو بے رونق بنا رکھا ہے مگر خدا شاہد ہے بے تصور آج بھی یہاں اس رسالت کبریٰ کے

زمین سرسبز و شاداب ہوگئی طائران حرم نغمہ سنجی کرنے لگے

حضرت مولانا انیق جونپوری

امیر فلک آستان جلوہ گر ہو
گل گلشن کن فکان جلوہ گر ہو

رسول جلالت نشان جلوہ گر ہو
کلاہ سر قدسیاں جلوہ گر ہو

شہنشاہ کون و مکان جلوہ گر ہو
دلِ آرائے روحانیاں جلوہ گر ہو

سزاوار لولاک نور مجسم
درِ تاج پیغمبراں جلوہ گر ہو

باندازِ وصف سراجا منیرا
حبیب خدائے جہاں جلوہ گر ہو

مددگار امت طبیب خلائق
دوائے دل عاشقاں جلوہ گر ہو

غریبان عالم کے ملجا و ماوے
مسیحائے دل خستگاں جلوہ گر ہو

مرادِ مسیحا و مقصود آدم
دل افروز پیغمبراں جلوہ گر ہو

انیق دل افگار کی رٹ یہی ہے
کہ اے شافع عاصیاں جلوہ گر ہو

ربیع الاول کی زینت تاریخ کو شرف اسی جگہ حاصل ہوا تہذیب انسانی اسی گھر کی پروردہ ہے اسی خاک کے ذروں نے آسمان کے تاروں کو خجل کر دیا ہے آج بھی یہ مقدس زمین ایمان والوں کی تجلیگاہ ہے سبحان اللہ کیا نورانی سحر تھی

جس کے تصور سے دل کی سیاہی مٹ جاتی ہے وہ مبارک رات
جسکے ذکر سے سیہ کاران امت کو ضیاء تسلی حاصل ہوتی ہے
ہاں وہ محبوب رات جسپر لیلۃ القدر کو رشک آجاتا ہے وہ
پیاری رات جس سے گیسوئے تہذیب کی پریشانی ختم ہو گئی
وہ دلکش رات جسکی ضیا نورانی نے تاریکیوں سے گھبرائے ہوئے
گرفتاران بلا کی الجھنیں دور کر دیں اس رات کا سارا جلوہ
اس زمین مقدس کی خاک پاک کا عطیہ تھا اسی گھر میں سیدہ آمنہ
کی وحدت نگاہ کا یہ عالم تھا حتی رأت ثلاثۃ اعلام مضروبات
علماً فی المشرق وعلماً فی المغرب وعلماً علی ظہر الکعبۃ الشریفۃ
اسی گھر سے آپ کی جلالت عظمٰی نے وہ شان دکھائی کہ ایوان
کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے آتشکدہ اہل فارس کا بجھ
گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا آسمان کے تارے غیر معمولی طور
میں چمکنے لگے جنوں کے پرندے طواف خانہ کرنے اور چہچہانے
لگے اصنام سرنگوں ہو گئے بت خانوں میں خاک اڑنے
لگی اور شیطان نیامت تک سرزمین پاک حجاز پر شرک
و بت پرستی سے مایوس ہو گیا حرم کے سنگریزے روح مجسم
بنکر اچھلنے لگے ماسکبادی کے ترانے گونج اٹھے گلی کوچے

یا رسول اللہ اغثنی وامددنی فی قضاءِ حاجتی لوجہ اللہ تعالیٰ۔
واطلبنی مع اہلی وعیالی عند قبرک الشریف وصلی اللہ تعالیٰ علیک
وعلیٰ آلک واصحابک اجمعین۔

حضرت انیق جونپوری

زرحمت کن نظر برحالِ زارم یا رسول اللہ
گنہ گارم غریبم خاکسارم یا رسول اللہ
زتیغ جورِ نفس بد فگارم یا رسول اللہ
مددکن بہرِ شاہِ ذوالفقارم یا رسول اللہ
زنقوسے لذتے بخشی کہ جانم زحمتے باید
پئے صدیق اکبر یارِ غارم یا رسول اللہ

مرا تا چند داری در بلادِ ہند سرگرداں
سوئے طیبہ ببرمشتِ غبارم یا رسول اللہ۔
حقیر و ذرۂ ناچیز انیق خاک پا ہستم   صلی اللہ علیہ
دے نسبت بخورشید نوذارم یا رسول اللہ   آلہ وسلم

دعا

اللّٰھم انت السلام ومنک السلام فحیّنا ربنا بالسلام ربنا آتنا فی

جب اس گھر میں آپ تشریف لائے جنت کی حوریں سیدہ آمنہ کو مبارکباد دینے کیلئے در فردوس سے آئیں اور سلام تہنیت کی بوچھاڑ پڑ رہی صداؤں سے گھر گونج اٹھا۔

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

لائی ہے سنا م غمر ہبنی کیا پیام خوش نصیبی

نقش ہے دیوار و در پر یا حبیبی یا حبیبی

یا نبی سلام علیک

ہر فقیر و بادشاہ ہے چون سگان بارگاہ ہے

یہ در عالی بجو اند یا رسول اللہ نگاہ ہے

یا نبی سلام علیک

ہوں نہ تنہا روز محشر ساتھ ہوں شبیر و شبر

ہاتھ میں دامن علی رض کا سر پہ ہو زہرا رض کی چادر

یا نبی سلام علیک

حشر کا بازار ہوگا آپ کا دربار ہوگا

آپ ہی کے زیر دامن یہ شفیق زار ہوگا

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ قلت حیلتی در کنی حفا علی من نوری ان یحیب وانت احق بالاجابت یا سیدی

چھت سے گذرتے نہ دیکھا جب وہ اڑتے ہوئے عمارت
کعبہ کے قریب پہونچتے ہیں تو دو حصوں میں منقسم ہو کر دونوں
طرف سے گذر جاتے ہیں سقف کعبہ کو عبور نہیں کرتے ۔
نویں صدی کے مجدد علامہ جلال الدین سیوطی کا بیان اور
ایک غیر مسلم انگریز محقق کی شہادت کے بعد آج کے مشاہدہ
پر حیرت ہوتی ہے اسی طرح آج سے پہلے زمانۂ تعلیم میں اکثر
بزرگ حجاج سے سنا کرتے تھے کہ کعبے کی چھت کے درمیان
ایک لکیر سی روشن شعاع کی طرح آسمان تک نظر آتی
ہے لیکن آج کے مشاہدے میں اس حقیقت کا کوئی پتہ نہیں
ممکن ہے کہ اہل دل اور عرفائے کاملین کے نظاروں کا ذکر ہوا اور
خوش عقیدہ لوگوں نے اسے بیان میں عام کر دیا ہو شیخ الہند
حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی علیہ الرحمہ کے متعلق سنا جاتا
ہے کہ آپ کو کعبے کی تجلی بمبئی کے بندرگاہ سے نظر آئی اسی
طرح صالحین کو نور باطن کی بدولت اگر جمال کعبہ یوں ہی نظر
آیا ہو کہ اسکی سقف پاک سے آسمان تک نورانی شعاع چلی
گئی ہو تو ارباب معرفت اور ارباب معرفت کے خدام کو ذرا
بھی حیرت نہیں کعبہ مرکز انوار ہے خدا جانے کتنی شعاعیں

الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اللہم صل علی
سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد بارک وسلم

کبوتران حرم

صحن حرم میں کبوتروں کی پرواز بھی نہایت خوش آئند ہوتی ہے
جس وقت وہ قطار در قطار اڑتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ گویا کعبے کا طواف کرتے ہیں دو چار کبھی کبھی کعبے کے اوپر سے
بھی گذر جاتے ہیں لیکن عموماً جھنڈ کے جھنڈ کثرت سے اڑتے
ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کعبے کے گرد چکر لگاتے ہیں
علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ کبوتران حرم وقت
پرواز حرم کے اوپر سے نہیں گذرتے عام طور پر میں نے بھی
یہی سنا تھا لیکن مشاہدہ اسکے خلاف ہے کبھی دو ایک
کبوتر فضائے حرم سے بھی گذر جاتے ہیں ایک انگریز نے
بھی اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ میں مسلمانوں کے بھیس میں
مکے گیا اور حرم سے قریب کرایہ کے مکان میں قیام کیا اور
کبوتروں کی پرواز کا منظر غور سے بار بار تسلسل دیکھتا رہا
عجیب و غریب بات تھی کہ میں نے کبھی کسی کبوتر کو کعبے کی

حرمین طیبین کی پاک زمین پر باوضو پیادہ چلنے کی توفیق دے دے ظاہری و باطن طہارت سے ہمیں آراستہ کر دے البلد الامین کی حاضری اور مدینۃ الرسول کی خاک بوسی کے قابل بنا دے آمین ثم آمین۔

خوشا سعادتِ آن بندہ کہ کرد نزول
گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسول

کبوتروں کے باب میں یہ بات آج بھی عجیب و غریب ہے کہ انکی تعداد حرم میں بیشمار ہے لیکن بیٹ سے سارا صحن حرم پاک رہتا میرا قیام مدرسۂ صولتیہ میں ہے جہاں دو چار یا دس بیس کبوتر وقتاً فوقتاً دکھائی دیتے ہیں لیکن غلاظت کا یہ عالم ہے کہ جس جگہ میرا قیام ہے تمام کھڑکیاں کبوتروں کی بیٹ سے ملوث ہیں زمین پر بیٹ کے تختے جم گئے ہیں اور صحن حرم میں دس بیس نہیں ہزاروں کبوتر ہر وقت دانہ چگتے اور اڑتے رہتے ہیں لیکن بیٹ کا نشان تک نہیں کبھی کسی جگہ جوئی دو ایک کی مقدار میں نظر آجائے تو اسے اتفاقی امر سمجھئے برکات حرم میں یہ ایک نمایاں اور عجیب و غریب حقیقت ہے جو ابھی تک نیکوکار اور گناہگار ہر ایک کے مشاہدے میں ہے اور

اسکے در و دیوار سے بکھری رہتی ہیں اگر کسی نے ایک ہی شعاع دیکھ لی ہو تو مقام تعجب نہیں مد حق بینا کی پہچان تو یہ بتائی گئی ہے کہ لاتخضر ورقۃ فی المشرق والمغرب الا بنظرہا۔

کبوتران کعبہ کی پرواز کی شہرت البتہ محل نظر ہے علامہ سیوطی کا مشاہدہ اور ایک غیر مسلم کی گواہی قابل غور ہے معلوم ہوتا ہے کہ جوں جوں بدعقیدگی کا زمانہ آتا جاتا ہے قدرت کی بے نیازی بھی بڑھتی جاتی ہے مخبر صادق کی حدیث کے مطابق اس قسم کے لوگ پیدا ہو گئے کہ قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ حلق سے نیچے نہیں پہونچتا جب قرآن کی تلاوت کے باوجود پڑھنے والا اسکی برکت سے محروم ہو سکتا ہے تو پھر قدرت کے دیگر آثار و برکات بھی فسق و فجور اور گمراہیوں کی کثرت دیکھکر بے اعتنائی کریں تو بندوں کو شکایت کا حق کیا ہے خدا کی پناہ حرم شریف کے اندر اور دیکھے چھکڑے چشمہ زمزم کے قریب ناک کے پہوٹے شاہراہ عام سے متصل دیوار حرم کے پاس بیٹھکر پیشاب پاخانہ زار زار قم کی گلی اور کوڑے کا انبار نجاست و غلاظت کی کثرت مسلمی کی مبارک زمین اور بے حرمتی کی حرکتیں پھر ایسے بے ادب بندوں کو قدرت کی نشانیاں کیوں نظر آنے لگیں الہی توبہ الہی توبہ یارب توہیں

حطیم کی دیوار نہیں خیمہ یار کی قنات ہے اوپر نگاہ اٹھایئے تو سنہرا میزاب رحمت اپنے سایۂ کرم میں سیہ کاروں کی پناہ کا ضامن۔

غلاف کعبہ

رسول اکرم روحی لہ الفدا کی بعثت سے ہزار سال پہلے یمن کے بادشاہ تبع حمیری نے یمنی چادر کا غلاف کعبے پر چڑھایا تھا اسکے بعد ہی کوئی نہ کوئی رئیس و بادشاہ غلاف بھیجتا رہا یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز خود حضرت رسالت مآبؐ نے بھی یمنی چادر کا غلاف حرم محترم کو پہنایا آپ کے بعد فاروق اعظم اور عثمان ذوالنورین نے مصری کپڑے کا غلاف چڑھایا پھر حضرت معاویہ نے کبھی دیبا مصری اور کبھی یمنی چادر کا پردہ حرم پر آویزاں کیا پھر بعد میں یہ دستور جاری رہا کہ آٹھویں ذی الحجہ کو سادہ غلاف ڈالا جاتا پھر دسویں ذی الحجہ کو اس پر ایک اور چادر ڈالدی جاتی جو آخر رمضان تک باقی رکھی جاتی آخر رمضان میں چادر اتار کر دوسرا غلاف ڈالدیا جاتا پھر مامون عباسی کے زمانۂ امارت تک یہ طریقہ رہا کہ سال میں تین غلاف چڑھائے جاتے

خدا کرے یہ نشانی ہمیشہ آشکار رہے خدا کی بے نیازی سے خدا ہی کی پناہ اسکے قہر و جلال سے اسکی رحمت بچائے۔

مجھے ان کبوتروں کا نظارا بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے انکے شہپر دبازو پر سلام ہو اور انکی معصوم پرواز پر لاکھوں سلام

جیسے جنت کے پرند اس شاخ سے اس شاخ پر
کسقدر خوش کیف ہے پرواز مرغان حرم

بیت اللہ

سیاہ غلاف میں ملبوس ایک مربع عمارت ہے جسکی سادگی پر ہزار رنگینیاں قربان ہوں جسکو دیکھنا بھی عبادت ہے اور اتنی فرحت و انبساط والی عبادت کہ ہر نظارہ روح پرور ہوتا ہے اسکے طواف میں وہ روحانی زندگی محسوس ہوتی ہے مجھے تو کسی عبادت میں نہ محسوس ہوئی عبادت کیا ہے کوچہ حبیب کا والہانہ چکر ہے غلاف کیا ہے دامن محبوب جیسے تمام درد دل کی داستان سنائی جاتی ہے ایک طرف حطیم قوسی شکل میں رخسار دوست کو یاد دلا رہا ہے جسکی گود میں گرفتاروں کو ادھر کو زمین کا مزا آتا ہے طواف کرتے وقت معلوم ہوتا ہے

دو کاریگر اسی خدمت کے لئے خاص کئے گئے تھے۔
سعودی حکومت کے آغاز میں نجدی سپاہیوں اور مصریوں میں اختلاف پیدا ہو گیا جسکی وجہ سے مصر سے غلاف کا آنا بند ہو گیا تھا اس زمانے میں ہندوستان کو بھی یہ شرف حاصل ہو گیا چنانچہ یو۔ پی کے شہر بنارس میں مومن برادری کے زیر نگرانی غلاف کعبہ تیار ہوا اور حج کے زمانے میں چڑھایا گیا پھر اہل مکہ نے کام خود ہی سیکھ لیا اور محلہ جیاد میں غلاف سازی کا مستقل کارخانہ بن گیا۔

تعمیر حرم کے تاریخی حالات

مورخین کا بیان ہے کہ خانہ کعبہ کو پہلے ملائکہ ربانی نے تعمیر کیا دوسری بار حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام نے اسے بنایا تیسری مرتبہ جناب شیث پیغمبرؑ نے اسکی تجدید کی پھر اسکی عام شہرت و مقبولیت کا دور تعمیر خلیل سے شروع ہوتا ہے جسکی کچھ تفصیل حجاز نامہ مطبوعہ ۱۳۵۱ھ میں درج کر چکا ہوں حضرت ابراہیم کے بعد بنو جرہم نے اس اگلے نقشے پر تعمیر کا شرف حاصل کیا پھر قبیلۂ بنو جرہم کے بعد تبایۂ عمالیق نے

ایک سرخ دیبا کا آٹھویں ذی الحجہ کو پھر مصری کپڑے کا پہلی رجب کو پھر سفید دیبا کا عید الفطر کے موقع پر اور نیا غلاف چڑھاتے وقت پرانا غلاف اتارا نہیں جاتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تہ بہ تہ اسقدر غلاف چڑھ گئے کہ جب مہدی عباسی اداے حج کے لئے آیا تو خدام نے شکایت کی کہ غلاف کی اتنی تہیں چڑھ گئیں ہیں جنکے بوجہ سے دیوار کے گرنیکا اندیشہ پیدا ہوگیا ہے اسوقت خلیفہ کے حکم سے سب غلاف ہٹا دیئے گئے اور دیوار کعبہ کو عرقیات سے دہو کر مشک وعنبر و زعفران سے بسایا گیا پھر تین غلاف حرم اقدس پر نئے چڑھائے گئے ایک مصری دوسرا حریر تیسرا دیبا کا پھر کبھی یمن سے آتا رہا اور کبھی مصر سے پھر جب حکومت عثمانیہ نے مصر کو زیر نگین کر لیا تو یہ خدمت خلفاء آل عثمان سے متعلق ہوگئی سلیمان خان عثمانی نے سیاہ رنگ کا غلاف کعبے کیلئے پسند کیا اور اس خلیفہ کے حکم سے سبز غلاف مدینہ طیبہ کے لئے بھی آنے لگا اس وقت جو سبز پردے روضۂ انور پر ہیں یہ خلافت عثمانیہ ہی کی یادگار ہیں جو بہت بوسیدہ ہوچکے ہیں سعودی حکومت انکو بدلتی نہیں علماء نجد اسکو بدعت قرار دیتے ہیں ہداہم اللہ غلاف کعبہ کے لئے اتبک مصر میں اوقاف ہیں صوبۂ قلیوبیہ

زنجیر ہر چیز بنی چہت پاٹ کر دو صفوں میں چھ ستون کھڑے کیے گئے حطیم کو توسیع دیوار سے محفوظ کر دیا عہد رسالت کے بعد جب عبد اللہ ابن زبیرؓ مکہ میں خلیفہ ہوئے اور یزید نے فوج کشی کی تو اس جنگ میں فوج کے گوپھنوں کے پتھروں سے کعبہ کی دیواریں پھٹ گئیں لڑائی کے بعد حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ نے از سر نو نقشہ ابراہیمی کے مطابق عمارت کعبہ کو بنوایا دروازہ زمین کے برابر کر دیا اور حطیم کو عمارت میں شامل کر لیا جب حجاج ابن یوسف نے ابن زبیرؓ کو شہید کر کے مکہ پر قبضہ کر لیا تو حطیم کو عمارت کو حرم سے خارج کر دیا۔

ہارون رشید عباسی نے اپنے وقت میں چاہا کہ ابن زبیرؓ کی تعمیر کو پھر زندہ کیا جائے کیونکہ وہ سنت قدیمہ پر تھی لیکن حضرت امام مالکؒ نے منع فرمایا کہ خواہ مخواہ عمارت کعبہ میں توڑ پھوڑ مناسب نہیں اس سے اندیشہ ہے کہ تعمیر کعبہ سلاطین کا کھیل بن جائے۔

اس وقت موجودہ عمارت سلطان مراد خاں ترکی خلیفہ کی تعمیر کردہ ہے سلطان مراد خاں کے باپ نے کعبہ کو اس طرح آراستہ کرنا چاہا تھا کہ اسکی ایک اینٹ سونےکی ہو ایک چاندی

بھی اسی اگلی ہیئت پر قائم رکھا کوئی تعمیر نہیں ہوئی
اب تک عمارت کعبہ زمین سے ۹ ہاتھ بلند اور بغیر چھت کے
تھی اور دروازہ بغیر کواڑ کے تھا اب قصی ابن کلاب کا دور
آتا ہے یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں
ہیں انکی تحریک سے عام چندہ ہوا اور پوری قوم نے اس عبادت
گاہ کی تعمیر میں حصہ لیکر اسے پہلے سے مضبوط اور خوبصورت
کردیا بعد میں آگ لگ جانیسے پھر تعمیر کی ضرورت پیش آئی تو
قریش نے اسے پھر تعمیر کیا چونکہ نیک کمائی کی شرط تھی اس لئے محتاط
رقم سے کام شروع ہوا تھا وہ کم ثابت ہوئی اسیوجہ سے شمالی
جانب تھوڑی سی زمین اصل عمارت کی چھوٹ گئی جسکو حطیم
کہتے ہیں یہ حطیم ہر مذہب محقق جزو کعبہ ہے تعمیر قریش میں دست
رسالت بھی شریک تھا حضور انور پیدا ہوچکے تھے اور
عمر شریف اس وقت ۳۵ سال کی تھی آپ حضرت عباس رض
کے ساتھ دوش مبارک پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے
حرم محترم کی تعمیر میں جبل ابوقبیس کے پتھر استعمال کئے گئے
قریش نے دیواروں کو اٹھارہ ہاتھ بلند کیا چار ہاتھ ایک
بالشت کی کرسی دیکر دروازہ قائم کیا جسمیں چوکھٹ کواڑ

صدقہ ترک بیابانیوں کو اور بھی صولت و اقبال عطا فرما واسطہ
البلد الامین کا تو ہمارے ترکان احرار کو پھر وہ اسلامی ہمدردی بخشی
عطا فرما کہ تمام عالم اسلام بالاتفاق انہیں پھر احیاء خلافت
پر آمادہ کرے صدقہ وادی کا ران کا مسلمانوں کے دامن ترقی
کو عام اقوام عالم کے سرونیہ شامیانہ رحمت بنا دے آمین
ثم آمین ۔ اے کبوتران بام کعبہ تم کتنے خوش نصیب ہو کہ جب
چاہتے ہو گرد حرم چکر لگاتے ہو تمہارا طواف اس شان سے
ہوتا ہے کہ دیدنی ہوتا ہے عمارت حرم تمہاری ہے سقف کعبہ
تمہاری غلاف کعبہ تمہارا میزاب رحمت تمہارا ہے ہمیں جس
میزاب رحمت کے سائے میں سو دھکے کھانے کے بعد مشکل سے
دو رکعت نفل پڑھنے کا موقع ملتا ہے تم اس پر کس اطمینان
سے بیٹھ کر مترنم ہوتے ہو ۔

حمامة جرعی حومة الجندل اسجعی فانت بمرأی من سعاد ومسمع

طبی تحقیقات صحت و مرض کی تحقیق ہے کہ کبوتر کے پر کی ہوا دق
اور بہت سے امراض کا علاج ہے جون پور کے ایک مایوس
العلاج مریض دق نے صرف کبوتر کے پروں کی ہوا سے
شفا پائی قدرت کی طرف سے زائرین حرم پر وقتاً فوقتاً کبوترہ

کی لیکن اسوقت کے شیخ الاسلام نے منع کر دیا۔ سلطان مراد
ہی پھر کیا ختم ہے تمام خلفائے آل عثمانؓ نے حرمین طیبین اور
وہاں کے ساکنین کے ساتھ جو شرف جاں نثاری حاصل
کیا ہے وہ سلاطین ملت میں کسیکو بھی حاصل نہیں ترکوں کی
حرم دوستی کی کہانیاں آج بھی معمر و سن رسیدہ باشندگان
حجاز کی زبانوں پر ہیں افسوس کہ ایک سال ترکان احرام حلال
خالی دکھائی دیتے ہیں دریافت سے معلوم ہوا کہ مخالفین
اسلام نے مشہور کر دیا کہ مکے میں بیماری پھیلی ہوئی ہے
جسکی وجہ سے ترکی حکومت نے امسال ترکوں کو روک دیا اگر
یہ واقعہ صحیح ہے اور غالباً صحیح ہے تو اس سے یہ بات سمجھ میں آتی
ہے کہ چالاک دشمنان اسلام آج بھی ترکوں کے عزم جہاد سے
خائف ہیں تین برس کے بعد سال گذشتہ مجاہد ترکوں کا
کثیر تعداد میں دہوم سے حج کیلئے آنا خون رسیدہ دلوں میں
ہول پیدا کرنے لگا کہ کہیں عربوں اور ترکوں کی متفقہ مجلس
مشاورت یورپ پر تباہی نہ لائے یا رب اسوقت ترا یہ گنہگار
باوضو ہے اور مکہ مکرمہ کی دینی درسگاہ مدرسہ صولتیہ میں
کوہ فاران کے سامنے بیٹھا ہوا ہے اس مدرسہ دینیہ کا

کیا ہے رہنا بھی پسند نہ کرتے تھے کاش یہی طریقۂ ادب باقی رہتا اور دیوار کعبہ سے متصل سڑک پر جو گندگی نظر آتی ہے اسکا وجود نہ ہوتا مجاہد ترکوں نے سب کچھ کیا حرمین کی بے مثال خدمت کی لیکن اس مقام پر آن سے کبھی چوک ہوئی کاش کم سے کم صفا و مروہ کو وہ اپنے دور خلافت میں داخل حرم کر دیتے تو شایان شان ہوتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اہل حرم کی ناخوشی کا خیال مانع ہوا کیونکہ تمام دکانیں اور قریب کے مکانات توڑے جاتے جب مسعٰی کی زمین کو حرم میں داخل کیا جاتا تو ان لوگوں کے رہنے والے اس پر راضی نہ ہوتے اور خلفاء آل عثمان کا مہذب طریقہ یہ تھا کہ وہ ہر بات میں ساکنان حجاز کی دلجوئی کو مقدم جانتے تھے واقعات شاہد ہیں کہ جب اہل حجاز سلاطین ترکی خلفاء کے دور میں کبھی عمال حکومت میں سے کسی کی شکایت دربار خلافت میں پہونچی تو وہ عامل معزول کر دیا گیا یا بدل دیا گیا جیرانِ رسول و اہل حرم کی دلنوازی خلافت عثمانیہ کا شاندار کارنامہ ہے۔

مسجد الحرام میں ۲۵ دروازے ہیں جنکے بعض دروازوں پر سے بے اختیار دل کو رسول اکرم کی یاد بیتاب کر دیتی ہے

کے پروں کا سایہ حفظان صحت کے اصول پر بہت بڑی نعمت ہے انکے پر و بازو کی لطیف و جان بخش ہوا مہلک جراثیم کو فنا کرتی ہے۔

تا عہد صدیق اکبر رضؓ مطاف کے دائرہ تک مسجد الحرام کی زمین تھی حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے توسیع فرمائی پھر حضرت عثمان غنی نے اسے اور بھی وسیع کیا خلیفہ ثالث کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ پھر ولید بن عبد الملک پھر خلیفہ محمد مہدی کے وقتوں میں اضافہ ہوتا رہا اور آخری تعمیر و توسیع سلطان مراد عثمانی رحؒ کی اعلیٰ اللہ مقامہ کی ہے۔

یاد وقت تھا کہ مسجد الحرام کے لئے دیوار کا احاطہ بھی نہ تھا چونکہ اولاد اسماعیل میں کعبے کا بے انتہا احترام تھا اور بنو اسماعیل کعبے کے قریب مکان بنوانا خلاف ادب سمجھتے تھے وہ لوگ از راہ تعظیم حرم سے فاصلے پر بود و باش اختیار کرتے تھے حرم کے قریب بڑے ادب سے چلتے تھے زمین کو پاک وصاف رکھتے تھے اسلئے احاطہ دیوار کی ضرورت محسوس نہ ہوئی کیونکہ احاطہ سے جو تحفظ مقصود رہتا وہ انکے جذبۂ احترام سے حاصل تھا وہ حرم سے متصل زمین پر ناپاکی کا تو ذکر ہی

تصور تک نہیں پیدا ہوا مصلے شافعی کی بدولت حصۂ بئر زمزم کی بھی زیارت ہوئی اوپر سے پانی جھلکتا ہوا دکھائی دیا تو کشت آرزو کو گویا شادابی حاصل ہوئی اور ذبیح دہاجرہ کی تاریخ از سر نو صفحۂ دل پر نقش ہو گئی۔

حضرت امام شافعی نسباً رسول اکرم علیہ التحیۃ والثنا سے زیادہ قریب ہیں ہاشمیت کی بنا پر آپ سے مجھے زیادہ محبت ہے مگر پیرو ہیں امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہوں۔

کعبۃ اللہ کے سامنے مطاف کے کنارے تقریباً مقام جبرئیل کے مقابل مقام ابراہیم ہے جسکے متعلق خصوصیت سے قرآن عظیم میں ارشاد ربانی ہے فیہ آیات بینات مقام ابراہیم۔ لوہے کی جالی والی دیواروں میں وہ سنگ محترم محفوظ ہے جسپر جناب خلیل کا نشان قدم ہے حاجی طواف سے فارغ ہو کر واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے پڑھتا ہوا اسکی جگہ آکر دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ کعبے کی دیوار شرقی سے ملا ہوا چھوٹا حوض نما گڑھا ہے جسپر سنگ مرمر کا فرش ہے جسکا طول سات بالشت اور سات انگل ہے عمق ڈھائی بالشت عرض بقدر سجدہ و تعود اس جگہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول انور کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور

باب النبی باب علی۔ باب عباس باب السلام باب اجیاد ان چند دروازوں کی میں اکثر زیارت کرتا تھا۔ اور عالم تصور میں گویا عہد رسالت کا نقشہ دیکھ لیا کرتا تھا۔

باب اجیاد جانب جنوب واقع ہے یہ معراج رسول کا مقام ہے۔ باب النبی جانب شرق واقع ہے جب ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے گھر سے آنحضور تشریف لاتے تھے تو اسی باب اقدس سے حرم میں جلوہ گر ہوتے تھے۔

تشان جائے تو باشد نشانہ رحمت
خوشا زمین کہ نگاہے براں نظر داری

اطراف کعبہ میں چاروں طرف دالان ہیں ان میں ۴۲۶ ستون ہیں جو قیمتی پتھر کے ہیں مینار سات ہیں جو بہت خوبصورت ہیں مطاف سے متصل چار مصلے ہیں مصلیٰ حنفی جانب شمال حنبلی مصلیٰ جانب جنوب مالکی مصلیٰ ہے [illegible] اور جانب شرق شافعی مصلیٰ ہے میں عموماً حنفی مصلے پر بیٹھتا تھا لیکن گاہے کبھی کبھی دیگر ائمہ کے مصلوں پر بھی نفلیں پڑھ لیا کرتا تھا مجھے سیدنا امام شافعی کے مصلے پر نماز پڑھنے میں زیادہ کیف محسوس ہوا اور حنفیت و شافعیت کے اختلاف کا

اپنے مقرر کردہ اصول پر نہیں پیغمبر خدا کی پیروی میں کیا جاتا ہے جسطرح آنحضور نے طواف میں اسکو بوسہ دیا ہے اسی طریقہ کی اتباع کیجائیگی بعض حجاج بغیر طواف کے بھی موقع پاکر اسکو چومتے ہیں طواف سے الگ چومنے کا ثبوت مجھے ابتک کسی حدیث و تفسیر یا فقہ وغیرہ کی کتاب میں نہیں ملا۔

انسانی ترقی کا دور پتھروں سے شروع ہوتا ہے غالباً یہ وجہ بھی ہے جسکی بنا پر اقوام عالم میں کوئی نہ کوئی واقعہ پتھر کی جائز عزت کا ملتا ہے حضرت خلیل اللہ کے زمانے میں اقرار کرنیکا طریقہ یہ تھا کہ لوگ پتھر پر ہاتھ مارتے تھے انگلستان کی وہ کرسی جسپر بیٹھکر ہر بادشاہ تاجپوشی کی رسم ادا کرتا ہے اس میں ایک پتھر تبرکاً نصب ہے جسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت یعقوب علیہ السلام اسپر سر رکھکر سوئے تو انہیں رویت الہی حاصل ہوئی۔

بیت المقدس کا مشہور پتھر صخرا انبیاء رسولان خدا کی نسبت سے آجتک مسلمانوں یہودیوں عیسائیوں سب ہی کے نزدیک معظم ہے انبیاء بنی اسرائیل بھی بعض مواقع کی یادگار پتھر نصب کرتے رہے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے باری

پنجگانہ نماز کے اوقات مقرر کئے تھے اسیوجہ سے اسکا نام مقام جبرئیل ہے۔ تعمیر کعبہ کے وقت حضرت خلیل اللہ اس میں گارا بناتے تھے اس لئے اسکو معجزۂ ابراہیم بھی کہتے ہیں۔

باب کعبہ اور حجر اسود کے درمیان کی دیوار ملتزم کہلاتی ہے جس سے حجاج چمٹ کر اور دونوں ہاتھ پھیلا کر مالک حقیقی سے اپنا دردِ دل عرض کرتے ہیں۔

حجر اسود جنت کا پتھر ہے حدیث میں اسکے لئے یمین اللہ کا لفظ آیا ہے وہ کوئی بت یا کسی دیوتا کا مجسمہ نہیں جس علمدار توحید نے کعبے سے بتوں کا وجود ختم کر دیا وہ کسی پتھر کی پرستش کے تصور کو بھی کب گوارا کر سکتا تھا۔ پرستش اور تعظیم میں بڑا فرق ہے انسان سے بلندتر کوئی مخلوق نہیں اسلئے اسکا کسی سنگ و خشت یا چاند سورج آگ، پانی ستاروں درختوں کی پوجا کرنا اسکی تحقیر و توہین ہے اِن بزرگ نسبتوں کی بنا پر وہ غیر اللہ کا ادب و احترام کر سکتا ہے حجر اسود کو ہادیٔ امت نے خدا کا داہنا ہاتھ قرار دیا ہے اور خود اسکو بوسہ دیا ہے وہ جنت کا پتھر ہو یا نہ ہو اسکا یمین اللہ اور بوسہ گاہ رسول ذیجاہ ہونا وجہ تعظیم ہے اسلئے اسکی عزت کیجاتی ہے اور اسکا احترام

کبریٰ کا اعلان روزانہ پانچ مرتبہ ہوتا ہے اور اس شان سے ہوتا ہے کہ ہر سننے والا ادب سے خاموش ہو جاتا ہے قرآن کی تلاوت تک اسوقت بند ہو جاتی ہے غوث و قطب وغیرہ طریقت کے الفاظ ہیں طریقت کے مسائل مستقل مقام رکھتے ہیں ہم تو شریعت اور عام ظہور دین اسلام کے آثار کو پیش کرنا چاہتے ہیں آپ اپنے ذاتی حسن عقیدت کے معیار پہ مکہ مکرمہ کو دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کی غلطی ہے عام انسانیت اور اسلام کے مقبول اصول کی حیثیت کا اندازہ کیجئے تو آج کی پستی اخلاق کے دور میں بھی مکے میں نشان خدا نظر آئیگی انسان بہرحال انسان ہے اسکے اوصاف مشترک ہیں یہ آپ کی خوش عقیدگی کا عالم حسن ظن ہے کہ مکے اور مدینے میں سب غوث و اقطاب و ابدال بستے ہیں اقطاب اور ابدال بھی کہیں ہونگے ہم انکے منکر نہیں لیکن ہم بھی تو کچھ ہوں ولی را ولی می شناسد ہم تو حرمین طیبین کے عام باشندوں کو دیکھ کر محمد عربی فداہ امی و ابی کی صداقت کا نشان پاتے ہیں سب سے بڑے دشمنوں کی آبادی آج سب سے زیادہ جان نثاروں کی بستی ہے کمیونزم کے دیوانے کہتے ہیں آج دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال وطن ملک روس کا

کو خواب میں دیکھا تو آپ نے اس خواب کی یادگار میں ایک جگہ
پتھر نصب کیا اور اس مقام کا نام بیت ایل یعنے بیت اللہ
رکھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ نے دامن کوہ میں خدا سے مخاطب
ہونیکی یادگار میں ایک پتھر نصب کیا تھا۔ حضرت یشوعؑ نے
جب اپنی قوم سے عہد لیا تو ایک پتھر یہ کہکر نصب کر دیا کہ یہ
ہمارا شاہد ہوگا۔ ابو الانبیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علی نبینا وعلیہ السلام نے بھی کیسی مصلحت کی بنا پر حجر اسود
کو حا رکعبہ میں نصب فرمایا تو یہ ایک ابتدائی طریقہ ہوا جسکا
احترام امت کرتی رہیگی۔

حرم مبارک کے مینار سات ہیں ہر ایک پر موذن ہر نماز کے
وقت اذان کہتے ہیں جسکی آواز سارے مکے میں پہونچ جاتی
ہے۔ اور اسوقت کعبے کی جلالت اور دبدبۂ توحید و رسالت
کا عجب عالم ہوتا ہے۔ اللہ اللہ اسی مکے میں سابقین اسلام
پر زندگی تنگ کر دی جاتی تھی اور کعبے میں علی الاعلان
اذان کی آواز بلند کرنا کبھی دشوار تھا اور آج اس مکے
کا ہر کوچہ و بازار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صداؤں
سے گونجا ہوا ہے کعبے کے میناروں سے در یتیم آمنہ کی رسالت

کا آئینہ بنا ہوا ہے۔

مخالفین اسلام تک نے تسلیم کیا ہے کہ روے زمین پر کعبے سے زیادہ قدیم کوئی عبادتگاہ نہیں آثار قدیمہ کے ماہرین متحیر ہیں کہ اتنی محفوظ عمارت آج روئے زمین پر کہیں نہیں روحانی جہت کے علاوہ تاریخی اہمیت جو اس بیت اقدس کو حاصل ہے رہ اسی کی خصوصیت ہے گو تعمیراتی تغیر بار بار ہوا لیکن زمین حرم بعینہ محفوظ ہے زمین ہی فقط نہیں گارا تبانیکی جگہ تک محفوظ اور اتنی محفوظ کہ بڑے بڑے سربلندوں کو وہاں جبین سائی کی ذہن رہتی ہے وہ پتھر تک محفوظ ہے جس پر پائے مبارک رکھکر معمار حرم نے دیوار حرم کو بلند کیا ہے اور مقدس معمار کا نشان قدم تک اس پتھر میں محفوظ ہے

حجر اسود کی قدامت کو دیکھئے تو اسکے تحفظ پر حیرت کہ یہ جنت سے آیا ہوا پتھر خلیل اللہ اکبر کے وقت سے آجتک بغیر کسی اشتباہ کے باقی اور مشخص و ممتاز ہے کعبہ کو دین باقی کا مرکز بنا تھا لہذا خدا نے کعبہ نے اپنی کتاب باقی اور شریعت باقیہ کے ساتھ اسکو بھی اس دہوم سے باقی رکھا ہے کہ آج بڑے سے بڑے مسائل میں اختلاف آئمہ موجود ہے

سرزمین ہے لیکن جب ہم حالات و واقعات وہاں کے پڑھتے ہیں تو ہنسی آتی ہے کہ پورے کروفر کے بعد بھی حکومت کے باغیوں کی جماعت وہاں موجود ہے اگر قانونی طاقت زبان بندی نہ کرے تو ہر طرف سے حکومت کے خلاف صدہا اعتراضات ہونے لگیں اور اعتراض ہی نہیں موقع مل جائے تو آئین حکومت کے لاکھوں مخالفین بغاوت کر بیٹھیں اور یہی حال دنیا کی تمام بڑی سے بڑی حکومتوں کا ہے کہ انکے خلاف پارٹیاں موجود ہیں مگر حجاز کا شہنشاہ جو آج یہ حیات ظاہری نگاہوں کے سامنے بھی نہیں اس کی طرف سے ساری حجازی بستی ہیں دلوں کے اندر وہ جذبہ اطاعت ہے کہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے خلاف ایک لفظ نہیں سنا جا سکتا جماعت اور پارٹی تو کیا ذکر ہے ایک فرد واحد نہیں جو رسول اللہ کے خلاف کبھی سوچنا بھی گوارا کرے۔ واہ رے کعبہ اللہ رے رسول کعبہ کہ دنیا نے یہ دانشمندی کی تعلیم یہیں سے پائی ہے ہر نماز کے وقت بیچ میں حرم اور چاروں جانب نمازیوں کی کثرت سے صفیں دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ گول میز کانفرنس کا تخیل بھی اسی مرکز سے پیدا ہوا ہے کعبہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ

کے وقت غلاف حرم پکڑ کر اس طرح روتے ہیں کہ آبائی گھر چھوٹنے کا بھی اتنا صدمہ نہیں ہوتا اور جاتے وقت بار دیگر حاضری کی دعائیں مانگتے ہیں اور یہ تاثرات سو دو سو ہزار دس ہزار لاکھ بیس لاکھ کے نہیں کروروں اور کروروں سے زیادہ خدا کے بندوں کے ہیں جن میں امیر بھی ہیں فقیر بھی جاہل بھی علماء بھی کیا یہ محبوبیت کسی گھر کو کبھی نصیب ہوئی بعض سطحی نظر اور محدود عقل والے کہہ دیتے ہیں کہ اتنا مقدس شہر اور یہاں نہ غوث و اقطاب ملتے ہیں نہ عالی اخلاق مسلمانوں سے ملاقات ہو مزاج کی سختی میں اہل مکہ مشہور ہیں معلم کی اخلاقی پستی عام حالات میں داخل ہے میں کہتا ہوں اگر یہاں عموماً غوث و قطب اور عالی اخلاق لوگوں سے سارا شہر آباد ہوتا زندگی کی آسانیاں سب شہروں سے زیادہ ہوتیں تو مکے کی جاذبیت اور اسکی محبوبیت میں کیا خاص بات ہوتی جہاں زندگی کی سہولتیں ہونگیں دریا چشمے نہریں باغات کثرت سے ہونگے تعلیم کی ترقی ہوئی ہوگی علماؤ فضلا قدم قدم پہ ملینگے اور غوث و اقطاب جگہ جگہ کرامت دکھاتے نظر آئینگے وہاں مشرق سے مغرب تک کے لوگ آکر جمع ہو جائیں

مگر حرم اور آثار حرم میں کسیکا اختلاف نہیں جسطرح قرآن
ہر دور میں خدا کا کلام تسلیم کیا گیا اسیطرح کعبہ ہر دور میں
اپنی خصوصیات کے ساتھہ خدا کا سب سے پہلا گھر مانا گیا
کہ اگر کبھی کوئی فرعون وقت اس مقدس گھر کو مٹانیکے لئے
اٹھا تو خود تباہ ہوکے رہگیا کعبہ کبھی شاہی قلعہ یا سلطانی محل
نہیں رہا وہ ہمیشہ خدا م اسلام کے سجدوں ہی سے آباد
رہتا ہے لیکن اس چوکور عمارت میں اس قیامت کی ہیبت
اور اس مرتبہ کا جلال ہے کہ سلاطین زمانہ بھی کبھی یہاں پہنچتے
ہیں تو انکا پندار گم ہوجاتا ہے خود بینی کی جگہ خاک نشینی کی شان
پیدا ہوجاتی ہے جلال کے ساتھہ جمالی شان کا بھی یہ عالم ہے
کہ صدیوں سے حجاز کی تنلی در دسر جگر خوف جان گرمی کی
شدت حجاز کی دہوپ کی تیزی پانی کی قلت اسباب
تمدن کی کمی سفر کی مشکلات قافلہ والوں کی خودغرضی دیکھے
پر دیکھے بے مروتی اجنبیت اہل مکہ کی تندخوئی معلمین کی بے
پروائی گرانی صدہا دشواریاں مشہور آفاق ہیں لیکن دعا
ابراہیمی کا ثمرہ دیکھئے اور " تہوی الیہم " کی تاثیر دیکھئے کہ بیشمار
آنیوالے آتے ہیں اور صدہا تکلیفوں کے بعد بھی رخصت

جس وقت وہ چشمۂ زمزم پر پہونچکر سیراب ہوتے ہیں اور نظارۂ کعبہ انکو نصیب ہوتا ہے منزل کی ساری تھکن دور ہو جاتی ہے۔

صعوبتیں۔ دشواریاں۔ بے اعتنائیاں۔ خود غرضیاں صدہا موانع کے باوجود بیشمار لوگوں کا نگاہوں کو کعبے کی مقبولیت اور دعائے ابراہیمی کی برکت کا بین ثبوت ہے کردگار حرم کو دکھانا یہ ہے کہ مکے میں کعبہ کے سوا اور کچھ نہ پایا نہ کوئی آتا ہے تو کعبے کے شوق میں آئے بس دعائے خلیل ایسی قبول ہوئی کہ طرح طرح کے موانع موجود ہیں لیکن خدا کی چلی آتی ہے زر و مال لٹاتی ہوئی آنسو بہاتی ہوئی گردن جھکاتی ہوئی۔ خلقت کی خلقت پہونچ رہی ہے۔

اللہ اکبر خلیل اللہ کو اپنی دعا پر کسقدر ناز اور قبول کرنیوالے پر کیا اعتماد تھا کہ بے چھت کی چار دیواروں سے سنسان ریتیلی زمین کو گھیر کر پروردگار سے وہاں رزق ثمرات کی التجا کرتے ہیں جہاں آج کا دہریت زدہ انسان ہوتا تو اس دعا کا مذاق اڑاتا جہاں قافلوں کا گذر مشکل جہاں فضا میں پرندہ تک نہیں جہاں نہر زمزم سے پہلے کوئی کنواں نہ تھا جہاں۔

تو کونسی حیرت کی بات ہوگی راحت و آرام اور مذاق طبیعت کے مطابق جہاں بھی زندگی کی خوبیاں نظر آئیگی مخلوق وہاں جمع ہوگی۔ کمال مقبولیت اور تعجب کی بات تو یہی ہے کہ عربوں کی شعلہ مزاجی خصوصاً باشندگان مکہ کا سخت برتاؤ معاشی سہولتوں کی کمی مسافر کیلئے ہر جگہ پوری اجنبیت تکلیف پر تکلیف کے امکانات قدم قدم پر ہیں جاہل سے جاہل انسانوں کا ساتھ بات بات پر خود غرضی کی مثالیں بار بار سامنے ہوتی ہیں مگر زیارت کعبہ کا وہ اشتیاق ہے کہ پوچھیئے

کیا ذوق ہے کیا شوق ہے سو مرتبہ دیکھوں
پھر بھی کہوں جلوۂ جاناں نہیں دیکھا

حرم پر نور کا رات کے چراغاں میں حسین منظر اور اسکے غلاف بیت مقدس کے سنہرے حرفوں کا چمکنا وہ لازوال شان جاذب رکھتا ہے کہ نظارہ ناز کرتا ہے آنکھیں قسم کھانیکے لائق ہوجاتی ہیں۔

چہ حسنت آنکہ من رنگ رخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو دارم کہ یک بار دگر بینم

مسافران حرم کے لئے مکے کی تمام صعوبتیں راحت بن جاتی ہیں

آؤ تو اسی محبوب خدا کے نشانات قدم کو تلاش کرتے ہوئے آؤ اور اسی کعبے کی زمین میں آؤ جس کا طواف اس امام الاولین والآخرین نے کیا ہے جس پر صدقے ہونے اور جس کے گرد پھرنے کی آرزو میں آج تک خود کعبہ بیتاب ہے کہ آہ میری دولت مدینے کے مقدر میں تھی حاجیو طواف کے وقت یہ بھی سوچ لیا کرو کہ آج کہاں چکر لگا رہا ہوں سبحان اللہ یہ وہ مکان ہے جس پر قدم مبارک رکھتے تھے فخر کائنات اور بڑی مسرت سے اس بیت اللہ کا طواف فرماتے تھے زہے نصیب کہ اس حرم کا طواف کسی خوش نصیب بندہ کے حصہ میں آئے۔

شفیق

اللہ اللہ یہ کعبے کی زمین صل علیٰ
اور اک رند خرابات نشین صل علیٰ

میں کہاں اور زمین حرم پاک کہاں
جلوے سب آنکھ نہیں وا کہ یقین صل علیٰ

بیخودی وارفتگی شوق کا عالم ہے کچھ ایسا
میں کہیں ہوں نگہ شوق کہیں صل علیٰ

اک گنہگار سیہ کار کہاں آ پہنچا
یہ مقام شرف روح امین صل علیٰ

مغفرت کی نظر آتی ہے عجب شان یہاں
کہ گنہگار گنہگار نہیں صل علیٰ

یا ڈراتا تھا قیامت کا الم ناک عذاب
یا نجات ابدی کا ہے یقین صل علیٰ

دوپہر کی مسموم وگرم ہواؤں سے بچنے کے لیئے کوئی آڑتک نہیں
وہاں ایک ان ہونی بات کی خدا سے التجا و اللہ کیا رحمت
پر بھروسہ تھا جسنے گویا ناممکن کو ممکن بنادیا۔

چٹیل میدان وادی غیر ذی زرع دہوپ سے بچنے کیلئے سا
یہ تک نہیں پہاڑی زمین ہونیکی وجہ سے جگہ جگہ مار و کژدم کا
اندیشہ جس زمین میں یہ صلاحیت ہو کہ وہاں سانپ او
بچھو کی نسلیں ترقی کرسکیں اسکے لیئے خدا کا بندہ خدا سے
کہتا ہے ۔ فاجعل افئدة من الناس تهوي اليهم وارزقهم
من الثمرات بندہ اعتماد و توکل میں کامل تھا اور معبود بھی
وہ جسکا ارشاد ہے من يتوكل على الله فهو حسبه سکو یقین
تھا کہ اسمٰعیل و ہاجرہ کی جانیں اس وادی میں محفوظ رہینگی
مگر شان خلّت نے کیا کرامت دکھائی کہ وہ خوف و وحشت
کی جگہ [illegible] آمنا کا مصداق بنا کے رکھی۔

مسلمانو [illegible] میں [illegible] سب کو [illegible] ہوئے
آخر یہ اسکا وطن ہے جسکے قدموں کے نیچے غربت و قطبیت
کو پناہ ملی ہے جسکی بدولت قطب وغوث پیدا ہوئے ا
ہوتے رہینگے وہ اس مکے کی خاک سے پیدا ہوا ہے یہا

پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے۔
بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ رب اغفرلی
ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو
تین مرتبہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہے پھر یہ دعا پڑھے۔
اللّٰھم زد بیتک ھذا تشریفا وتعظیما وتکریما ومھابۃ وزد من
شرفہ وکرمہ ممن حجہ او اعتمرہ تشریفا وتکریما وبرا
اللّٰھم انت السلام ومنک السلام فحینا ربنا بالسلام
دعا مانگنے کے بعد طواف کرے بشرطیکہ نماز فرض کے قضا ہونے
یا وقت مستحب کے گذر جانے یا جماعت کے فوت ہونیکا اندیشہ
نہ ہو۔ طواف کا طریقہ یہ ہے کہ حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑا
ہو کہ سارا حجر اسود داہنی جانب ہو جاجی کا داہنا مونڈھا حجر
کے بائیں کنارے ہو اور طواف کی نیت کرے نیت کے بعد
ذرا سا داہنی جانب ہٹ کر بالکل حجر اسود کے سامنے ہو جائے
اور دونوں ہاتھونکو کانوں تک اٹھا کر کہے۔
بسم اللہ اللہ اکبر ولا الہ الا اللہ [illegible] ایمانا باللہ
ووفاء بعھدک واتباعا لسنۃ نبیک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پھر ہاتھ چھوڑ کر اگر آسانی سے ممکن ہو تو حجر اسود کے پاس آکر پھر

کسقدر کیف میں ڈوبی ہے حرم کی خنکی — صحن کعبہ ہے کہ فردوس بریں صلِ علیٰ
رفعت خاکِ حرم اہل نظر سے پوچھو — فخر جبریل ہیں سکانِ زمیں صلِ علیٰ

ہم سجدہ ہے درِ حضرتِ باری پہ شفیق
کس بابندی پہ ہے مجرم کی جبیں صلِ علیٰ

جو وقت مکہ معظمہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں حاجی کو چاہئے ادب اور خشیت کا زیادہ سے زیادہ احساس پیدا کرے اور اگر ممکن ہو تو دن میں داخل شہر اقدس ہو دن میں داخل ہونا افضل ہے اور داخل ہونیکے وقت غسل کرنا مسنون ہے شہر مکہ پر نظر پڑتے ہی یہ دعا خلوص و احترام سے پڑھے اللہم اجعل لی بہا قرارا ورزقنی فیہا رزقا حلالا اور اگر لاری والے خوشامد و عاجزی سے بھی بات مان لیں تو ضرور کوشش کرے کہ وہ حرم میں پہونچے کے وقت تھوڑی دور پیدل اور بڑھنا چاہئے کہ یہ سنت انبیاء ہے باب المعلیٰ کی طرف سے ... بھی سعی بلیغ کرے اور مقام مدعیٰ پر دعا مانگے پھر طلب پر تنہا ہو آگے بڑھے۔

مکہ معظمہ پہونچنے کے بعد اگر کوئی عذر نہ ہو تو فوراً ہی مسجد الحرام میں حاضر ہو مستحب یہ ہے کہ باب السلام سے داخل ہو اور

کیجئے اگر کثرت اژدحام کی وجہ سے آپ ہاتھ سے بھی نہ چھو سکیں تو ہاتھ
اسکی طرف اشارہ کیجئے۔ ساتویں چکر کے بعد آٹھویں بار حجر اسود
کا بوسہ یا تقبیل کف دست بقاعدہ مذکورہ کر کے واتخذوا من
مقام ابراہیم مصلی پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم پر آیئے اور دو رکعت نفل طواف
اور پہلی میں قل یا ایہا الکافرون رکعت ثانیہ میں قل ہو اللہ
پڑھئے۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا یاد ہو تو پڑھئے۔

اللھم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی
سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر
قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی ورضا بما قسمت لی

پھر اسکے بعد درود شریف پڑھتے ہوئے چاہ زمزم پر آیئے اور رو
بقبلہ کھڑے ہو کر تین بار دم لیکر آب زمزم جتنا بھی زیادہ سے
زیادہ پیا جائے نوش کیجئے اور پیٹ سے جو کچھ بچ جائے اسے
سر پر ڈال لیجئے ہر سانس میں پیتے وقت کہئے بسم اللہ والحمد
للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ اور آخری مرتبہ یہ دعا
پڑھئے۔

اللھم انی اسئلک علما نافعا ورزقا واسعا وعملا صالحا وشفاء من کل داء
اس کے بعد ملتزم سے جا کر چمٹئے اور دعا مانگئے قارن کیلئے عمرہ

دونوں ہاتھ رکھے اور ہاتھوں کے درمیان منہ رکھکر تقبیل کرے یعنی بوسہ دے اور تقبیل میں چٹاخے کی آواز نہ پیدا ہو پھر ہر شوط پیدا ایسا ہی کرے۔ اور ہجوم کیوجہ سے تقبیل دشوار ہو تو دھکے دینا اور دھکے کھانا اس مقام معظم کی سنجیدگی کے خلاف ہے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں حجر اسود کیطرف کر دیجئے اور یہ تصور کر لیجئے کہ گویا ہتھیلیاں حجر اسود پر ہیں پھر اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو چوم لیجئے لیکن اپنے دست کو نہ چومئے۔ طواف کے بعد اگر سعی بھی کرنی ہے تو طواف سے پہلے اضطباع کر لیجئے یعنے احرام کی چادر کو داہنی بغل سے نکالکر بائیں کاندھے پر ڈال لیجئے اور پورا طواف اسی اضطباع کے ساتھ کیجئے اور شروع کے تین چکروں میں رمل کیجئے یعنے شانہ ہلاتے ہوئے کسیقدر تیز اور اکڑ کر چلیئے استلام یا تقبیل کف دست بقاعدۂ مذکورۂ بالا ہر چکر میں کرنا چاہیئے البتہ ہاتھ کانوں پر ہر مرتبہ نہ لے جائے ہاتھ صرف پہلی بار شروع میں اُٹھایا جاتا ہے۔ اور طواف کعبے کے دروازے کیطرف یعنے داہنی جانب سے شروع کرے

اور جب رکن یمانی کے پاس پہنچئے تو دونوں ہتھیلیوں سے اور ہجوم میں دشوار ہو تو فقط داہنے ہاتھ کی ہتھیلی سے مس

کیجئے اگر کثرت اژدحام کی وجہ سے آپ ہاتھ سے بھی نہ چھو سکیں تو دور سے ہاتھ
اسکی طرف اشارہ کیجئے۔ ساتویں پھیرے میں آٹھویں بار حجر اسود
کا بوسہ یا تقبیلِ کفِ دست بقاعدہ مذکورہ کر کے واتخذوا من
مقام ابراہیم مصلّٰی پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم پر آیئے اور دو رکعت نماز طواف پڑھئے
اول میں قل یا ایہا الکافرون رکعت ثانیہ میں قل ہو اللہ
پڑھئے۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا یاد ہو تو پڑھئے۔

اللّٰھم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی
سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللّٰھم انی اسئلک ایماناً تباشر
قلبی ویقیناً صادقاً حتی اعلم انہ لایصیبنی الا ما کتبت لی ورضاً بما قسمت لی یا ارحم الراحمین

پھر اسکے بعد درود شریف پڑھتے ہوئے زمزم پر آیئے اور
قبلہ رو کھڑے ہو کر تین بار دم لیکر آب زمزم جتنا بھی زیادہ سے
زیادہ پیا جائے نوش کیجئے اور بچے سے جو کچھ بچ جائے اسے
سر پر ڈال لیجئے ہر سانس میں پیتے وقت کہئے بسم اللّٰہ والحمد
للّٰہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللّٰہ اور آخری مرتبہ یہ دعا
پڑھئے۔

اللّٰھم انی اسئلک علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وعملاً صالحاً وشفاءً من کل داء
اس کے بعد ملتزم سے جا کر چمٹئے اور دعا مانگئے قارن کیلئے

دونوں ہاتھ رکھے اور ہاتھوں کے درمیان منہ رکھکر تقبیل کرے پنے اور تقبیل میں چٹاخے کی آواز نہ پیدا ہو پھر بشرط پیدا ایسا ہی کرے اور ہجوم کیوجہ سے تقبیل دشوار ہو تو دھکے دینا اور دھکے کھانا اس مقام معظم کی سنجیدگی کے خلاف ہے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں حجر اسود کیطرف کر دیجئے اور یہ تصور کر لیجئے کہ گویا ہتھیلیاں حجر اسود پر ہیں پھر اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو چوم لیجئے لیکن لپشت دست کو نہ چومئے۔ طواف کے بعد اگر سعی بھی کرنی ہے تو طواف سے پہلے اضطباع کر لیجئے یعنے احرام کی چادر کو داہنی بغل سے نکالکر بائیں کاندھے پر ڈال لیجئے اور پورا طواف اسی اضطباع کے ساتھ کیجئے اور شروع کے تین چکروں میں رمل کیجئے یعنے شانہ ہلاتے ہوئے کسیقدر تیز اور اکڑ کر چلئے استلام یا تقبیل کف دست بقاعدۂ مذکورۂ بالا ہر چکر میں کرنا چاہیئے البتہ ہاتھ کانوں پہ ہر مرتبہ نہ لے جائے ہاتھ صرف پہلی بار شروع میں اٹھایا جاتا ہے۔ اور طواف کعبے کے دروازے کیطرف یعنے داہنی جانب سے شروع کرے اور جب رکن یمانی کے پاس پہونچئے تو دونوں ہتھیلیوں سے اور ہجوم میں دشوار ہو تو فقط داہنے ہاتھ کی ہتھیلی سے مس

اور نہایت یقین اجابت کے ساتھ دعائیں کیجیے۔ کوئی مخصوص
دعا واجب نہیں مانگنے والے کو اختیار ہے حمد ودرود شریف میں
رہکر جو دعا چاہے مانگے ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے ایک دعا منقول ہے اسکو یاد کرلیجیے تو بہتر ہے۔

رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاکرم

گاہ گاہ درود شریف بھی پڑھتے رہئے کہ اسی سے زیادہ
انشراح صدر ہوتا ہے اور آنحضور کی توجہ درود خوانوں
کیطرف زیادہ ہوتی ہے سعی میں دو سبز ستون مسجد حرام
کی دیوار سے ملے ہوئے نظر آئینگے جنکو میلین اخضرین کہتے
ہیں آپ میلین اخضرین کے درمیان ذرا کسیقدر دوڑ
کر چلیئے مروہ تک پہونچکر سعی کا ایک چکر پورا ہوجائیگا مروہ
کی بھی پہلی یا دوسری سیڑھی پر چڑھکر اور پوری طرح کعبہ کا
استقبال کرکے جیسے صفا پر ہاتھ اٹھاکر دعا و ذکر کیا تھا یہاں
بھی کیجئے یہ بھی اجابت دعا کا مخصوص مقام ہے پھر مروہ سے
صفا کی طرف ذکر ودعا اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے
صفا کی طرف چلو میلین اخضرین کے درمیان پھر چال ذرا تیز
کرو جب صفا پر پہونچو گے تو دوسرا چکر ختم ہوجائیگا اسی طرح

یہ ہے کہ طواف قدوم کے ساتھ سعی کرے مفرد کیلئے سعی طواف زیارۃ کے بعد افضل ہے اگر طواف قدوم کے بعد سعی کو جاتا ہو تو نویں بار پھر استلام کرے یہ استلام افتتاحِ سعی کا ہوگا پھر باب الصفا سے باہر نکلئے نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھئے اور یہ دعا پڑھئے اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک باب الصفا سے قریب ہی صفا پہاڑی کی سیڑھیاں ہیں انکی طرف جاتے ہوئے رسول اکرم کی اتباع سنت میں زبان سے کہئے۔ ابدأ بما بدأ اللہ بہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پھر اسکے بعد پہلی یا دوسری سیڑھی پر چڑھکر بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرکے کھڑے ہو جایئے اور دونوں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھائے ہوئے ہتھیلیاں آسمان کیطرف کئے ہوئے پڑھئے اللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر وللہ الحمد اور تین مرتبہ کہئے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ قبولیت دعا کا مقام ہے یہاں صدق دل سے اپنے لئے اور تمام دینی بھائیوں کے لئے بہتری کی دعا مانگئے پھر مروہ کیطرف دعائیں مانگتے ہوئے چلئے اگر خاموش چلتے رہنگے جب بھی سعی ادا ہو جائیگی لیکن کسی بندے کو اس وقت خاموشی گوارا ہوگی یہ تو گویا بیت اللہ ہی کے قریب سے مالک حقیقی سے مانگنے کی جگہ ہے خوب مانگئے

۴ ترتیب - یعنے پہلے احرام اسکے بعد وقوف عرفہ اسکے بعد طواف زیارۃ ان امور اربعہ میں سے ایک بہی ترک ہوگا تو حج فوت ہوجائیگا۔

ارکان حج

۱ وقوف عرفہ

۲ طواف زیارت

وقوف اہم اور اقوی ہے ترک وقوف سے حج بالکل نہ ہوگا قضا لازم آئیگی اور طواف زیارت اگر ترک ہوجائے تو اسکی تلافی ممکن ہے یعنے وقوف عرفات نویں ذی الحجہ ہی کو ہوسکتا ہے اسکے بعد دوسری تاریخوں یا دوسرے مہینوں میں وقوف حج کیلئے معتبر نہ ہوگا بخلاف اسکے طواف زیارۃ ۱۲ ذی الحجہ کے بعد بہی کرکے دم دیدے تو حج ہوجائیگا۔

واجبات حج

۱ سعی بین الصفا والمروہ۔

۲ مزدلفہ میں ٹہرنا۔

۳ رمی جمرات۔

سات چکر سعی کے ختم کر دیں تو ان چکر مروہ پر تمام ہوگا سعی
کے بعد سر کے بال منڈوا دیجئے یا کتروا دیجئے لیکن حلق
کرنا افضل ہے بہت زیادہ بہتر ہے سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام
میں آکر دو رکعت نفل پڑھئے مروہ یا مسعیٰ میں یہ نفل نہ ادا
کیجئے مستحب یہ ہے کہ یہ نفل مطاف کے کنارے پڑھیے سعی کا
طواف کے متصل ہونا سنت ہے اگر تھکن کی وجہ سے ضعیف و
ناتواں حاجی طواف کے بعد تو سعی نہ کر سکے تو توقف کے بعد زیادہ
فاصلے سے کرے تو کوئی مضائقہ نہیں یا اس سعی بذات خود واجب
ہے اسکے ترک پر دم واجب ہوگا۔

فرائض حج

حج کے فرائض چار ہیں ۱۔ احرام یعنی حج کی دل سے نیت کرنا
اور لبیک کہنا

۲۔ وقوف عرفات زوال آفتاب کا وقت گذرتے ہی وقوف
کی حد زمانی شروع ہو جاتی ہے جو فجر یوم عید الضحیٰ پر ختم ہوتی ہے

۳۔ طواف زیارت جو دسویں کو افضل ہے اور جسکی مدت ادائے
فرض بارھویں ذی الحجہ تک ہے۔

کو منٰے میں خطبہ دینا۔

ان سنتوں کا بڑا ثواب ہے لیکن اگر یہ چھوٹ جائیں تو حاجی گنا ہگار نہیں ہوتا کوئی جزا لازم نہیں آتی۔

مستحبات حج

۱۔ حج فرض ہو جب بھی ماں باپ سے اجازت لینا۔
۲۔ پنجشنبہ یا دوشنبہ یا بعد نماز جمعہ شروع ماہ میں سفر کرنا۔
۳۔ روانگی سے پہلے استخارہ کرنا۔
۴۔ ضروری مصارف واخراجات سے زیادہ رقم ساتھ رکھنا
۵۔ مخلصین واحباب اور بزرگوں سے دعا کا خواستگار ہونا
۶۔ گھر سے نکلنے کیوقت دو رکعت نفل پڑھنا۔
۷۔ دروازے پر پہونچکر انا انزلنا اور دعائے ماثورہ پڑھنا۔
۸۔ آیتہ الکرسی اور معوذتین اور سورۂ اخلاص پڑھکر چلتے وقت مساکین کو حسب حیثیت صدقہ دینا۔
۹۔ سفر سے پہلے مسائل حج کا مطالعہ کرنا یا سیکھنا۔
۱۰۔ محلہ کی مسجد میں بھی دو رکعت نفل پڑھنا۔
۱۱۔ کسی مرد صالح اور متشرع عالم دین کا ساتھ اختیار کرنا۔

۴ حلق یا قصر۔

یہ واجبات اربعہ آفاقی غیر آفاقی مفرد۔ قارن۔ متمتع ہر ایک کے لئے ہیں اور آفاقی کے لئے طواف الوداع بھی واجب ہے۔ اگر آفاقی قارن یا متمتع ہے تو قربانی بھی واجب ہے اور فقط قربانی غیر آفاقی پر بھی واجب ہے۔

سنن حج

١ ۸ ذی الحجہ کو بہ نیت عرفات مکہ سے نکلنا۔

٢ آٹھویں ذی الحجہ کا دن گزار کر نویں رات کو منا میں قیام کرنا

٣ طلوع آفتاب ہوتے ہی منا سے عرفات کو روانہ ہونا۔

۴ عرفہ کے دن عرفات میں غسل کرنا۔

۵ وقوف عرفہ کے بعد مزدلفہ میں رات گزارنا۔

٦ طلوع آفتاب سے پہلے دسویں کو مزدلفہ سے منا کو چلنا۔

٧ ایام تشریق کی راتیں منا میں گزارنا۔

٨ مکہ واپس آتے ہوئے وادی محصب میں اترنا۔

٩ آفاقی مفرد یا قارن ہو تو اسکے لئے طواف قدوم۔

١٠ امام کا [illegible] ذی الحجہ کو مکے میں نویں کو عرفات میں گیارہویں

کی زیارت کرنا۔

۲۰۔ درود شریف کی کثرت کرنا۔

ان کے علاوہ بھی مستحبات ہیں جو ضمنی طور پر بیان ہو چکے ہیں یا آگے سلسلہ بیان میں مذکور ہونگے کاش عام حج کو جانیوالے حضرات اتنے ہی پر عمل کر لیتے مشاہدہ تو یہ ہے کہ اپنی یا معلمین کی بے التفاتی سے مستحبات و سنن کا کیا ذکر ہے واجبات تک ترک ہو جاتے ہیں۔ باری تعالیٰ صحیح طور پر حج کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حج میں مستورات سے مخصوص مسائل

شادی شدہ عورت کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے اور اسکے لئے شوہر کی رقم سے فریضۂ حج کی ادائیگی کا محتاط طریقہ یہ ہے کہ خواہ شوہر کے ساتھ حج کرے یا کسی محرم کے ساتھ شوہر عورت کو اتنی رقم کا مالک بنا دے جتنی حج کے لئے درکار ہو۔ بغیر محرم کے عورت کو حج کرنا نہ چاہیئے گو فرض ادا ہو جائیگا لیکن گنہ گار ہو گی اسیطرح عدت کے اندر بھی اسکے لئے حج ممنوع ہے گو ادا ہو جائیگا لیکن گناہ گار

۱۲ ہر منزل پر کچھ خیرات کرنا۔
۱۳ رفقائے سفر کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔
۱۴ حتے الامکان اوقات نماز کے علاوہ بھی باوضو رہنا۔
۱۵ زبان کو کذب وغیبت اور دنیا کے بیہودہ تذکروں سے بچانا
۱۶ گھوڑے کی سواری ہو لاری وبس وغیرہ یا ریل ہر موقعہ
پر سوار ہوتے ہوئے دعائے ماثورہ پڑھنا۔
۱۷ جہاز پر سوار ہوتے وقت بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا ان ربی
لغفور رحیم پڑھنا۔
۱۸ مکے میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا۔
۱۹ مزدلفہ جاتے ہوئے بھی غسل کرنا۔
۲۰ ممکن ہو تو دادی عرفات میں جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا
۲۱ عرفات میں نماز ظہر وعصر کو جمع کرنا۔
۲۲ دسویں کو مزدلفہ میں صبح سویرے نماز پڑھنا۔
۲۳ دسویں کو جمرۂ عقبہ کی رمی طلوع آفتاب کے بعد کرنا۔
۲۴ تسبیح وتحمید وتہلیل اور لبیک کی کثرت کرنا۔
۲۵ حج فرض ہو تو متارک حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ جا
۲۶ مکۂ معظمہ اور مدینۂ طیبہ کے ممتاز ترین مقامات متبرکہ

حرم مکہ سے متصل سڑک اور حرم رسالت سے متصل گذرگاہ پر حرمین طیبین کی مقدس و محترم دیوار سے قریب پیشاب کرنیکی رسم بد وغیرہ عہد سعودی کی یادگار ہیں۔

مستورات کو حج کا ثواب حاصل کرنا ہو تو وہ مصر وغیرہ کی عورتوں کی بے پردگی میں گنہگار ہو کر نیکی ضائع نہ کریں انکو ازواج مطہرات اور سیدۂ کائنات بنت رسول فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بے پردگی درکار ہے اگر کوئی دشواری نہ پیش آئے تو حیض کی حالت میں بھی عورت کو احرام کے ادب میں غسل کرنا چاہیئے مستورات کو سلے ہوئے کپڑے کیطرح بحالت احرام موزے دستانے زیورات کا پہننا جائز ہے۔

رمل اور سعی میں عورتوں کو مردوں کیطرح تیز اکڑ کر شانہ ہلا کر چلنا ممنوع ہے وہ بدستور چلیں۔

عورت سعی ختم کرکے چوٹی سے داہنی طرف کا بال ایک انگل کے برابر اپنے ہاتھ سے کترے اگلی ... اتنا حرم ہے اگر حیض کی حالت ہو تو عورت نہ طواف کرے نہ صفا و مروہ کی سعی کو جائے نہ مسجد الحرام میں داخل ہو جائے سکونت

ہو گی۔

مستورات کے لیے جامۂ احرام انکے سلے ہوئے کپڑے ہیں اور انکے لیے حالت احرام میں سر ڈھانکنا واجب ہے انکو سر پر ایک رومال باندھ لینا چاہیے تاکہ نہ سر کھلے نہ بال بکھرنے پائیں ہاں منہ کھلا رہنا چاہیے لیکن اجنبی مردوں سے ممکن احتیاط نگاہ پھر بھی ضروری ہے۔ افسوس شریعت کا تو یہ حکم ہے کہ احرام کی حالت میں بھی نہ سر کھلے نہ بال بکھریں نہ اجنبی مرد کی نظر اس پر پڑ سکے لیکن مصر وغیرہ کی مستورات خاص مرکز اسلام حرم الٰہی اور دیار رسالت میں بے حجابی کی وہ مثالیں پیش کرتی ہیں کہ ان کا حج انکے منہ پر مارا جاتا ہوگا ترکوں نے مسجد نبوی میں خواتین کے احترام میں ایک جالی کی دیوار بنا دی تھی کہ ان حدود میں وہ پردے کیساتھ مردوں سے الگ اپنے احترام کو قائم رکھتی ہوئی حسب دستور نماز وغیرہ پڑھیں لیکن سعودی حکومت نے نہ جانے کس شرع کی رو سے اس دیوار کو بھی توڑ دیا ہے قبور اور قبوں کا انہدام بجدود ان کی بے حرمتی مقامات زیارت پر کوڑا کرکٹ اونٹوں کی مینگنیاں۔ نجاست وغلاظت

نہ کرے بار ہویں کے بعد ہی جب وہ پاک ہو جائے ادا کرے
اس پر دم و کفارہ واجب نہ ہوگا۔

عمرہ

قرآن شریف میں حج کے ساتھ عمرہ کی بھی تعریف وارد ہے
جو اس کی خاص عظمت و اہمیت کا ثبوت ہے یہاں تک کہ
اسے حج اصغر بھی کہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک تمام عمر میں ایک
بار عمرہ کرنا بشرط استطاعت و قدرت سنت موکدہ
ہے اور ماہ رمضان المبارک میں عمرے کا ثواب حج
کے برابر ہے عمرے کا لغوی معنے ہے زیارت اصطلاح
میں عمرے سے مراد میقات یا حل سے احرام باندھ کر
بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنا ہے
طواف رکن عمرہ ہے اور سعی واجب عمرے کا احرام باندھنے
والا ان تمام پابندیوں کے ساتھ جو احرام حج کے بیان
میں ذکر ہو چکی ہیں مسجد الحرام میں لبیک کہتا ہوا اور ادعیہ
ماثورہ پڑھتا ہوا داخل ہو اور طواف شروع کرکے حجر اسود
کے پہلے ہی بوسے پر تلبیہ ختم کر دے طواف کے بعد باب الصفا

پر دعا و استغفار میں مصروف رہے اگر ایسی حالت میں حج کی
تاریخ آجائے غسل یا وضو کر کے قبلہ رو ہو کر حج کی نیت کرے
اور لبیک ترک نہ کرے البتہ نماز نہ پڑھے مسجد میں داخل نہ ہو
آٹھویں کو منا روانہ ہو جائے اور وہاں ظہر سے پہلے پہونچنے
کی کوشش کرے نویں کی فجر کو عرفات روانہ ہو جائے اور
وہاں بھی ظہر سے پہلے پہونچنے کی کوشش کرے۔

عورت اگر ہجوم کے خوف سے پردے وغیرہ کا خیال کر کے
مزدلفہ میں نہ ٹھہرے رات ہی کو سیدھی منا چلی جائے تو
اسکے لئے جائز ہے دم واجب نہ ہوگا۔ رمی جمرات عورت
کے لئے رات میں بلا کراہت جائز ہے اسکی پردہ پوشی کی بنا
پر اسکے لئے بعد مغرب رمی افضل ہے۔ رمی کے لئے پاک
ہونا شرط نہیں۔

عورت قربانی کے لئے کسیکو اپنا نائب بنا کر مذبح ہی پر سے
خود نہ جائے قربانی کے بعد داہنی جانب چوٹی سے ایک
انگل بال اپنے ہاتھ سے کترلے اب احرام کھل جائیگا لیکن مکمل
طور پر احرام کی پوری پابندی طواف زیارت کے بعد ختم
ہوگی۔ حیض و نفاس کی حالت میں عورت طواف زیارت

گذرنا ہی ممنوع ہے۔

مقامات اجابت دعا

۱ بیت اللہ کے اندر۔

۲ حطیم کے اندر کہ وہ بھی داخل بیت اللہ ہے۔

۳ میزاب رحمت کے نیچے۔

۴ باب کعبہ کے سامنے۔

۵ ملتزم کے پاس یعنے رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے اس بند دروازے کے درمیان جو موجودہ دروازے کی پشت پر تھا۔

۶ رکن یمانی کے پاس

۷ حجر اسود کے پاس

۸ جہاں سے اوّل اوّل خانہ کعبہ دکھائی دے۔

۹ منا خصوصاً مسجد خیف۔

۱۰ جمرات ثلثہ۔

۱۱ عرفات۔

۱۲ مزدلفہ۔

۱۳ ما بین صفا و مروہ خصوصاً میلین اخضرین کے درمیان۔

سے منع کرو دانہ ہو اور اسی قاعدے سے جو سعی حج میں مذکور
ہے منعے میں سات مرتبہ چکر لگائے سعی ختم کرکے مروہ پر
حجامت بنوا کر حلال ہو جائے۔ اور سعی کے بعد مطاف کے
کنارے پہونچکر دو رکعت نماز پڑھے۔

عمرے کیلئے حج کیطرح کوئی مہینہ مخصوص نہیں سال کے ہر
مہینہ میں ہو سکتا ہے البتہ ذی الحجہ کی پانچ تاریخوں میں
۹ سے ۱۳ تک مکروہ ہے۔ عمرے کے فرائض دو ہیں احرام
نیت اور تلبیہ کے ساتھ ۲ طواف نیت کے ساتھ عمرے
کے واجبات بھی دو ہیں ۱ سعی بین الصفا والمروہ ۲
حلق یا قصر۔

مکے سے عمرہ کرنیوالوں کے لئے عمرہ کے احرام کی میقات
حل ہے لیکن افضل میقات مقام تنعیم ہے جو مکے سے
قریب تر بھی ہے اور سنت کے موافق بھی حضرت عائشہ
صدیقہ رضہ نے تنعیم ہی سے عمرہ کا احرام باندھا تھا اسلئے
مسجد مقام تنعیم کا نام مسجد عائشہ ہے۔

اگر کوئی قبل شوال میقات سے گزرے تو چونکہ شوال سے
پہلے حج کا احرام جائز نہیں اور میقات سے بغیر احرام

لاری آچکی ہے اور ہم لوگ بقدر ضرورت سامان لاری پر رکھ چکے ہیں حجاج لبیک کہتے ہوئے سوار ہو رہے ہیں۔

عصر کی نماز سے فارغ ہو کر ہم بھی سوار ہو گئے لیجئے لاری چلی لبیک اللہم لبیک الخ سال گذشتہ یہ مقدس راستہ اونٹوں کی سواری سے طے ہوا تھا اور تفصیلی مشاہدات سے حجازی راستہ کا لطف بڑھتا جاتا تھا ابکی اس لطف راہ میں کمی ہے لیکن اشتیاق دل ونگاہ کا وہی عالم ہے اونٹوں کی سواری سے راہ عرب میں بزرگان سلف سے جو تشابہت حاصل ہوتی ہے اس سے محرومی کے رنج کے ساتھ اس بات کی خوشی بھی ہے کہ لاری کی تیز رفتاری سے اتنا فائدہ تو ہوگا کہ منزل مقصود جلد قریب آئیگی لیجئے مسجد خیف کے منارے دور سے نظر آنے لگے۔

شیفتہ مدہوش کئے دیتی ہے ہمیں جب انکے تصور کی لذت
اسوقت کا عالم کیا ہوگا جب پردے کو جب ان دیکھینگے

سبحان اللہ ایک تپتی ہوئی زمین ویران مقام خشک میدان آج عاشقان الہی کے خیموں سے آباد ہے بازار بھرا ہوا ہے صراحیوں میں ٹھنڈے پانی تشنگان قافلہ کو خنکی اور سیرابی کا پیام دے رہے ہیں۔

۱۴ صفا پر۔
۱۵ مروہ پر۔
۱۶ مقام ابراہیمؑ کے پاس۔
۱۷ چاہ زمزم کے پاس۔
۱۸ ملتزم کے پاس بالخصوص ملتزم سے لپٹ کر۔ اسوقت کی دعا بڑی پرکیف ہوتی ہے۔
۱۹ مطاف۔

ان تمام مقامات پر خوب رقت اور حضورِ قلب کے ساتھ دعائیں کیجیے، زیادہ امید قبولیت ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قبولیت کے علاوہ ان آثارِ متبرکہ پر دعا خود بڑی قابل قدر چیز ہے۔

منیٰ

کل ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ ہے آج ہی سے منیٰ جانے کی دھوم تھی مسجد خیف کے منارے یاد آ رہے ہیں گذرگاہ جبل ذوالنبیہ کی کنکریاں، خیمہ گاہ مصطفےٰ کے ذرے اپنی جانب بلا رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ معلم صاحب نے اپنی سہولت کے لئے روانہ کرنے میں مخصوص کی عجلت، آج ساتویں ہی کو پہنچ رہے ہیں

ق کا مصداق بنا ہوا ہے تا حد نظر لبیک پکارنے والوں سے وادی
آباد ہے انسانی مساوات کا عملی نمونہ دیکھنا ہو تو آؤ غلامان
مصطفیٰ کو ایک وضع و لباس میں دیکھو انانیت گم ہے تضرع
و زاری کا عالم ہے زمین تر ہو رہی ہے مگر تپش دل کو آج
وہ سکون وہ راحت ہے کہ عرفات پر جنت قربان کر دیجئے
ج قدم قدم نقش نقش محمد عربی فداہ امی و ابی کے احسانات
دآرہے ہیں کہ بت پرست مشرکین کو کیسا موحد بنا دیا کہ سارا
یا زمانے وادی کو رکا ہوا عرفات میں نظر آرہا ہے
م ممالک عربیہ کے انسانوں کی وحدت اسلامی کا نظارہ
ہنشاہیت کی لازوال شہنشاہی پر دلوں کو متحیر کئے دیتا
ابوجہل و ابولہب کی روحیں مضطرب ہیں حمزہؓ و عباس
ارواح ہیں وجد کناں ہیں کہ دنیا نے عروج و زوال
بہت سے دور دیکھے مگر محمد ابن عبد اللہ نے وہ پرچم بلند کیا
عرب کا غالب دین اسکے سایہ میں آسودہ ہے
انسانیت عامہ کو پناہ حاصل ہے مشرق و مغرب
تمام مختلف اللسان و مختلف الوضع خدا کے بندے
پاؤ سمندر کوہ و صحرا خشک و تر مقامات کو عبور کرتے ہوئے

الحمدللہ پہونچ گئے۔ اللھم ہذہ منیٰ فامنن علی بما مننت بہ علی اولیائک

ایام جاہلیت کا دستور تھا کہ لوگ حج سے فارغ ہوکر تین روز خوشی مناتے بازار لگاتے اپنے اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے بیان کرتے اسلام نے اس میلے کی جگہ تین دن ذکر الہیٰ کے لیے ٹھہرنا مقرر کیا چنانچہ افضل طریقہ یہی ہے کہ ۱۳ تاریخ کو منا سے رمی جمار کرکے رخصت ہو اور دو سہ روزہ قیام آج آٹھویں کے قیام کے علاوہ ہوگا جسکا بیان عرفات کی حاضری اور طواف زیارت کے بعد انشاء اللہ آئیگا۔ آٹھویں کے قیام منا کی صورت یہ ہے کہ وہاں پہونچکر ظہر کی نماز ادا کرے اور عرفہ کی صبح تک وہیں مقیم رہے نماز فجر پڑھکر طلوع آفتاب کے بعد میدان عرفات کو روانہ ہوجائے جہانتک ممکن ہو مسجد خیف کے پاس ٹھہرے کہ وہاں ٹھہرنا مستحب ہے۔

عرفات

میدان عرفات آج نویں ذی الحجہ کو عیدگاہ عاشقان درگاہ

کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت خلیل اللہ کو حج کرایا تو عرفات میں پہونچکر
کہا عرفت کیا آپ نے حج کا طریقہ پہچان لیا اسی بنا پر اسکا نام
عرفات مشہور ہوگیا بعض علمار کا خیال ہے کہ آدم و حوا علیہا
السلام کا تعارف اس جگہ ہوا اس اعتبار سے اس مقام کو
عرفات کہنے لگے اور آج بھی عرفات کی سرزمین معرفت الٰہی
کی درسگاہ ہے اس لحاظ سے بہی اسکو عرفات کا لقب موزوں
ہے۔ یہ وہ جلوہ گاہ عرفان ہے جہاں ہمیشہ کا فردوسی کاقرب
محسوس ہوتا رہیگا یہاں وہی علانیہ طور پر آسکتا ہے جو ایمان
کی دل میں روشنی رکہتا ہو۔

ماہرین طبقات الارض متحیر ہیں کہ جب سے زمین و آسمان کا
وجود ہے اسوقت سے آجتک زمین پر بیشمار تغیرات ہوئے
بستیاں ویرانیوں اور ویرانیاں بستیوں سے بدل گییں دریاؤں
سمندروں کے بہاؤ کے رخ بدل گئے خشکی تری میں ختم ہوگئی
زمین کے نقشے بدل گئے لیکن ایک عرفات کی زمین ہے کہ
طریقۂ حج سے پہلے ہی ایسی تہی جیسی آج ہے معلوم ہوا کہ
کردگار کائنات نے ابتدا ہی سے اسکو احرام پوشوں کے لیے
مخصوص کردیا تہا اسلیئے اسکو اسکے نور نے پہلاؤ کے ساتھ

میں ذوق وشوق سے آئے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے وادیٔ عرفات
بن خلد بریں اتر آیا ہے یا جبل رحمت پر خدا ئے عرش جلوہ گر
ہے اور ساری خدائی کا انسان لبیک پکارتا ہوا جوش عبودیت
میں چلا آرہا ہے۔ گرم ہواؤں کے جھونکے معلوم ہوتا ہے خیموں
کو پھونک دینگے مگر بیماران سوز تنہائی کو آج دعاؤ مناجات میں
وہ کیف حاصل ہے کہ خدا کی عبادت مقصود حیات بنی ہوئی
ہے اور ثابت ہورہا ہے کہ ما خلقت الجن والانس الالیعبدون
ارشاد الہٰی عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ آج کی عبادات
میں تکلیف نفس کا پہلو بھی نہیں محسوس ہوتا گو بظاہر بے انتہا
صعوبت کے اسباب ہیں مگر انبساط بندگی نے دلوں میں وہ
جولانی پیدا کردی ہے کہ پسینہ سے جامۂ احرام تر ہورہا ہے تو
محسوس یہ ہوتا ہے فرشتے گلاب چھڑک رہے ہیں سورج اپنی
حدت دکھا رہا ہے تو دیوانوں کو بھی جوش آگیا ہے اور کہہ رہے
ہیں ـ

شفیق
پہلو میں دبا رکھی ہے آگ محبت کی
دیکھینگے ذرا گرمی خورشید قیامت کی

عرفات کی نسبت حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کا بیان ہے

کہ مجھے یاد ہے یہ آیت کب نازل ہوئی تھی وہ جمعہ کی رات کا وقت اور عرفہ کا دن تھا ارشاد فیض بنیاد کا مقصد یہ ہے کہ یوم عید سے بڑھکر بھی مسلمان جس روز خوشی مناتا ہے۔ آیت اُس دن نازل ہوئی ہے۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا کوئی دن نہیں جسمیں یوم عرفہ سے زیادہ اللہ تعلیٰ بندوں پر عذاب کی آگ کو حرام کرتا ہو۔

عرفات میں جتنا بھی ہو سکے خشوع و خضوع کے ساتھ باری تعلیٰ سے دعائیں مانگے۔

طبرانی و بیہقی و ابن ابی شیبہ ۔ سیدنا حضرت علی ابن عباس حضرت جابر رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول اکرم عرفات میں کلمات مندرجۂ ذیل پڑھتے تھے۔ حجاج کو بھی چاہیے کہ اتباع رسالت میں ان کلمات مبارکہ کو بار بار پڑھیں:

اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ اکبر و للہ الحمد و للہ الحمد و للہ الحمد لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد۔

عرفات میں ظہر و عصر کی نماز ایک ہی اذان و اقامت کے ساتھ

بدستور باقی رکھا اور انقلابات زمانہ کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا اس
متبرک زمین کے باب میں مشہور ہے کہ ابوالبشر حضرت آدم
علیہ السلام کی توبہ یہاں قبول ہوئی لہذا اس جگہ توبہ کی قبولیت
اولاد آدم کا ترکہ ہے تو نویں ذی الحجہ کو جب یہاں خوش نصیب
بندوں کو میراث پدر ملتی ہے تو شیطان حسد سے ایسا پریشان
وغمگین ہوتا ہے کہ اتنا صدمہ اسکو سال بھر میں کبھی نہیں ہوتا
آج گنہگار کریم سے وہ منہ مانگی مرادیں ملتی ہیں کہ خود فخر بنی
آدم عرفات کے میدان میں اس طرح دعا مانگتے تھے جیسے کوئی
بھوکا مسکین کسی داتا کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہو۔ عن
ابن عباس قال رأیت رسول اللہ علیہ السلام یدعو بعرفۃ یداہ الی صدرہ
کاستطعام المسکین جب فخر نسل آدم مصطفیٰ [illegible] نیاز مندی سے رب عرفات
سے مانگتے ہوں تو انکی امت [illegible] اس وادی مقدس
میں عمر بھر حاجیوں کو میسر آوے پھر قادر علی الاطلاق
کی بخشش میں کیا کمی ہے۔

ایک یہودی نے سیدنا فاروق اعظم رضی سے کہا کہ اگر قرآن
کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہم لوگوں پر نازل ہوتی تو ہم
لوگ یوم نزول کو یوم عید بنا لیتے حضرت فاروق رضی نے فرمایا

مزدلفہ

عرفات سے روانگی بروقت ہوئی مغرب کی نماز کا وقت باقی تھا ہم لوگ مزدلفہ میں پہنچ گئے۔ عرفات کیطرح یہاں جمع بین الصلواتین کے لئے امام کی اقتدا شرط نہیں یہ ہر حال مغرب وعشاء کی نماز ساتھ پڑھنا چاہئے اور ان دونوں نمازوں کے درمیان سنت ونفل نہ پڑھے یہ بھی حاجی کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر مزدلفہ جاتے ہوئے راستے میں یا تاخیر چلنے کی وجہ سے عرفات ہی میں وقت ادائے نماز آجائے تو وہاں مغرب کی نماز ہرگز نہ پڑھے آج حاجی کے لئے عشاء کے وقت عشاء کی نماز کے ساتھ مزدلفہ ہی میں نماز مغرب ادا کرنا ضروری ہے اور بغیر نفل وسنت پڑھے ہوئے فرض مغرب کے بعد ہی بغیر تکبیر واقامت نماز عشاء ادا کرنیکا حکم ہے۔

صاحب مختار لکھتے ہیں۔

ولو صلے المغرب والعشاء فی الطریق اوفی عرفات اعادہ۔

اگر مغرب وعشا کی نماز راہ میں یا عرفات ہی میں کوئی پڑھ لے

پڑہی جاتی ہے لیکن گرم ہوا اور دہوپ کے خوف سے صحت
کا اندازہ کرتے ہوئے یا کسی مجبوری کیوجہ سے خیمے میں
نماز پڑہی جائے تو الگ الگ نماز ظہر کو ظہر کے وقت میں نماز
عصر کو عصر کے وقت میں ادا کرنا چاہیئے۔

جبل رحمت سے متصل مقام موقف النبی ہے وہاں حاضر
ہوکر دو رکعت نفل پڑہنے کی کوشش بھی کرنی چاہیئے غروب
آفتاب سے کچھ پہلے روانگی کی تیاری شروع کردیجائے
اور مغرب وعشاء کی نماز مزدلفہ میں اکساتہ ادا کرنی
چاہیئے اگر راستے میں مغرب کا وقت ختم ہوجائے جب بھی
نماز مغرب مزدلفہ ہی میں ایک اذان واقامت سے پڑہنی
چاہیئے ۔عرفات میں خوب شکم سیر ہوکر کھانیکی کوشش نہ
کرے کیونکہ زیادہ کہانیسے طبیعت بھاری اور سست ہوجاتی
نیند آنے لگتی ہے اور اگر خدانخواستہ آپ سو گئے تو پہر آنکھیں
کہلنے کے بعد دن کم رہ جائیگا اور بعد میں اس وقت کی اضاعت
کا عمر بہر افسوس باقی رہیگا لہذا بقدر تسکین کہا پیکر خوب دعا
واستغفار میں مصروف رہیئے۔

رات یہاں دعاؤں استغفار میں محو رہتے ہیں لیکن عموماً حجاج کو یہاں صبح تک سوتے ہوئے دیکھا جاتا ہے دوسروں کو کیا کہوں دو سال سے خود اپنا تجربہ ہے آٹھویں کو تپسا منا اور نویں کے دن بھر وقوف عرفات کے بعد مزدلفہ پہونچکر اسقدر تھکن دبا لیتی ہے کہ شب بیداری دشوار ہو جاتی ہے سال گذشتہ کیطرح اسکے سال بھی نمازیں پڑھکر تھوڑی دیر تک میں دعا مانگتا رہا نصف گھنٹہ بھی نہ گذرا تھا کہ نیند آ ہی گئی اور صبح کو اگلے سال کی طرح پھر دل یہ کہکر مجھے تسلی دینے لگا۔

نیند آگئی جو وادیٔ فاراں کی راہ میں
تنقد یہ سورہی تھی خدا کی پناہ میں

مزدلفہ کو جمع اور مشعر الحرام بھی کہا جاتا ہے قرآن شریف میں مشعر الحرام ہی کا لفظ وارد ہے ارشاد ہوتا ہے فاذا افضتم من عرفاتٍ فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام۔ جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مسجد مشعر الحرام کے پاس ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ۔

وقوف مزدلفہ واجب ہے تارک وقوف پر دم واجب ہوگا پوری رات یہاں گذار کر اول وقت نماز فجر سے فراغت

تو اسے مزدلفہ میں پہر دہرائے۔

مزدلفہ میں حسب ذیل دعا پڑھے تو افضل ہے۔

اللّٰھم بحق مشعر الحرام والبیت الحرام والشہر الحرام والرکن والمقام بلغ روح سیدنا محمد منا التحیۃ والسلام وادخلنا دار السلام یا ذا الجلال والاکرام

اسکے بعد الحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر پڑھے اور لبیک کہے روح رسول پاک پر درود بھیجے پہر دونوں ہاتھ اٹھاکر دعا مانگے یہ اجابت دعا کا مخصوص ترین مقام ہے۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر اُمت نواز رسول نے عرفات میں اُمت کے حق میں دعائیں کیں بجز ایک کے تمام دعائیں قبول ہوئیں مزدلفہ پہونچکر اس خشوع وخضوع سے مانگا کردہ دعا بہی قبول ہوگئی اور آپ اس دعا کے قبول ہونے پر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میری اس دعا کی قبولیت پر شیطان سخت مغموم ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے۔

سبحان اللّٰہ عرفات میں بہی جو دعا قبول نہ ہو وہ مزدلفہ میں خلعت قبولیت پائے اس حدیث سے اس برگزیدہ مقام کی خاص عظمت ظاہر ہوتی ہے خوش نصیب حضرات ساری

کا عالم ہوتا ہے کہ حاجی آخر خاک کا پتلا ہوتا ہے تھک کر چور ہو جاتا ہے اور اب کے سال دھوپ کی شدت گرمی کی قیامت گرم ہواؤں کی حدت تشنگی کی کثرت سے ضعیفوں ناتوانوں کا تو کیا ذکر ہے قدآور جوانوں کو بھی صبر و ضبط کا امتحان دینا پڑا۔ عرفات و مزدلفہ و منا میں جابجا حجاج کی لاشیں نظر آئیں۔ مکے سے منا منا سے عرفات عرفات سے مزدلفہ، مزدلفہ سے پھر منا منا سے طواف زیارت کے لئے مکہ کو روانگی طواف کے بعد سعی کے سات چکر سعی کے بعد پھر منا منا سے تیرہویں کو پھر مکہ آنا ساتھ ساتھ معلمین کی خود غرضی اہل مکہ کی بے مروتی حکومت کی غفلت امتحان پر امتحان ہے مگر اللہ کا فضل ہے حجاج کو حج کی خوشی میں ہر مشقت گوارا ہو گئی ممالک اسلامیہ کے اخبارات میں حاجیوں کی موت پر ہنگامہ برپا ہو گیا ملکوں میں ہلچل اور عزیزوں قرابت مندوں میں تمام بے چینی پیدا ہو گئی لیکن منا، مزدلفہ و عرفات کی شدید تپش میں لاشیں دیکھ کر بھی حاجیوں میں کوئی گھبراہٹ نظر نہیں آتی جہاں تک جیبوں نیر نگاہیں پڑیں شرف حج سے مشرف ہونیکا احساس آتش کا رتھا۔ جھگڑے

کرکے تسبیح و تقدیس و تہلیل کے بعد اور حمد و ثنائے باری تعالیٰ نیز دعا و استغفار کرکے تقریباً طلوع آفتاب کے وقت یہاں سے منا کو روانہ ہوجائے اور بہتر یہ ہے کہ رمی کے لئے کنکریاں یہیں سے چن لے زیادہ سے زیادہ ستر ۷۰ یا کم سے کم ۴۹ کنکریاں درکار ہونگیں جو دانہ یا غلہ کے برابر ہوں اور اگر اس سے کچھ چھوٹی بڑی ہوں تو بھی جائز ہے ان کنکریوں کو دھو لینا چاہیئے تاکہ امکان نجاست نہ ہو نجس کنکریاں پھینکنا مکروہ ہے ۔

اگر مزدلفہ سے منا پیدل جانا ہو تو وادی محسر کا پتہ دریافت کرلے جب وہاں پہونچئے تو ابرہہ کی بربادی پر قہر الہیٰ کو یاد کرکے نیز تیز جلد جلد آگے بڑھ جانیکی کوشش کیجئے یا اونٹوں کا سفر ہو تو اسکی رفتار کو ساربان سے کہکر تیز کرادیجیئے البتہ موٹر اور بس وغیرہ پر ہوں تو اسکا سوال ہی نہیں وادی محسر سے گزرتے ہوئے یہ دعا پڑھے تو بہتر ہے ۔

اللھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک دعا قبل ذالک سات تیاں سے بہتر ہو یہاں تک پے در پے مسلسل اسقدر جلد جلد

نعش بے گور و کفن پڑی رہی بعد میں اطلاع ہونے پر حکومت کیطرف سے دفن کفن کا انتظام ہوا ہوگا۔

امسال ہمارے معلم احمد مغنانی تھے یہ حضرت نہ خود نمازی تھے نہ انکو حاجیوں کی نماز کا خیال تھا ہم لوگوں نے بہت انکار کیا لیکن لاری پر چلا چلا کر تمام حاجیوں کو صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے منا روانہ کر دیا یہی حال انکا رمی جمرات میں تھا سیکڑوں حاجیوں کو گیارہویں بارہویں کی رمی زوال سے پہلے کرا دی اور شکایت پر جواب دیا کہ حاجی دہوپ میں مرجائیگا۔

ان معلمین کی خود غرضی اور طماعی و غفلت سے کتنے واجبات ترک ہوجاتے ہیں اور غریب حاجی پر مفت میں دم وغیرہ واجب ہوجاتا ہے سال گذشتہ میرے معلم سید عبد الحکیم صاحب تھے جنکو میں اگلے سال چھوڑ کر بہت پچھتایا سید علی حکیم کے وکیل جدہ صالح لبیونی سے بھی واپسی میں ایسا تکلیف دہ سابقہ پڑتا ہے کہ حاجی بد دل ہوجاتا ہے ورنہ جہاں تک قیام مکہ اور مناسک حج کی ادائگی اور اخلاق و تقوی کا تعلق ہے علی حکیم صاحب بہت غنیمت ہیں نماز کے پابند اور تقوی شعار آدمی ہیں اور حاجیوں کے ساتھ بڑی رعایتیں کرتے ہیں موصوف کے مزاج میں

تکرار کی مثالیں ملتی رہیں مسائل حج سے لاعلمی جہالت کی باتیں بجائے دعا و مناجات کے دنیا کے تذکرے اور قسم کی نادانیاں تو نظر آئیں لیکن کثرت اموات سے وطن میں رہکر بھی عزیزوں دوستوں کی ہمدردی کا سہارا رکھتے ہوئے بھی طاعون وغیرہ کے زمانے میں جو وحشت و دہشت پیدا ہوجاتی ہے حاجیوں میں اس سراسیگی کا نشان تک نہ تھا اور اطمینان قلب ہی وہ چیز ہے جو کسیکو حاصل ہوجاتا ہے تو زندگی قابل رشک ہوجاتی ہے بحمداللہ یہ اطمینان قلب زائرین حرم کو نصیب تھا۔ مزدلفہ میں میری قیام گاہ سے قریب ایک حاجی کی نعش پڑی ہوئی تھی قریب کے لوگ اپنے مشاغل میں مصروف تھے نعش دیکھکر کسیکو نہ وحشت ہوتی تھی نہ اس طرف توجہ کرنے کی فرصت مرحوم حجاج کی تکفین و تدفین معلمین کا اہم فرض ہے کیونکہ حاجی عموماً تنہا ہوتا ہے ایسے شاذ ونادر ہی ہوتے ہیں جنکے ہمراہ اہل وعیال یا ملازمین واعزا بھی ہوتے ہیں لیکن معلمین کی قوم کو ہمدردی کا سبق کون دے ہم لوگ روانہ بھی ہوگئے مزدلفہ سے منا پہونچگئے اور

اثر نہ ہو سکا آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ کیسے سرد دماغ پر برف رکھی جا رہی ہے کوئی بیہوش ہو رہا ہے کوئی دم توڑ رہا ہے کوئی جان آفریں کو جان عزیز سپرد کر چکا ہے اور یہاں مسجد خیف کے چکر یا اسکے میناروں کے نظاروں سے ساری پریشانیوں کا علاج ہو رہا ہے اور اسوقت عند التحریر منا کے اس سہ روزہ قیام کی مسرت قلبی یاد آتی ہے تو نہ زمین پر پڑی ہوئی لاشیں ڈرانی ہیں نہ دم توڑنیوالوں کا نقشہ متأثر کرتا ہے نہ ہواؤں کے بجید گرم جھونکے آیندہ شوق منا و عرفات سے روکتے ہیں بس دعائے ابراہیمی یاد آکر داد طلب ہوتی ہے۔ اور اندازہ ہوتا ہے کہ جب ایک فاسق و فاجر کو منا کے ہنگامۂ محشر بیا روز عید کی خوشی محسوس ہو تو خلیل حق کو ایثار و قربانی میں کیا کچھ سرور حاصل ہوا ہوگا جس خلیل کی نسبت سے اسکی گذرگاہ آجتک دل سوزان کے لئے کیف آفریں ہو خود اسکے جگر سوختہ کا کیا عالم رہا ہوگا کاش انقلاب زندہ باد کا نعرہ لگانیوالے اور سنی ہوئی آواز پہ دوڑنیوالے نوجوان کبھی منا و عرفات میں محمد و خلیل کے نام پر انسانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دنیا کو دعوت ایثار و عمل دیتے خدا کی قسم اس دہکتی ہوئی زمین

ذرا بھی طمع اور لالچ نہیں حج ادا کراتے ہیں شرعی ذمہ داری کا احساس رکھتے ہیں اور یہ بہت ہی بڑی خوبی ہے جو اکثر معلمین میں نہیں پائی جاتی۔

عدا نیاز نبق نے احمد رمضانی کو مجھے بیحد افسوس ہے کہ اس شخص نے ہم لوگوں کو مزدلفہ میں نماز فجر سے محروم کیا منا پہونچکر میں نے فجر کی نماز مسجد حنیف میں ادا کی۔

تین دن منا میں

دسویں کو منا میں پہونچکر میں مسجد خیف سے قریب اپنے خیمے میں گیا جہاں کے ہم نشینوں میں دنیا کوئی ہم مذاق نہ تھا میں بار بار مسجد خیف جاتا تھا اور فرض نمازوں کے علاوہ وہاں نفل نمازیں اور درود شریف وغیرہ پڑھنے میں وقت گذارتا رہا مسجد خیف سے دل کا قرار لگاؤ محسوس ہوتا تھا کہ جو وقت خیمے میں قیام ہوتا تھا وہاں بھی ہر آہستہ آہستہ کر مقدس مناروں کو دیکھا کرتا تھا روانگی کے وقت اس محبوب ترین مسجد کی جدائی کا دل کو قلق ہونے لگا حقیقت یہ ہے کہ ان مقامات مبارکہ سے محبت ہی کی بدولت شدید دھوپ اور گرم ہواؤں کے جھونکے ہمت شکن گرمی کا مجھ پر کا

وہ زمین میں دہنس گیا جمرات ثلثہ آجتک اسی ادائے خلیل کی یادگار ہیں تینوں مقامات پر ایک ایک ستون بطور نشان کے بنے ہوئے ہیں انہیں پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں یہ رمی جمار خدا کے خلیل پر حق سے ایک قسم کی شابہت ہے لیکن خدا جہالت کا برا کرے بہت سے جہلا کو دیکھا گیا کہ بازاری آوازیں اور ... کو کہکر گالی کے الفاظ زبان پر لاتے ہیں اور کنکریوں سے فارغ ہوکر بعض بدتمیز لوگ ستون کیطرف جوتے پھینکتے ہیں جس سے لوگوں کو لگ جانیکا اندیشہ ہوتا ہے عبادت کے وقت جاہلانہ جذبات کا مظاہرہ سخت بیہودگی ہے اور یہ بیہودگی صرف عہد حاضر کی ترقی پسند قوموں کے افراد کرتے ہیں عبادت کے موقع پر یہ بازاری طریقہ دیکھکر نہایت افسوس ہوا۔

دسویں کو فقط جمرۂ عقبہ کی رمی ہوتی ہے جو منے سے مکہ جاتے ہوئے بالکل آخر میں واقع ہے اسکو جمرۃ الکبرٰے اور جمرۃ الاخرٰے بھی کہتے ہیں اور درمیانی جمرے کو جمرۃ الوسطےٰ اور جو مسجد خیف کے قریب ہے اسکو جمرۃ الاولےٰ کہا جاتا ہے دسویں کی رمی سوار ہوکر کرنا افضل ہے بشرطیکہ کسیکو تکلیف نہ پہونچے۔

دسویں کی رمی میں پہلی ہی کنکری پر تلبیہ موقوف کردے اور اس

اور آگ برسانے والی فضا میں لبیک کی صدائیں وہ زندگی بخش
دیتی ہیں جسکا ولولہ کسی انقلابی نعرے کو نصیب نہیں۔ معلوم ہوتا
تھا منا کی گرمی نہیں خلیل حق کے سینۂ گرم کی حرارت سے خیمہ گاہِ
عاشقاں آتشکدہ بنا ہوا ہے اور اسی آتشکدے میں محبت
کے پھول کھل رہے ہیں۔

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا

طلوع آفتاب کے بعد ہم لوگ رمی کے لئے روانہ ہوئے لاکھوں
فرزندان توحید کا ہجوم دیکھکر بظاہر جمرہ تک پہونچنا دشوار معلوم
ہوتا تھا لیکن طبیعت میں وہ جولانی تھی کہ معلوم ہوتا تھا جسم
کی طاقت بڑھ گئی ہے مجمع کو چیرتے ہوئے دلکی امنگ کیساتھ
بڑھتے چلے گئے کہ جیسے اپنی ناتوانی پہلوانوں کا مقابلہ کر رہی
ہے تو یا آنکہ جمرۂ عقبیٰ تک پہونچ ہی تو گئے اور سیدنا حضرت ابراہیم
علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے عملاً شرف مشابہت
حاصل ہونے پر دل ناز کرنے لگا۔

خلیل کردگار جب اپنے فرزند جگر بند حضرت اسمٰعیل کو با رادہ
ذبح لے چلے تو راہ میں تین جگہ شیطان مردود بہکانے کیلئے آیا
آپ نے ہر مرتبہ سات سات کنکریاں اس ملعون کو رسید کیں اور بھ ...

کیسکے سر پر برف رکھی جا رہی تھی کوئی بدحواسی کے قریب تھا دھوپ جوں
جوں ڈھلتی جاتی تھی شدید تر ہوتی جاتی تھی روانگی میں لاری کا
انتظام بھی ناروا انتظار اور معلم سے بار بار اصرار کے بغیر ناممکن
تھا جب اپنے قافلے کے ساتھ طواف کو گئے انکی واپسی دو بجے تک ہوئی جو
تھکن لیکر اور پسینے میں تر آئے آتے ہی خیمے میں جیسے چور چور ہو کے
پڑ رہے یہ نقشہ دیکھکر ہم نے بارہویں کو طواف زیارت کیا سعی طواف
قدوم کے ساتھ ہی کر چکے تھے فقط طواف کرنا تھا معلم سے اصرار کرتے
کرتے تقریباً ہندوستانی ٹائم سے آٹھ بجے کے بعد لاری روانہ ہوئی
منا سے مکہ تین میل کے قریب ہے لاری سے بیس منٹ کا راستہ تھا ساڑھے
آٹھ بجے مکہ پہونچگئے اور داخل حرم ہوئے گرمی قیامت کی تھی مگر
بحمداللہ حرم کے اندر خدا جانے در فردوس سے یا کہاں سے رہ رہ
کر تھوڑے تھوڑے توقف کے بعد ٹھنڈی ہواؤں کے لطیف خنک
جھونکے آکر فرحت پہونچا جاتے مطاف بارہویں کو بھی کب خالی
تھا وہاں تو ذی الحجہ کا پورا مہینہ ازدحام کے ساتھ طواف میں گذرتا
ہے تاہم نسبتہً دھکا کم تھا پھر طواف کے وقت کا نقشہ اتنا جاذب
قلب و نظر ہوتا ہے کہ خلوص بندگی کے جوش میں بدل بہل جاتا ہے
ہر چکر میں کبھی باب کعبہ سامنے کبھی حطیم مقابل میں کبھی رکن یمانی

جگہ ٹھہرنا نہ چاہیئے سات کنکریاں پھینک کر جائے قیام پہ آجائے
میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ جمرۃ الاخریٰ کی رمی کے بعد راستے
میں حلاق کو دیکھکر حجامت بنوانیکے لئے بیٹھ گئے حالانکہ قارن
و متمتع پر حجامت سے پہلے ذبح واجب ہے البتہ مفرد کیلئے شکریۂ
حج کی قربانی واجب نہیں اگر کرے تو مستحب ہے لہذا اسکے لئے
حجامت ذبح سے پہلے جائز ہے پھر بھی مستحب یہی ہے کہ ذبح کے بعد
حجامت بنوائے۔ دسویں کی پہلی رمی پر تلبیہ ختم ہوا اب حلق یا قصر
کے بعد احرام بھی ختم ہوگیا اب سلا ہوا کپڑا پہنا جا سکتا ہے اور
تمام وہ قیدیں اٹھ گئیں جو محرم کے لئے تھیں ہاں طواف زیارت
سے پہلے منکوحہ سے مجامعت جائز نہیں اب یہ قید بھی کیوں باقی
رہے رمی و ذبح و حجامت سے فارغ ہوچکے تو چلیئے مکہ معظمہ
وہاں طواف زیارۃ سے بھی فارغ ہوجایئے۔

طواف زیارت

طواف زیارت دسویں کو افضل ہے مگر گرمی سے شدت امرات
اور طواف سے واپس آنیوالے حجاج کی حالت دیکھکر دسویں
کے ہجوم میں ہمت نہ ہوسکی طواف کی واپسی میں کوئی بیہوش ہوگیا

کی تلاوت شروع کردی تا فلے کے وہ لوگ جن کو سعی کرنا تھی
جب سعی سے فارغ ہو گئے تو انکے ہمراہ لاری سے پھر منا کو روانگی
ہوئی منا پہونچکر خیمے میں تھوڑی دیر تک میں کتب بینی کرتا رہا اسکے
ساتھ کے لوگ کھانے پینے کی فکر میں مصروف ہوئے جب ظہر کی
نماز کا وقت قریب آیا تو عین گرم ہواؤں کے طوفان میں ہم لوگ
رمی جمرات کے لئے نکلے خیمہ گاہ سے تا جمرۃ العقبہ فرزندان
اسلام کے سروں کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا یہ دھوم دھام دیکھکر گرمیوں
کی سخت تربے چینیوں میں دل کے اندر پھر ایک ولولہ پیدا ہوا
جسکا تصور بھی سال بھر ولولہ آفریں ہی رہیگا بحمد اللہ بڑی
مسرت قلبی کے ساتھ آج کی آخری رمی ختم ہوئی اور اب طواف
الوداع کے سوا تمام واجبات حج بھی ادا ہو گئے۔

مغرب سے پیشتر بارہویں ہی کو معلم صاحب نے ہم لوگوں کو مکے
پہونچا دیا لاری چلی اور ہم مسجد خیف کے محبوب مناروں کو
حسرت سے دیکھتے ہوئے اور پھر اس مسجد میں نماز پڑھنے کی خدا
سے دعا مانگتے ہوئے مکے کو روانہ ہو گئے۔

مکۂ معظمہ پہونچکر مغرب کی نماز وقت آخر ہونیکی وجہ سے مدرسۂ صولتیہ
ہی میں ادا کی اور وہیں تا آخر قیام رہا۔

کا استلام ہر منظر توحید و عبادت کی چادر میں لپیٹنے والا اور ہر دعا یا ذکر میں سے غافل کر دینے والی اگر یہ جاذبیت نہ ہوتی تو کس میں ہمت تھی کہ تیز دھوپ میں پتھر کے فرش گرم پہ چکر پہ چکر لگاتا دوپہر کیوقت کی بے پناہ دھوپ اور تپش میں بھی تو مطاف کو کبھی خالی نہ پایا۔

آج ۲۴ تاریخ ذی الحجہ ہے مدرسہ صولتیہ میں بیٹھا ہوا اگلے واقعات پر غور کر رہا ہوں آٹھویں سے تیرھویں تک کی پے در پے مشقتیں یاد میں زمین پر پڑی ہوئی لاشوں کا نقشہ سامنے ہے سو میں ناقابل برداشت گرمی سے اب بھی ہو رہی ہیں مسافرت کی تنگ سامانی الگ ستا رہی ہے پھر بھی دعائے ابراہیمی اور کعبے کی محبوبیت کو کیا کہوں واللہ ابھی سے باربار یہ خیال بے چین کر رہا ہے کہ دیکھوں سال گذشتہ ان تاریخوں میں کہاں ہوتا ہوں اتنی رقم کس کے پاس ہے کہ پھر اتنے بڑے سفر کی ہمت کر سکونگا ہر نماز میں دیگر دعاؤں کے ساتھ یہ دعا شامل رہتی ہے کہ الہیٰ سال آئندہ پھر خیریت اور تقویٰ کے ساتھ حرم کی حاضری اور عرفات و مزدلفہ و منیٰ کی حاضری نصیب ہو آمین۔

طواف و نفل سے فارغ ہو کر میں نے حنفی مصلے پر بیٹھکر قرآن پاک

یہ شریعت کا احسان ہے کہ اسدن کا طواف نفل طواف الوداع کا قائم مقام بن گیا لیکن طواف الوداع میں جو لطف عبادت ہوتا ہے کعبہ کی جدائی پر آنکھوں سے جو آنسو بہتے ہیں غلاف کعبہ تھام کر جو مناجات ہوتی ہے اس سے تو محرومی ہوئی اللہ تعلیٰ وہاں کی برکات سے محروم نہ فرمائے۔

تقریباً ایک مہینہ ایک ہفتہ مکہ معظمہ میں قیام رہا زندگی کے یہ قابل قدر پل بھار بار کہاں نصیب ہوتے ہیں مناسب یہی تھا کہ یہاں کے دن اور یہاں کی راتیں ہمہ دعاؤ مناجات ذکر و تسبیح میں گذرتیں لیکن کمبخت بگڑی ہوئی عادتیں کہیں نہیں ساتھ چھوڑتیں ہزار کوشش کی کہ دنیا کے تذکرے نہ ہوں لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ لوگوں سے ملنے جلنے میں روزانہ بتیں وکم کچھ دنیا و اہل دنیا کے تذکرے بھی چھڑ جاتے اور کچھ وقت ضایع ہوکے رہ جاتا وہاں کے زمانۂ قیام میں لوگوں سے ملاقاتیں نہ کیجائیں اور بے ضرورت باتیں نہ کیجائیں تو اور بھی ثواب کما یا جاسکتا ہے۔

گو مجھسے یہ غلطی بحمد اللہ کم ہوئی مگر اپنے ہی احباب و رفیقان قافلہ کی بدولت وقتاً فوقتاً یہ افسوسناک لغزش ہوئی ضرور

ذی الحجہ کا پورا مہینہ مکہ معظمہ میں اطمینان سے بسر ہوا طواف و عمرہ کرتے رہے تنعیم و جعرانہ کی حاضری بھی نصیب ہوئی مقام تنعیم اور جعرانہ کو دیکھکر حجاز کی اگلے دور کی سادہ بے تصنع زندگی کا نقشہ سامنے آکر کشش پیدا کرتا ہے اور واللہ ایک نور برستا ہوا نظر آتا ہے مقام تنعیم چونکہ مکہ سے قریب ہے مجھے راستہ اتنا پرسکون و خوشگوار محسوس ہوا کہ میں ایک روز پیدل روانہ ہوگیا اور پیدل ہی خوشی خوشی واپس آیا جس کا اثر اب تک دل و دماغ پر باقی ہے اور جی چاہتا ہے پھر اسی نور کے میدان میں چلکر وحشت دل کو تسکین دوں اور غم کونین سے بے خبر ہو جاؤں۔

جنت المعلیٰ بھی بار بار حاضر ہوتا رہا۔ بالخصوص ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پاک پر دیر تک سلام و فاتحہ خوانی اور بعض نعتیہ اشعار میں خاص کیف عقیدت محسوس ہوتا رہا۔

ابھی طواف حرم اور جنت المعلیٰ کی حاضری تنعیم و جعرانہ سے عمرے کا شوق باقی ہی تھا کہ تیسری محرم کو معلم صاحب نے اچانک مدینے کی روانگی کے لئے تیاری کا حکم صادر فرما دیا اور اسقدر بروقت اطلاع دی کہ طواف الوداع تک بہت کیسا تھ نہ کر سکے

تیری ہی جانب جھکاؤنگا جبیں   سجدہ گاہِ جنّ و انسان الوداع
دور ہوکر بھی رہیگا دل قریب   تو نہ چھوٹیگا مری جاں الوداع
وعدۂ دیدار سے تسکین دے
ہے شفیقؔ زار گریاں الوداع

حرم مبارک کا جمعہ

جمعہ کی نماز کہیں بھی ہو اجتماع اسلامی کا ایک خاص نقشہ پیش کرتی ہے جمعہ کا دن کہیں بھی ہو ایسا مبارک دن ہے کہ اسے ہذا الیوم عید کا اعزاز حاصل ہے لیکن جب یہ مبارک دن حرم میں گذرتا ہے اور نماز جمعہ حرم کعبہ میں ادا ہوتی ہے اسکا منظر و کیف بھی جداگانہ ہوتا ہے نماز سے کئی گھنٹے پہلے نمازیوں کی آمد شروع ہوجاتی ہے بہت سے لوگ جگہ حاصل کرنیکے لئے اور شوق عبادت میں نماز چاشت ہی کیوقت سے داخل حرم ہوکر تلاوت قرآن درود خوانی دعاؤ استغفار نفل نمازوں میں مصروف ہوجاتے ہیں باب السلام سے یا کسی دوسرے دروازے سے داخل ہوتے ہی داہنا پاؤں اندر رکھتے ہوئے جسوقت یہ دعا وردِ زباں ہوتی ہے بسم اللہ

سال گذشتہ کیطرح اب کے سال بھی جنۃ المعلیٰ کی حاضری بار بار نصیب ہوئی اور وہاں کی حاضری کی بدولت نماز ظہر سے پہلے کا وقت فرصت جو اکثر ملاقاتوں اور دنیا کی باتوں کا موقع پیدا کرتا ہے فاتحہ خوانی میں گذرا خاندان رسالت کے مزارات پر اکثر حاضر ہوئے خصوصاً ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی کی قبر مبارک پر ایصال ثواب کا شرف کئی مرتبہ حاصل ہوا سوق اللیل کا چکر بھی ہوتا رہا اور وہاں آہستہ درود وسلام پڑھکر قلبی مسرت حاصل ہوتی رہی ۔

الوداع اے شہر جاناں الوداع ‌‌ ‌ ‌ مہبط جبریل وقرآن الوداع

الوداع اے مسجد حضرت بلال ‌ ‌ ‌ ‌ الوداع اے کوہ فاراں الوداع

قبلہ گاہ خلق اے بیت الحرم ‌ ‌ ‌ ‌ مرکز دین مسلمان الوداع

ملتزم اے بیکسوں کا آسرا ‌ ‌ ‌ ‌ اے سکون بخش غریباں الوداع

الفراق اے بیر زمزم الفراق ‌ ‌ ‌ ‌ اے حطیم آغوش عرفان الوداع

آہ اے میزاب رحمت الفراق ‌ ‌ ‌ ‌ باب کعبہ شان ایمان الوداع

اے مصلائے خلیل کردگار ‌ ‌ ‌ ‌ اے پناہ بے پناہاں الوداع

الفراق اے سنگ اسود الفراق ‌ ‌ ‌ ‌ اے سواد زلف جاناں الوداع

اے غلاف کعبہ ملبوس حرم ‌ ‌ ‌ ‌ اے بہار خوش نگاہاں الوداع

ہو جاتا ہے کہ

ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدًی للعالمین

اسی عالم میں جو وقت حرم کے مناروں سے اذان کی سامعہ نواز صدائیں بلند ہوتی ہیں اور شیخ المؤذنین قبۂ زمزم سے ابتدا کرتا ہے اس کی پیروی میں ہر منارے سے خوش لحن موزن تکبیر و تہلیل کے نعروں سے ایک پر وقار خاموشی ساری فضا میں پیدا کر دیتے ہیں جس سے شہنشاہ ازلی کی عرفانی سلطنت کی ہیبت دلوں پر طاری ہو کر نیازمندوں میں نازعبدیت پیدا کر دیتی ہے کہ زہے نصیب ہم اسوقت کس مالک الملوک کے دربار میں حاضر ہیں بظاہر اظہار تذلل حقیقۃ شان عبدیت کا احساس فخر بقول فصیح الملک داغ

اللہ رے مرتبہ مرے عجز و نیاز کا
گویا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا

جن گردن فرازوں کو اپنی بڑائی کا گھمنڈ ساری عمر غریبوں کو حقارت سے دیکھنے کی تعلیم دیتا رہا یہاں انکی انانیت فنا ہو رہی ہے۔

سپہدار او گردن کشاں آں زماں گرفتند زاری سوی آسماں

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی

ابواب رحمتک بندگی کی کیفیت سرور افزا ہونے لگتی ہے بڑے

اشتیاق سے بیت اللہ پہ نظر پڑتی ہے تین مرتبہ اللہ اکبر لا الہ

الا اللہ کہکر دعا مانگنے کا روحانی کیف حاجی کو سراپا عبادت بنا دیتا

ہے دعا کی قبولیت کا تو کیا کہنا خود دعا کس قبولیت سے کم ہوتی

ہے حطیم پہ نظر کیجیے تو آغوش رحمت بنا ہوا میزاب رحمت کا نظارا

کیجیے تو کیا یک جیسے کوئی سنہرا چہرہ بے نقاب ہوجائے مطاف

کے ہجوم میں عاشقان الہیٰ کی ازخود رفتگی اور باہوش وارفتگی دا

طارب مقام ابراہیم پہ نفل نمازوں کی دھوم چاہ زمزم پہ تشنگان

محبت کی سیرابی حنفی وشافعی ومالکی وحنبلی مصلوں پہ تلاوت

قرآن کریم کا پاک منظر چھا رہا تب نمازیوں کی کثرت سجدہ

گزاران حرم کی دھوم دھام اور اسی ہجوم عام میں دولھن بنا

ہوا کعبہ نگاہوں کے سامنے جیسے زمین پہ عرش معلیٰ سیاہ غلاف

کی جھلک سیاہ کاروں کی نجات سہارا۔

شفیق — کسکے گیسو کی تجلی ہے غلاف کعبہ

جس سے وابستہ ہیں امیدیں یہ گنہگاروں کی

نظارہ آیتہ قرآنی کو یاد دلا دیتا ہے اور بیساختہ زبان پر جاری

میں آئے یا نہ آئے لیکن ہمہ تن گوش ہوکر وہ سنتا ہے حقیقت
تو یہ ہے کہ خطبہ ہو یا اذان قرأت ہو یا تسبیح و تلاوت ان
عبادتوں کا وہاں کیف ہی جداگانہ ہوتا ہے نفس کی سرکشی کسی
عبادت میں سدِ راہ نہیں ہوتی جیسے نفس امارہ وہاں نفس امارہ
نہیں رہ جاتا گویا اسکی طرف سے خود عبادت کا تقاضا ہوتا ہے۔
خطبہ کے بعد نمازیوں کی صفیں جب چار جانب سے کعبہ کا احاطہ
کرلیتی ہیں تو اینما تولوا فثم وجہ اللہ کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے سمت
[illegible] کی قید باقی نہیں رہتی ہر طرف قبلہ ہی قبلہ ہوتا ہے اور سا
[illegible] تجسیم وغیرہ کا کوئی سوال نہیں ہوتا اس لئے نمازی کے [illegible]
سے گذر جانا بھی جائز ہو جاتا ہے [illegible] روحانی لذت کے ساتھ
نماز ختم ہوتی ہے بعد فراغ نماز جگہ جگہ قرا و حفاظ بلند آواز
سے حجازی لحن میں قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے ہیں لوگ جگہ
جگہ انکی قرأت سے ذوق اندوز ہوتے ہیں۔ وہ ہر دروازے
سے نمازیوں کا ہجوم کیساتھ نکلنا کچھ دعائیں پڑھنا کر [illegible] تلاوت
میں مصروف ہو جانا ایک طرف عین شدید گرمی اور دھوپ
میں مطاف میں طواف کرنیوالوں کا عاشقانہ چکر حجر اسود پر
عشاق کا اژدہام مقام ابراہیم پر نفلوں کی کثرت بیر زمزم

ہمہ بندۂ بے گناہ تو ایم بہ بیچارگی دادخواہ تو ایم

ختم اذان کے بعد دعاؤں کا خشوع و خضوع، جوش انابت، ذوق طالب، عبد ین کا اخلاص، آنکھوں کے آنسو، امیر و غریب، شاہ و گدا کی یکسانیت، مسکنت و بیچارگی کی حقیقی مثال، فقران ملت کے خانہ امید میں چراغ روشن کر دیتی ہے کہ حقیقۃً کسی مغرور و سرکش کو کسی پر کوئی برتری حاصل ہے اسی جبار و خلاق وہاب و رزاق کے بندے ہم بھی ہیں جسکے در پہ یہ سرفرازان عالم گردن جھکائے ہوئے وتعز من تشار وتذل من تشار بیدک الخیر انک علی کل شیئ قدیر کا اعتراف کر رہے ہیں پندار ذلیل ہو رہا ہے بندگی و خاک نشینی اوج پذیر ہو رہی ہے۔ احکم الحاکمین کی شان صمدیت گویا غریبوں کا انتقام لے رہی ہے اور غربائے اسلام نخوت والوں کی صف میں دوش بدوش پوری برابری اور مساوات کے ساتھ اپنے کردگار کی یاد میں یہ کہکر سرمایہ پرستوں کا مذاق اڑا رہے ہیں

کسے را کہ خواہد کند ارجمند
زلیخی برآرد بہ چرخ بلند

خطیب جسوقت عربی لحن میں خطبہ شروع کرتا ہے حاجی کی سمجھ

یہاں تک پختہ سڑک ناتمام طور پر بہو نچگئی ہے اس سے آگے وہی کچی ناہموار مگر خود آرا سڑک جو قافلوں کے گذرنیکے لائق کسی حد تک قدرتی طور پر ایک چالو راستہ بن گئی ہے کبھی کبھی بس چلتے چلتے زور سے اچھل پڑتی ہے بار بار مسافر ہچکولے کھاتے ہیں لیکن کون بتائے کہ یہ ہچکولے کتنی خوشی سے گوارا ہوتے ہیں نادور میدان ہی میدان نہ کوئی آراستہ بازار نہ گل وگلزار پھر بھی بالکل بلا مبالغہ راہ اتنی خوشگوار کہ شمائم کشمیر کا تصور دل پہ بار -

لطیف و دلکش و آب و ہوائے مبارک منزل و فرخندہ جائے

دیکھنے میں سونا میدان جنگل ویران لیکن فرحت قلب و انبساط روح کا ذسامان کر -

چہ دشتے رشک فردوس بریں بود
خیابان درخیابان حور عین بود

بس ہوا سے باتیں کرتی ہوئی رواں تھی درمیانی منزلوں کو چھوڑ کر دمیان کے بعد رابغ میں سرِ شام ہا را دو شب باشی بس کو روک دیا گیا نماز مغرب کے بعد کھانا پینے فارغ ہو کر بستر لگا یا گیا اب چاندنی کا ہلکا فرش نخلستان کا حجازی منظر دل مست نظر ست ہوا مست فضا مست -

کے ساقیان باصفا کا جگہ جگہ سیراب کرنا اسلام کی وہ شان اور توحید کا وہ دبدبہ سامنے ہوتا ہے کہ لمحہ لمحہ ایمان تازہ ہوتا ہے اور معبود برحق کی بندگی شاہی سے بہتر نظر آتی ہے۔

امید خلعت شاہی ندارم   شرف دارم ہمیں داغ غلامی

مدینۃ الرسول

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام
ہیچو کاہِ عاجزم کوہِ گناہ آوردہ ام

حج فرض میں مستحب یہ ہے کہ پہلے مکۂ معظمہ جائے اور حج نفل میں اختیار ہے جہاں سے چاہے ابتدا کرے راقم الحروف اگلے سال فرض ادا کر چکا تھا لیکن اب کے سال بھی حج سے فراغت حاصل کر کے ... المحبوب کے لئے سامان سفر کیا۔ جدے تک مکۂ معظمہ ... جدا ہونے کا قلق دل کو تکلیف دے رہا تھا جدے سے آگے ... ہی طیبہ کی کشش محسوس ہونے لگی اور منزل ڈھیان ... قریب آتے ہی دیار نبی کی روح افزا ہوائیں دل کے ہر نقش کو مٹانے لگیں۔ بقول حضرت مولانا انیق جونپوری۔

... میں جان پڑ جاتی ہے جسدم   نظر آتے ہیں آثار مدینہ

آثار کچھ اور بھی نمایاں ہونے لگتے ہیں کہیں کہیں سر سبزی دور دور تک بدوی قبائل کے چھوٹے چھوٹے جھپروں کے گاؤں پنجۂ مریم کے پودے نخلستان - زیادہ تر تا حد نگاہ ببولوں کے درخت جنکی ہر نوک خار سے کسی کی پاک نوک مژہ کی یاد تازہ ہوتی تھی -

طیبہ کے وادیوں کی بہار ریں نہ پوچھئے
ہر خار میں ہے جلوۂ مژگان مصطفےٰ

میبحار سے آگے قریش کی منزل پھر اسکے بعد ذرا انتظار کے بعد مفرحات کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے جو دور تک چلتا ہے مفرحات کی سرحد بیر علی پر ختم ہوتی ہے یہی کوہ مفرح وہ مقام فرحت خیز ہے جہاں با ادب ایمان والے عشاق رسول برہنہ پا ہو جاتے تھے اور پہاڑ کی بلندی سے سبز گنبد کا نظارہ کرتے تھے اسی کوہ مفرح کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس پہاڑ پر ایک خاص تجلی کا ظہور ہے شیخ کی نگاہ بصیرت کا کیا کہنا ہم شیخ کے نیاز مند حدود مفرحات میں جو محبوبیت محسوس ہو رہی تھی وہ خود ارباب بصیرت کے مشاہدۂ تجلی کا ثبوت ہے -

مقام ذوالحلیفہ یعنی منزل بیر علی کے دیکھنے کا مشتاقان طیبہ کو انتظار رہا کرتا ہے اور یہاں پہونچکر بے حد و بے انتہا زائرین

نخلہا چادر مہتاب بردوش　　　خانہ ہا سبز ارم در آغوش

طیبۂ طاہرہ کی خوشبو اسی مقام سے آنے لگی۔

مولانا انیق　　آنے لگی طیبہ سے نسیم طرب انگیز
مکے سے مدینے کے جو میدان میں آئے

بے اختیار جی چاہا کہ اس جگہ زمزمہ سنجی کروں آخر کچھ گنگنانے لگا اور عالم کیف و سرور میں چند شعر موزوں ہو گئے۔

شفیق صدیقی

اُجالی رات یہ میدان رابغ　　　سلامت باد نخلستان رابغ
مدینے کا تو پھر کیا پوچھنا ہے　　　بہارِ خلد ہو قربان رابغ
غنیمت ہے یہ وقت ہم نشینی　　　ملینگے پھر کہاں یاران رابغ
یہاں آتی ہے خوشبوئے مدینہ　　　مبارک ہو تمہیں سکان رابغ

شفیق، اسوقت ہے کیا روح پرور
ترانے کیلئے عنوان رابغ

نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب کے وقت رابغ سے روانگی ہوئی دوپہر کو ایک چھوٹی سی منزل پر کھانے پینے کیلئے تھوڑی دیر قیام ہوا تھا پھر بس روانہ ہوئی تو مسجد پہ جا کر ٹھہری مسجد سے دیار حبیب کے

ہرچند کہ حج فرض میں حج کے بعد ہی مدینے کیطرف روانہ ہونا مستحب ہے لیکن اگر آپ اس میقات سے گذریں کہ مکۂ معظمہ جاتے ہوئے مدینۂ منورہ راستے میں واقع ہو تو خواہ فرض حج ہو یا نفل بہرحال روضۂ انور کی زیارت کی تقدیم ہی تقاضائے ادب ہے ابن تیمیہ کی بدولت خواہ مخواہ روضۂ انور کی زیارت کے لیئے شد رحال کی ایک بحث پیدا ہوگئی ہے بدعقیدگی کا خدا برا کرے ابن تیمیہ جیسا علامۂ عصر نحو کا مشہور مسئلہ تک بھول جائے لاتشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد والی حدیث میں مستثنیٰ منہ مستثنیٰ کی جنس ہی سے تو ہوگا پھر شد رحال الی المسجد اور شد رحال بقصد روضۂ منورہ میں کیوں فرق نظر نہیں آیا۔

روضہ و مسجد کے فرق کے ساتھ مقصد بھی جداگانہ ہے مسجد مقام عبادت ہے روضۂ پاک جائے زیارت عبادت اور زیارت کے احکام ایک کیونکر ہو سکتے ہیں مسجد کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر محلہ میں ہے تو اسے چھوڑ کر دور کی مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے جانا خلاف اولیٰ ہے جب محلہ کی مسجد کو چھوڑ کے اپنے ہی ضلع اور قصبہ کی دوسری مسجد میں جاکر نماز پڑھنا شرعاً ناپسندیدہ ہے تو پھر جونپور سے دلی کی جامع مسجد یا لکھنؤ سے جونپور کی شرقی مسجد میں نماز پڑھنے

با اخلاص کو مسرت و فرحت حاصل ہوتی ہے افسوس کہ یہ مقام خلد آئین شب میں گذر گیا اور شب ہی میں ہم لوگ مدینے پہونچ گئے راہ کے مناظر دیکھنے میں نہ آئے بدوی قبائل کی چھوٹی چھوٹی بچیاں یا نبی سلام علیک پڑھتی ہوئی زائرین کے گرد جمع ہو جاتی ہیں رات کا وقت ہونیکی وجہ سے انکے گیت بھی سننے میں نہ آئے معلم کو اطلاع کرنے سامان اتارنے جگہ حاصل کرنے میں کافی رات گذر گئی۔

زیارت

ناظرین کو یقین کرنا چاہئے کہ ہم جو کچھ لکھینگے وہ مستند کتابوں سے ماخوذ ہوگا لیکن عبارتیں نقل کرنے اور ترجمہ کرنے میں بہت صفحے بڑھ جائینگے کاغذ اور کتابت کی اجرت بڑھیگی اور سوا اسکے اتنا معلومات کے نتیجہ بھی کچھ نہیں بجز اپنی وسعت معلومات لیاقت علمی کی داد لینا منظور نہیں علماء ملت کے سامنے پیش کرکے میرے انداز تحریر کا معیار معلوم کر لیجئے گا انشاء اللہ ہو جائیگا آمدم بر سر مطلب اللہم صلی علی سیدنا محمد و آلہ بقدر حسنہ

تو اے بیمار در دِ دل مسیحا را چہ می جوئی

طبیب مہرباں این جا دوا این جا شفا اینجا

قلوب کھنچتے ہیں ان سے نسبت رکھنے والوں کے آستانوں کو وہ برگزیدگی حاصل ہے کہ خلقت بغداد و اجمیر کربلا و نجف اشرف اور ہزاروں درگاہوں کیطرف کھنچی چلی جا رہی ہے تکبیر کے نعرے بیشمار گذرگاہوں سے بلند ہوتے ہیں اور ان درگاہوں کی بدولت ہر جادۂ منزل سے اسلامیوں کے قافلے توحید و رسالت کی روشنی پھیلاتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

میں تو کہونگا کہ سجد کیلئے ہی شد رحال کا حکم خصوص للمصلی ہے ورنہ ارشاد قرآنی سیروا فی الارض کی روشنی میں جب تمام روئے زمین کی سیر و سیاحت آثار قدرت کا مشاہدہ بندوں کا حق ہے تاکہ قدرت کردگار بندوں پر کھلا ہو ہر ذرہ ذرہ کرۂ ارض پر خدا کی بادشاہی کا یقین کریں تو آثار الہیہ سے مساجد کیونکر خارج ہوسکتی ہیں تو جسطرح کسب معاش یا تحصیل علم یا اشاعت اسلام یا ملاقات وغیرہ کے لئے سفر کیا جاتا ہے اسیطرح اگر سفر کرکے آثار قدیمہ یا ماثر اسلامیہ کی حیثیت سے اور تاریخی و ملی خصوصیات کی بنا پر تعلق محسوس کرتے ہوئے آثار دیکھے سے پوری آگاہی حاصل کرنیکے لئے مساجد کیطرف بھی سفر کرکے جائے تو کیا

کے لئے شدِ رحال کیونکر جائز ہو سکتا ہے مساجد سے حدودِ اسلامی
کی توسیع ہوتی ہے مسجدیں اشاعتِ دین کا ذریعہ ہیں انکی آبادی
تبلیغِ اسلام اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کا سبب ہے اسلئے بانیِ اسلام
نے مسجد کہیں بھی ہو اسکی اہمیت کو برقرار رکھا صرف تین مسجدوں
کو انکے کمالِ عظمت کی بنا پر خاص کر دیا فرض کیجیے جو نیویارک کے تمام
نمازی تاریخی اور دیگر اہمیت کی بنا پر پانچ وقت کی نمازیں مسجدِ نبوی
اور مسجدِ اقصیٰ میں پڑھنا شروع کر دیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اشاعت
محدود ہو جائیگی کلمۃ اللہ کی جو صدا سیکڑوں طرف سے بلند
ہوتی ہے وہ دو جگہ تک محدود ہو جائیگی اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے
حدود مختصر ہو جائینگے دوسری مسجدیں سونی ہو جائینگی لیکن روضۂ
رسول کریم یا ائمۂ و اصحاب سادات و مشائخ اولیاء اللہ کے
آستانوں کی زیارت سے کونسا عبادت خانہ اجڑتا ہے اور
دین کی اشاعت کا کیا نقصان ہوتا ہے ان زیارتوں سے تو بشرطیکہ
وہ رسوم جہالت اور غلو سے پاک ہوں اور بھی اسلام کی جلالت
آشکار ہوتی ہے دیگر اقوام کے صاحبانِ ہوش و خرد محسوس کرتے
ہیں کہ پیغمبرِ اسلام کو کیسی عظیم الشان مقبولیت حاصل ہے کہ نہ
صرف انکے حرم و معبد اور نہ صرف انکی مسجد کیطرف خلق اللہ کے

حیثیت مذکور ہے مسجد کے مصلی کی حیثیت اور مسجد کے زائر کی حیثیت میں فرق ہے لہذا زیارت روضۂ انور کی ہو یا مزارات بزرگان دین کی ہو یا زیارت مساجد کی ہو نفس زیارت کیلئے شد رحال ممنوع نہیں البتہ صلاۃ فی المسجد کی جہت سے سفر مساجد کیطرف ممنوع ہے۔

روضۂ انور کی زیارت کا ثبوت آیۂ قرآنی سے

علماء امت نے ذیل کی مندرجہ آیت نمبر ۱ سے بارگاہ رسالت میں زیارت کیلئے حاضر ہونا ثابت کیا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما

ترجمہ اے رسول اگر وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے آپ کے پاس حاضر ہوتے پھر اللہ سے استغفار کرتے اور آپ بھی انکی مغفرت چاہتے تو بیشک وہ اللہ کو پاتے توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان۔

قدیم علماء اہلسنت کے علاوہ اس دور میں نجدیوں اور غیر مقلدوں سے ہٹ کر ایک درمیانی جماعت احناف دیوبند کی ہے علماء اہلسنت اور احناف دیوبند دونوں حضرات کے نزدیک

مضائقہ ہے ہاں نماز پڑھنے کے لئے لوگ دہلی کی جامع مسجد جانے لگیں تو یہ رسم قائم ہو جائیگی مشہور مساجد کی آبادی اور عام مسجدوں کی بے رونقی ہوگی لہذا ہادی اسلام نے اس خطرے کا دروازہ بند کر دیا مسجد میں نماز پانچ وقت ہوتی ہے اور کسی مسجد کو دیکھنے کیلئے کوئی کبھی اتفاق سے جاتا ہے لہذا حدیث لاتشد الرحال میں صلاۃ فی المسجد اور زیارت المسجد کا فرق بھی مدنظر رکھنا پڑیگا جب آثار قدیمہ کو دیکھنے کیلئے سیاحت کیلئے سفر کرنا شریعت نے جائز رکھا ہے تو اگر زیارت المسجد کیلئے کبھی کسی نے سفر کیا تو وہ کیوں ممنوع ہوگا میرے نزدیک حدیث میں نہی عابد و مصلی کی حیثیت کو مدنظر رکھکر ہے ائر کی حیثیت زائر کی مراد نہیں میرے قول کی تائید مسند امام احمد کی حدیث سے بھی ہوتی ہے ملاحظہ ہو۔

لاینبغی للمصلی ان یشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی

ترجمہ نماز پڑھنے والے کو مسجد حرام مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے سوا کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کا اہتمام نہ کرنا چاہئے۔ غور کیجئے اس حدیث میں صاف طور پر حکم شد رحال کے ساتھ مصلی کی۔

ہیں اور جسمیں پاکبازی اور جود و رحمت ہے۔ محمد بن حرب کہتے ہیں کہ اس اعرابی کے لوٹ جانیکے بعد میں نے آنحضور کو خواب میں دیکھا کہ آپ بشارت دیتے ہیں کہ اس اعرابی سے جاکر ملو اور خوشخبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے تیرے گناہ بخش دیئے۔

خدا کے لیئے اس حدیث کو پیش کر کے کہیں آپ بھی جالیوں کے سامنے لوٹنا نہ شروع کر دیجیئے گا غلبۂ حال کی تقلید نہیں کیجاتی ہاں اگر آپ پر بھی وہی کیفیت طاری ہوجاتے جو اس خوش نصیب اعرابی پر طاری ہوئی تھی تو آپ لوٹنے نہ جائینگے لیکن نقالی جائز نہیں۔ اکثر لوگ روضۂ انور کی جالیوں کو ہاتھ لگاتے ہیں چومتے ہیں آپ کو اس سے بچنا چاہیئے وہ مقام ادب ہے ایک گز کے فاصلہ پر با ہزاران ادب سلام عرض کیجئے۔

حضرت ابن عمرؓ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے روضۂ مقدسہ پر زیارت کے لیئے حاضر ہوتے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضؓ شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے جو آپ کی طرف سے آستانۂ مبارک پر سلام پہونچاتا تھا۔

حضرت فاروق اعظم رضؓ نے بیت المقدس میں کعب احبار سے فرمایا

حضور انور علیہ التحیۃ والثنا حیات النبی ہیں لہذا مسئلہ حیات انبیا پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں اور حیات ظاہری کے بعد آج بھی در دولت پر حاضر ہونیوالے آیت کی بشارت کے مستحق ہیں نیز اس تصریح کی بھی ضرورت نہیں کہ آیت کا مورد خاص ہے اور مقصد عام ہے۔

اب ناظرین کی تسکین کے لئے چند مستند حکایتیں اثبات زیارت میں ترجمہ کے الفاظ کیساتھ لکھتا ہوں جس سے آیت پر عمل امت ثابت ہوتا ہے۔ حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور خیر الورٰی کی زیارت کر کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ولو انہم الخ لہذا میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آپ کو اپنا شفیع بنانے کے لئے حاضر ہوا ہوں یہ کہکر وہ بہت رویا پھر اسنے دو شعر پڑھے پہلا شعر یہ تھا۔

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ
فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

یا رسول اللہ اس قبر پر میری جان قربان ہو جسمیں آپ جلوہ افروز

سے آواز آئی کہ قد غفر لک یعنے تو بخشا گیا۔

اگر خیریت دنیا و عقبےٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن

اب تائید زیارت میں چند حدیثوں کا صحیح ترجمہ بھی ملاحظہ کر لیجئے
۱۔ فرمایا حضور نے جو میری قبر کی زیارت کرے اس پر میری شفاعت واجب ہے۔
۲۔ رسول اکرم نے فرمایا کہ جو شخص میری وفات کے بعد حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کو آئے وہ مثل اس زائر کے ہوگا جسنے مجھے حیات ظاہری میں دیکھا۔
۳۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔
۴۔ جو بغیر کسی دوسرے مقصد کے صرف میری زیارت کو آیا وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا مستحق ہو گیا۔
۵۔ جس کے لئے مدینے میں رہکر موت کا شرف حاصل کرنا ممکن ہو اسکو چاہیئے وہ شرف موت وہاں حاصل کرے پس جو شخص وہاں مرےگا میں اسکی شفاعت کرونگا۔

گو اکثر محققین حدیث نے ان احادیث کے سلسلۂ سند میں کلام کیا ہے اور انکو ضعاف میں شمار کیا ہے لیکن محققین ہی کا یہ

کہ اے کعب کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مدینے
چلو اور سردار انبیاء کی زیارت کرو کعب احبار روانگی کیوقت
فاروق اعظم کے ساتھ ہوئے اور مدینہ منورہ کی زیارت کو حاضر ہوئے
فاروق اعظم رضی ہی کے عہد خلافت کا واقعہ ہے کہ سیدنا حضرت بلال رض
نے خواب میں دیکھا کہ سرور کائنات تشریف لاتے ہیں اور فرما رہے
ہیں کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تم کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتے
حضرت بلال کی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ بے چین ہو کر مدینہ طیبہ کی
طرف چل پڑتے ہیں جب روضۂ پرنور پہونچتے ہیں تو مزار اقدس
سے منہ ملنے لگتے ہیں یہاں تک کہ روتے روتے بیہوش ہو جاتے ہیں۔
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے تین دن بعد ایک
اعرابی آکر بیٹھا یا نہ قبر شریف پر گر پڑا اور خاک پاک پر لوٹ لوٹ کر
کہنے لگا یا رسول اللہ جو کچھ خدا سے آپ نے سنا وہ ہم نے آپ سے
سنا جو کچھ آپ نے خدا سے سیکھ کر یاد کیا اسکو ہم نے آپ سے سیکھ
کر یاد کیا اور آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ولو انہم اذ ظلموا الآیۃ
میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب میں حاضر ہو کر دعائے
مغفرت کا خواستگار ہوں اس مخلص کی آہ و بکا پر قبر شریف

سوئی ہوئی تھی خدا جانے کہاں غیرت انساں
برسوں نہ بجھے جنگ کے شعلے وہ جہالت
عربوں کی لڑائی تھی کہ اک آگ کا طوفاں
دختر کا گلا گھونٹنے میں فخر شرافت
خونخوار درندہ تھا کہ اس دور کا انساں
وہ فسق و فجور اور وہ دور مے و مینا
میلوں میں وہ شوخی کہ حیا سر بگریباں
اس قسم کے بگڑے ہوئے کب راہ پہ آتے
بھولیگا نہ اے ہادی بطحیٰ ترا احساں

مطلع

کی ہم کو عطا دولت دیں دولت ایماں — یارب ترے صدقے ترے محبوب کے قرباں
حیراں ہیں عقلیں علماؤ حکما کی — کہنے کو تو امی ہے مگر حامل قرآں
ماحول میں اک ظلم کا سیلاب مگر وہ — غمخوار یتیماں و مددگار غریباں
وہ شوکت رفتار کہ قدموں پہ زمانہ — وہ لذت گفتار کہ اعجاز نمایاں

دربار مصطفےٰ کا شرف پوچھئے کیا ہو
جبریل امیں بھی ب پاک کے درباں

بھی قول ہے کہ کثرت روایات سے ان حدیثوں کی تقویت ہوتی ہے علاوہ اسکے میں یہ کہونگا کہ حدیث قوی ہو یا ضعیف ان روایات سے کم از کم اتنا تو ہے کہ سلف صالحین کے وقت سے مذاق اُمت کا پتہ چلتا ہے یہ روضۂ انور کی زیارت والی حدیثیں جس مرتبہ کی بھی ہوں لیکن خیر القرون سے یہ زیارۃ تصورات کے اندر رہے اور اُمت کا اس مسئلے میں انداز بیان عقیدتمندانہ چلا آتا ہے دل کی تشفی کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

قصیدہ عطر بو حضرت مولانا اثیق جونپوری علیہ الرحمہ

یادگار فصیح الملک داغ

گزرا ہے اک ایسا ہی زمانہ کہ جب انسان
تھا دہر میں بیگانۂ رسم و رہ عرفان

مخلوق خدا وندوں کے بیاں کے پجاری
کہتے تھے کہ ہم لوگ ہیں کعبے کے نگہبان

اصنام ہی اصنام تھے اللہ کے گھر میں
تصویر براہیم تھی انگشت بدندان

وہ کفر کا سیلاب کہ العظمۃ للہ

تیرا ہی جمالِ ازلی دیکھ رہا ہوں
اک عرش کی قندیل ہے ہر شمعِ شبستان

سرشار ہوں میں بھی ترے جامِ ازلی سے
با فیضِ نگاہِ کرم بادہ فروشان

یہ ہے مرے پیرانِ طریقت کی توجہ
میں اور یہ دار الشرف و مہبطِ قرآن

مطلع

[illegible] مدینے کی زمیں تک آیا
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] تجھے [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

مشتاق تجھے دیکھ کے ہوتا ہے [illegible]
[illegible]

[illegible] کی راہ نہ وہ تشنہ لبی ہے
آسودہ ہوں [illegible]

[illegible] ہوئی بارگہ سیدِ عالم
[illegible]

اے اہلِ حجاز آؤ سنو نعت کے نغمے
آیا ہے بڑی دور سے حسان کا ثناخوان

کعبؓ ابنِ زہیرؓ ابنِ رواحہؓ کی بدولت
ناچیز کو بھی یاد ہے مدحِ شہِ ذیشان

گذری ہے مری عمر فقط نعتِ نبیؐ میں
اشعار میں ہے ترجمۂ آیۂ قرآن

مطلع

اُنکے وطن پاک پہ گھربار ہو قربان — آداب و تحیات و سلام بصد ارمان

پوچھو نہ جمالِ اسحر وادیٔ طیبہ — آئینہ دکھاتی ہے جہانِ شامِ غریبان

ذرّے بھی جہاں کرتے ہیں دعویٰ انا الشمس — والفجر کی تفسیر جہاں صبح درخشان

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible] اسلام ہے [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — معلوم ہوا آج کہ کیا چیز ہے ایمان

[illegible] — دنیا میں اسی گھر کی بدولت ہے مسلمان

[illegible] اس پاک حرم سے — روضہ ترے محبوب کا ہوتا نہ اگر [illegible]

ہے قبلۂ صاحب نظران شہر مدینہ — جس روز سے پہونچا ترا پیغمبر ذیشان

محبوب کا گھر بھی ہے ترا آئینہ خانہ — ہر چیز سے تیری ہی تجلی ہے نمایان

جلد ہلاک کریگا جسطرح نمک پانی میں جلد گھل جاتا ہے ۔

ے مدینے کی راہوں میں ملائکہ محافظ ہیں وہاں طاعون اور دجال کا گذر نہ ہوگا ۔

اس پر تمام علمار کا اتفاق ہے کہ تمام بلاد عالم میں سب سے افضل مکہ اور مدینہ ہے البتہ ان دونوں مقدس شہروں میں کسکو افضل قرار دیا جائے یہ مسئلہ صحابہ کرام کے وقت سے اختلافی ہے مجھے اس باب میں سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کا قول بہت پسند ہے آپ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کو چھوڑ کر سارے مکہ پر مدینہ فضیلت رکھتا ہے اور جائے قرانوار کے باب میں علمائے حنفیہ کا فتوا یہ ہے :

انہا افضل مطلقا حتے من الکعبۃ و العرش و الکرسی ۔

یعنے قطعہ خوابگاہ مبارک مطلقاً افضل ہے حتے کہ بیت اللہ شریف اور عرش و کرسی سے بھی بزرگتر ہے ۔

فضیلت مابین قبرانور و ممبر مطہر

فرمایا آپ نے میرے گھر اور ممبر کے درمیان جنت کے باغوں میں

مدّاحیؔ محبوب کہاں اور کہاں میں یا ۔ ہے بندۂ ناچیز یہ اللہ کا احساں

ہاں زمزمۂ نعت مبارک ہو انہیں آج

کہتے ہیں عرب والے تجھے ہند کا احساںؔ

احادیث فضائل مدینہ

فرمایا آن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

۱۔ اے میرے اللہ مدینے کو مکے کیطرح یا مکے سے زیادہ میرے لئے محبوب بنادے اور مدینے کو بیماریوں سے پاک کردے اور برکت دے ہمارے لئے اس شہر کے صاع و مدین۔

۲۔ ابراہیمؑ نے مکے کو حرم بنایا اور مکے کیلئے دعائے برکت فرمائی اور میں نے مدینے کو حرم بنایا اور اسکے صاع و مد کیلئے دعا مانگی مثل دعائے ابراہیمؑ کے مکے کیلئے۔

۳۔ مدینے کی تکالیف پر جو صبر کریگا میں قیامت کے دن اسکا شفیع ہونگا مدینہ پاک کردیتا ہے برائیوں سے جیسے آگ چمکا دیتی ہے چاندی کو۔

۵۔ اللہ تعلیٰ نے مدینہ کا نام رکھا طابہ۔

۶۔ جو اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کریگا اسکو اللہ تعلیٰ اسقدر

عذرا - قدسیہ - شافیہ - محبوبہ - مبارکہ - طیبہ - طابہ - طیبّہ - ناجیہ
حرم النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے نزدیک قرآن عظیم کی روشنی
میں مدینۃ الرسول کا نام ارض اللہ بھی ہے کہ اللہ نے اسکی زمین
کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے ہجرت سے پیشتر مدینے کو یثرب کہا جاتا
تھا آج بھی یثرب کے نام سے ایک پرانی بستی باقی ہے ممکن ہے
عہد رسالت میں شہرت زیادہ تر اسی علاقہ میں رہی ہو تاجدار
طیبہ کی تشریف آوری کے بعد اسے مدینۃ الرسول پھر مطلقاً مدینہ
کہنے لگے اب مدینۂ پاک کو یثرب کہنے سے علماء دین منع فرماتے ہیں
کیونکہ یثرب مشتق ہے ثرب سے اور ثرب کے معنے فساد کے ہیں لہذا
مدینۃ المحبوب جو فساد و شر کو دور کرنیوالا شہر ہے اسکو یثرب
کہنا تقاضائے ادب کے خلاف ہے چنانچہ ابو یعلی اور امام احمد
فرماتے ہیں کہ جو مدینۂ ناجیہ کو یثرب کہے اسکو استغفار کرنا چاہیے

طوبیٰ لاہل بلدۃٍ فیہا النبیّ المحتشم

خوشبوئے مدینہ

حضرت [illegible]

جب کبھی ہوتا ہے طیبہ میں گذر
مست کر دیتی ہے خوشبوئے رسول

سے ایک باغ ہے اور میرا ممبر میرے حوض کے اوپر ہے۔ بعض روایتوں میں بجائے بیتی کے حجرتی کا لفظ ہے مآل ایک ہے وہی حجرہ آپ کا بیت اقدس تھا اور اسی میں آپ کی قبر پر نور ہے اسلئے اسکی تفسیر فقط قبر سے بھی ہوتی ہے اور ممبر شریف کے حوض پر ہونیکا مطلب یہ ہے کہ وہ حوض کوثر پر پہونچا دیا جائیگا اسی طرح قبر و ممبر کے درمیانی مقام کے باب میں بھی علما کی کثرت رائے یہی ہے کہ وہ قطعہ مبارکہ روز قیامت اُٹھا لیا جائیگا۔

اسمائے مدینہ

حضور کے اسمائے طیبہ کی طرح آپ کے شہر اقدس کے نام بھی کثرت سے ہیں اور کثرۃ الاسماء تدل علی شرف المسمٰی یعنے ناموں کی کثرت مسمٰی کے شرف پر دلالت کرتی ہے صاحب وفاء الوفا نے نناوے سے زیادہ نئو کے قریب نام گنائے ہیں اور اپنی تحقیق پر فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ سے زیادہ کسی شہر و دیار کے نام مجھے نہیں معلوم ہوئے شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی اکثر ناموں کو جذب القلوب میں وجہ مناسبت کیساتھ ذکر کیا ہے جسکا ماخذ یہی وفاء الوفا ہے اسمائے ذیل میں بہت ہی زیادہ حسن اور محبوبیت ہے۔

کی شہادت اور انکا تجربہ مصدق ہے

آنکھیں اپنی آنکھیں ہوں بینا و روشن
جو ٹپہ جائے خاکِ نعالِ محمدؐ

منازل مدینہ

عہد سعودی سے پہلے کے سفرناموں میں مکے سے مدینے روانہ ہونیکے چار راستے بیان کئے گئے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے
۱ طریق سلطانی ۲ طریق ذہبی ۳ طریق غائر ۴ طریق شرقی
ان راستوں کی جن درمیانی منازل کا ذکر کیا گیا ہے انکے اسماء وحالات پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ موٹر اور بس وغیرہ کے جاری ہوجانے سے کوئی اور نیا راستہ پیدا کر لیا گیا ہے یا اگلے راستوں ہی کی منازل کے مجموعے سے ایک پانچواں راستہ پیدا ہوگیا یا اکثر منزلوں کے نام بدل گئے امسال جیسے جاتے ہوئے جو منزلیں نظر آئیں وہ حسب ذیل ہیں۔
۱ دھبان ۲ ثول ۳ رابغ ۴ مسیجید ۵ قریش ۶ بیر علی۔
اگلے سال بھی منازل مبارکہ درمیان میں ملی تھیں انکے علاوہ

ارباب عقیدت اور ذوق صحیح رکھنے والے مومنین کو وہاں کی فضا میں اور ہر ذرۂ خاک ودر و دیوار میں اچھی مہک محسوس ہوتی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدینۂ پاک کی طرف بوئے بد کی نسبت کرنیوالا واجب التعزیر ہے خصوصاً وہاں کے گل سرخ کی بوئے لطیف نہایت خوش کیف ہوتی ہے۔

اے گل بتو خورسندم تو بوئے کسے داری

وہاں مجھے تو غبار راہ میں بھی ایک قسم کی سوندھی خوشگوار بو محسوس ہوتی تھی اور کیوں نہ ہو خود شاہ مدینہ جب سفر سے تشریف لاتے مدینہ قریب آجاتا تو آپ سواری کی رفتار کو شوق وصول میں تیز فرما دیتے اور چادر مبارک کو دوش اقدس سے گرا دیتے تاکہ اس ارض مبارک کی ہوائیں گیسوئے رسالت سے شمیم اندوز ہوں اگر گرد و غبار چہرۂ انور پر پڑتے تو اسے رومال وغیرہ سے صاف نہ کرتے کہ غبار المدینۃ شفاء لکل داءٍ کا اعلان ہے۔ خصوصاً وادی بطحان کی مٹی تو عارضۂ تپ کی مجرب دوا اور بہت سے امراض کا علاج ہے جسکے باب میں علامہ مجد الدین فیروز آبادی اور شیخ جلیل حضرت عبد الحق محدث دہلوی جیسے اکابر دین

تسمیہ معلوم نہ ہو گا مگر بنت رسول سے کسی نسبت کی بنا پر یہ نام ہے تو اس وادی سے اپنی عقیدت اور مستحکم کروں لیکن پتہ نہ چلا پھر بھی اس نام سے دل بیحد انس پذیر ہے ۔

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل خوش است وبس

عسفان ۔ اس منزل میں پانی کی کمی ہے اور اسکے راستے میں گھاٹیاں ایسی واقع ہیں جس میں ایک وقت میں اونٹوں کی ایک ہی قطار چل سکتی ہے اس منزل میں بشر اور حمران کی بستی ہے ۔

خلیص ۔ پانی کی فراوانی ہے اس سے نزدیک ہی مقام واحہ نظر آتا ہے جہاں نہریں جاری ہیں اور باغات نخلستان بھی ہیں اس منزل میں قبیلہ زبید کی بستی ہے ۔

تضیمہ ۔ اسکو قدیمہ بھی کہتے ہیں یہ سمندر کا ساحلی علاقہ ہے یہاں بھی قبیلہ زبید آباد ہے چھپر کے مکانات بنے ہوئے ہیں یہاں گڑھوں میں برسات کا پانی جمع کرتے ہیں جو سال بھر بیتے ہیں قبیلہ زبید کے لوگ اکثر سمندر میں مچھلی کا شکار کرتے ہیں یہی دریائی شکار اور قافلہ والوں کے ہاتھ پانی بیچنا انکا ذریعہ معاش ہے خیر الرازقین اس میں برکت عطا فرمائے

رابغ یہ بڑی فرحت بخش منزل ہے دور تک نخلستان ہے کھجور کے

بھی چند منزلوں کے حسب ذیل نام بتائے گئے تھے القفیہ مستورہ
بیار ابن حصانی وغیرہ جو اسکے نہیں نظر آئیں یا رات میں گذر
گئیں اور مجھے معلوم نہ ہو سکا طرق اربعہ میں طریق سلطانی زیادہ
شاداب بیان کیا جاتا ہے اور پُر کشش بھی زیادہ محسوس
ہوتی ہے نیز اپنی گذرگاہ میں اس راستے کی بعض منزلیں
دکھائی بھی دیں لہذا ناظرین میں وہاں ذوق جادہ پیمائی
پیدا کرنیکے لئے میں اسی راستے کا ذکر تفصیل کے ساتھ کرتا ہوں
وادیِ فاطمہ ۔ اس منزل میں جہاں طائف کے سیلاب کی بدولت
نہایت شیریں پانی جاری رہتا ہے اکثر سرسبز و شاداب
کھیت نظر آتے ہیں یہاں قبیلہ حسین اور قبیلۂ غالب کے
اشراف آباد ہیں قبیلۂ بنو لحیان کی آبادی بھی ہے تبلیغی
جماعت کے چند حجاج وہاں بغرض تبلیغ گئے تھے ان سے معلوم
ہوا وادی فاطمہ کے قریشیوں سے ملکر عہد رسالت کے عربوں
کی تہذیب کا نقشہ نظر آیا وہی رسم مہمان نوازی و شجاعت
اور خیموں ۔ چہروں کی سادہ زندگی جو ایک تاریخی کشش
رکھتی ہے نظر آئی اور بحمد اللہ دین کا احساس جوش اسلامی
بھی بدستور نظر آیا میں نے بہت چاہا کہ وادی فاطمہ کی وجہ

دل میں کیف و سرور زیادہ پیدا ہوتا ہے حالانکہ کسی نسبت خاص کا حال معلوم نہیں لیکن دیگر منزلوں سے زیادہ یہاں دل میں انبساط کی لہریں اٹھیں۔

حمراء۔ یہاں باغات ونخلستان کثرت سے ہیں پانی شیریں ہوتا ہے ٹھنڈے پانی کی نہریں بہتی ہیں یہاں سنترہ لیموں کیلا زیادہ پیدا ہوتا ہے مہندی بھی یہاں کی مشہور ہے کھیرا ککڑی تربوز خربزہ بھی کافی ہوتا ہے اکثر ترکاریاں پائی جاتی ہیں زرخیز خطہ ہے یہاں قبائل حوازم کے لوگ آباد ہیں۔

جدیدہ۔ اس بستی میں پانی شیریں ہوتا ہے قبائل حوازم واحامدہ یہاں آباد ہیں اسکی پہاڑی ٹیلہ کا نام خنیف ہے جہاں عاشق رسول عبد الرحیم براعی کا مزار شریف ہے۔

خانۂ حسن تباں آباد باد   چشم بادروشن دل باشاد باد

بیر عباس۔ یہاں قبیلۂ حوازم وصبیح واحامدہ آباد ہیں پانی کی کمی ہے۔

بیر درویش۔ یہاں رحلہ اور قبائل احامدہ کے لوگ بستے ہیں

آبار علی۔ اس میں قبائل عوف وعمرو کے لوگ بستے ہیں یہاں کا پانی نہایت شیریں ہے یہ مدینہ منورہ کی آخری منزل ہے

کے درختوں کی چھائیں میں تمام صحرا نوردی کی تھکن ختم ہو جاتی ہے پانی بھی کمیاب نہیں حج کے زمانے میں ایک چھوٹا سا بازار بھی بن جاتا ہے یہاں بھی قبیلۂ زبید کے لوگ زیادہ آباد ہیں خلافت عثمانیہ کے زمانہ کا قلعہ بھی ہے جہاں عثمانی فوج رہتی تھی آجکل بھی حکومت سعودیہ کیطرف سے غالباً کچھ فوج رہتی ہوگی چند گھنٹے کے قیام میں ضروریات سے تحقیق کی فرصت نہ مل سکی۔ یہاں سیاہ فام عورتیں گھونگھے سیپ۔ اور نیچہ مریم وغیرہ بیچتی ہیں اور اکثر خریداروں کو متوجہ کرنیکے لیے فاطمہ بنت رسول کی تعریف میں شعر پڑھتی ہیں۔

مستورہ۔ بدر اور ربذہ کا راستہ یہیں سے نکلا ہے ربذہ میں حضرت ابوذرؓ صحابی رسول کا مزار ہے اس منزل کے راستے میں بھی پانی کی کمی ہے۔

بیر الشیخ۔ اس منزل میں قبائل صبح کے لوگ آباد ہیں یہاں کے پانی میں یہ خصوصیت ہے کہ صابون سے جھاگ نہیں دیتا۔

ابیار رابغ حصانی۔ یہاں پانی بکثرت ہے اور یہاں کے باشندے قبیلہ صبح و حوازم گئے ہوئے ہیں اس منزل پر خدا جانے کیوں

شفیق

جب روضۂ انور کا منارا نظر آیا — معلوم ہوا عرش کا تارا نظر آیا
[illegible] گنبد محبوب دل آرا نظر آیا — بیمار کو جینے کا سہارا نظر آیا
پہونچا ہے سر سبز علی تشنۂ دیدار — یا چشمۂ کوثر کا کنارا نظر آیا
[illegible] ہوا ایسا کہ درختوں کا [illegible] — [illegible] چمن آرا نظر آیا
[illegible] — [illegible] نظر آیا

[illegible]

[illegible]

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible] نظر آیا
[illegible] دھوپ میں [illegible] — [illegible] کے خیموں سے [illegible] نظر آیا
[illegible] سے [illegible] کا خیمہ — آوارہ مسافر کا سہارا نظر آیا
[illegible] کی [illegible] — سب کچھ دل شیدا کو گوارا نظر آیا
[illegible] تجلی کہ ہر اک راہ کا ذرہ — خورشید جہاں تاب [illegible] نظر آیا
[illegible] کی صراحی وہ غریبوں کی [illegible] — پیاسوں میں نہ پھر ضبط کا یارا نظر آیا
[illegible] ہے کہ جو ہوگا روح امین ہے — اس در پہ شفیق سخن آرا نظر آیا

شہر اقدس یہاں سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے اسکو مقام ذو الحلیفہ بھی کہتے ہیں یہاں ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے اور بھی کچھ مکانات ہیں مختصر دکانیں بھی چائے وغیرہ کی ہیں جابجا درختوں کے سائے بھی ہیں قرب وجوار میں متعدد کنویں ہیں مشہور کنواں بیر علی ہے کوہ مفرح کی سرحد پر واقع ہے اس کنویں سے پانی کی چھوٹی سی نالی بھی نکلی ہے جس میں پانی جاری رہتا ہے یہیں [illegible] مدینہ کا میقات ہے رسول اکرم صلے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے دلوں میں شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے [illegible] اور اب زائر یہاں سے پاپیادہ چلنے کی کوشش کرتے ہیں بیر علی پر غسل کرکے کپڑے بدل کر خوشبو لگا کر درود شریف پڑھتے ہوئے بارگاہ عالی کی طرف روانگی کا منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ایک طرف بیر علی کی محبوبیت سامنے وادی عقیق کی جاذبیت روضہ محبوب کے مناروں کا دلفریب نظارا زائر فرش زمین پر عرش بریں کی تجلیات دیکھتا ہے ۔

شیشے قائم کئے گئے تا کہ ان سے ٹکرا کر اسکا تموج ہلکا ہو جائے
ان سب وادیوں میں محبوب ترین وادی عقیق ہے۔

ترا جویم بہ ہر کوہ دبیاباں
بیا اے خوش قدے آہو نگاہم

رسول انورؐ ایک مرتبہ وادی عقیق میں تشریف لیگئے اور فرمایا
کہ رات میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے
کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھ لیجیے۔
حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو یہ مقام بجید محبوب تھا۔
حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ رسول
ہاشمی فداہ امی وابی کے ساتھ وادی عقیق پہونچا تو ارشاد
ہوا کہ اے انسؓ ایک لوٹا اس وادی کے پانی سے بھر کر لاؤ
کہ میں وادی عقیق کو محبوب رکھتا ہوں۔
اس وادیٔ جانفزا کی محبوبیت شعراء عرب کے کلام سے بھی
ظاہر ہوتی ہے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

یا صاحبی ھٰذا العقیق نقف بہ

ترجمہ اے دوست یہ وادی عقیق ہے ذرا یہاں ٹھہر جا۔
عبدالسلام ہی یوسف کا مصرعہ بھی کتنا پیارا ہے۔

اودیۂ مبارکہ

پہاڑوں کا بارشی پانی جس نشیب میں جمع ہوجاتا ہے اسکو عربی میں وادی کہتے ہیں اودیہ اسی لفظ وادی کا صیغۂ جمع ہے نواح مدینہ میں چھ وادی ہیں۔
غربی جانب وادی عقیق ہے اور شمالی جانب وادی قناۃ شرقی وجنوبی گوشے میں وادی غادی ہے جو مقام حکر سے چلی ہے اور خودرو کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ میں بل کھاتی ہوئی وادی مذینیب سے آملی ہے وادی مذینیب مدینے سے سات میل جبل اغوات کے محاذی صعب کے پہاڑوں سے نکلکر قلعۂ کعب بن اشرف کے گرد نصف دائرے کی شکل میں غربی رخ کو جھومتی ہوئی وادی غادی سے معانقہ کرتی ہوئی وادی بطحان سے جا ملی ہے وادی بطحان اجشوبنہ کے قریب ہے جسکو اب مرشونیہ کہا جاتا ہے مسجد فتح کی غربی جانب کو چلکر زغابہ پر وادی عقیق سے جا ملی ہے وادی رانونا جبل عیر کے جنوبی حصہ سے بڑے زور میں نکلی ہے اسی لئے اس سے چند میل کے فاصلے پر ایک دوسرے سے متصل تین چھری

مقدس کنوؤں کے نام پر اکتفا کیجاتی ہے ۔

بیر ادریس

بیر حاء

بیر رومہ

بیر لبصہ

بیر غرس

بیر بضاعہ

بیسیرہ

آبار سبعہ کے علاوہ عہد رسالت کے چند اور بھی کنویں باقی ہیں ۔ رسول اکرم ایک دن حضرت انسؓ بن مالک کے گھر تشریف لے گئے جناب انسؓ نے بکری کے دودھ میں اسی کنویں کا پانی ملاکر بنائی اور آنحضور کو پیش کیا آپ نے نوش فرمایا آجکل اس کا نام بیر الحصارم ہے اور باغ عینیہ کے شمال میں رباط اور واقع ہے یہی رباط عہد رسالت میں حضرت انس کا مبارک تھا ۔ اس کنویں کے قریب ایک قبہ ہے جسکے متعلق رہے کہ آنحضرت کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی قبر اسی ہے واللہ اعلم حضرت عبداللہ کا مزار جنت المعلیٰ میں بھی

علی ساکن البطن العقیق سلام

ترجمہ۔ سلام ہو وادی عقیق کے رہنے والوں پر۔
چونکہ صحابہ میں امراء اسلام کے قصور و محلات زیادہ تر اسی وادی عقیق کے کنارے تھے آج بھی شادابی میں یہ حصہ ممتاز ہے کاشت زیادہ ہوتی ہے زمین زرخیز ہے۔
رسول پاک ایک مرتبہ وادی عقیق کی واپسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمانے لگے کہ میں عقیق دیکھکر آیا ہوں نہایت اچھی زمین ہے اور پانی بہت شیریں ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ پھر ہم لوگ وہیں کیوں نہ منتقل ہو جائیں آپ نے فرمایا انکے لوگ وہاں مکانات بنوا چکے اور بستی قائم ہو چکی۔
وادی عقیق کا سلسلہ قبا کے جنوب سے شروع ہو کر شہر کے تمام غربی سمت کو گھیرتا ہوا شمال میں بیر رومہ سے آگے تک ہوتا ہوا اور عرض میں بیر عروہ کے قریب جو سیٹر ہیاں واقع ہیں وہاں سے شاہراہ تبوک الحلیفہ کے آگے بیر علی تک چلا گیا ہے۔

آبار مدینہ

چونکہ تمام قدیم آبار مدینہ کا ذکر آ چکا ہے اسلئے یہاں صرف

سلطان مراد کا زمانہ تھا سلطانی حکم سے نہر کی بڑی مستحکم مرمت ہوئی
پھر ۱۲۱۲ھ میں سلطان سلیم نے اسکے مجرے کی اصلاح و تعمیر
کا حکم دیا پھر ۱۲۲۴ھ میں خدیو مصر محمد علی پاشا نے مرمت کرائی
پھر ۱۳۰۰ھ کے بعد سلطان عبدالحمید خان اعلی اللہ مقامہ نے
از سر نو نہر کو بنوایا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔

مساجد مدینہ

دنیا میں کسی قوم نے اپنے پیشوائے مذہب کے آثار کو اس طرح محفوظ
نہیں رکھا جیسے مسلمانان عالم نے مستند طور پر نسلاً بعد نسل
حفاظت اور خدمت کی اور دیکھ بھال، احترام آرائش و زیبائش
میں بھی کمی نہیں کی دین اسلام کے برحق ہونے کی ایک دلیل
یہ بھی ہے کہ اسکی کتاب قرآن مبین کے ساتھ ساتھ اسکے پیغمبر کے
آثار محفوظ ہیں دیگر اقوام اپنی آسمانی کتاب تک اصل پر باقی
نہ رکھ سکیں اور اسلام میں نہ صرف کتاب اللہ محفوظ ہے
اقوال رسول سیرت رسول وطن رسول منتسبات رسول ایک
ایک محفوظ و باقی ہیں اور ہر دور میں امت کا ہر طبقہ ان سے
اظہار گرویدگی کرتا چلا آتا ہے روضۂ انور کے ہوتے ہوئے

بتایا جاتا ہے۔

بیر السقیا۔ حجاز ریلوے کے اسٹیشن کی جنوبی سمت اس رقبہ میں واقع ہے جسکو اسوقت فلجان کہتے ہیں۔

بیر ابی ایوبؓ۔ جنتہ البقیع کے شمال میں ہے اسکا پانی کچھ شوریت لئے ہوئے ہے۔

بیر عروہ۔ مدینے کے غرب میں وادیٔ عقیق کے کنارے حضرت عروہ بن زبیر کا مملوکہ تھا اسکا پانی اسقدر شیریں اور ہاضم تھا کہ ہارون رشید کو تحفتہً بغداد شریف دار الخلافت میں بھیجا جاتا تھا آج بھی اسکا پانی شیرینی میں مشہور ہے

نہر زرقاء

اہل مدینہ کی سیرابی کا بڑا ذریعہ نہر زرقاء ہے۔ حضرت معاویہؓ نے شام کی نہریں دیکھکر مدینہ میں بھی نہر جاری کرنا چاہی تھی مروان کو اس خدمت پہ مامور کیا مروان کی آنکھ نیلگوں تھی جسکی بنا پہ اسکا نام ازرق مشہور ہوگیا چونکہ نہر کا کام اسکی نگرانی میں ہوا لہذا ازرق کی مناسبت سے نہر کو زرقاء کہا جانے لگا سنہ ۹۲۳ھ میں یہ نہر بہت مرمت طلب ہوگئی تھی عثمانی خلیفہ

مسجد قبا - یہ اسلام کی وہ پہلی مسجد ہے جسکے سنگ بنیاد کو دست محبوب کردگار سے شرف اولیت حاصل ہے قرآن عظیم اسکے شرف پر لمسجد اسس علی التقوی کی شہادت دیتا ہے رسول اکرم اکثر اس مسجد میں تشریف لاتے تھے اور آپ کے بعد شیخین علیہما بھی آپ کی اتباع میں یہاں آیا کرتے تھے دیگر صحابہ کا بھی معمول رہا ترمذی کی ایک روایت ہے اس مسجد پاک کے باب میں یہ الفاظ ہیں۔

الصلوۃ فی مسجد قبا کعمرۃ۔ یعنے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب مثل عمرہ کے ہے ہادی امت علیہ الصلوۃ والسلام جماعت صحابہؓ کے ساتھ خود اس کی تعمیر میں شریک تھے یہاں شنبہ یا دوشنبہ کے دن حاضر ہو کر نفل نماز ادا کرنا چاہیئے مسجد نبوی کے بعد مدینہ منورہ میں ہر جگہ سے زیادہ قبا کی بستی اور اسکی مسجد میں محبوبیت کے آثار نظر آتے ہیں اور دل کو بجد سکون حاصل ہوتا ہے اب کے بھی ایک روز یہاں حاضر ہوا اور اثنائے راہ کے نخلستانوں میں جگہ جگہ ٹہرتا ہوا راستے کے چند کنوؤں کا پانی پیتا ہوا مسجد تک پہونچا عہد رسالت میں یہ مسجد مختصر تھی حضرت عثمان غنی نے اس

دیگر منسوبات کیطرف اہم توجہ نہ ہوئی اور تربت شریفہ کی مرجعیت
آبار و ادودیہ اور مسجد نبوی کے سوا دیگر مساجد وغیرہ سے زیا
وابستگی نہ پیدا ہونے دیتی تو جائے حیرت نہ تھی لیکن عہد رسال
سے آجتک امت اسلامیہ کے عوام وخواص امرا و سلاطین غربا
اہل ثروت مرد و عورت پیر و جوان سب کے دلوں میں ہے نقو
نشانات قدم کی وہ محبت ہے کہ جس جگہ رسالتمآب روحی لہ الفد
کی کسی خاص نسبت کا علم ہوتا ہے وہاں پہونچکر خاک بوسی کا ار
نامحرم دل کو بے چین کرتا ہے اور پہونچنے والا حاضری کی دھن میں
وقت اور پیسے کی کوئی پروا نہیں کرتا جان نثاروں کی شیفتگی
کا یہ عالم تھا کہ جہاں ایک وقت کی نماز بھی حضور نے ادا فرما
وہاں مسجد بنا دیگئی تاکہ یہ جائے مبارک محفوظ ہوجائے نیز
امام بخاری نے ایک مستقل باب اسکے لئے قائم کیا ہے جس
عنوان حسب ذیل ہے ۔

بَابُ المسَاجد التی علی طرق المدینۃ والمواضع
التی صلیٰ فیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ذیل میں ہم ناظرین کی ذوق آرائی کے لئے ان مساجد مقدسہ کا ذکر
کرتے ہیں جنکی زیارت کا شرف حاصل ہوچکا ہے ۔

معمور معلوم ہوتی ہے میں یہاں تنہائی میں دیر تک نفل پڑھکر دعائیں مانگتا رہا اور وہاں سے اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا۔

مسجد جمعہ یہ بھی قبا سے قریب ہے یہاں بنو سالم بن عوف آباد تھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے قبا سے مدینے جاتے ہوئے یہاں نماز جمعہ پڑھی تھی یہ بھی کھجوروں کے جھنڈ میں دور سے نظر آکر دل میں کشش پیدا کر دیتی ہے اور عہد رسالت کے جلوے نگاہوں میں پھر جاتے ہیں اسکے گرد کچھ پرانے کھنڈر سے معلوم ہوتے ہیں جو گذری ہوئی راتوں کی شمع محفل کے سوز پنہانی کو سینے میں دبائے ہوئے ہیں یہاں پہونچکر بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گیا میں بار بار زمین سے خاک اٹھا کر چہرے پر ملتا رہا اور کیا بطرح دل کی بینائی کم نہ ہوتی تھی کاش قیام مدینہ پر بندش نہ ہوتی اور معاشی فکر سے نجات حاصل ہوتی اور نفس پرست اندیشہ گنا نہ ہوتا تو مدتوں اسی پرسکون مسجد میں ذکر الٰہی کرتا اور لغت رسول لکھا کرتا۔

مسجد الفتح - جبل سلع کے غربی کنارے پر ہے جسکے نیچے وادی بطحان رواں ہے یہ بہتر کی تعمیر ہے۔

۱۲- سیڑھیاں چڑھکر صحن مسجد میں لوگ پہونچتے ہیں سنہ

میں توسیع فرمائی پھر حضرت عمر ابن عبد العزیز نے تعمیر مسجد نبوی کے زمانے میں اسکو بھی کچھ وسیع کرکے از سر نو تعمیر کیا اور آہنی

سلاخیں پتھر میں ڈالکر حجری ستون قائم کئے۔ مسقف دالان بنایا۔ اذان کا منارہ قائم کیا اور گلکاری سے آراستہ کیا

ایک مدت کے بعد یہ تعمیر منہدم ہوگئی تو وزیر موصل جمال الدین اصفہانی نے ۵۵۵ھ میں اسکی تجدید کی اور پھر ۷۷۱ھ میں بار دگر تجدید ہوئی ۷۳۳ھ میں ناصر بن قلادون نے

کچھ حصہ تعمیر کرایا پھر ۸۴۷ھ میں سلطان اشرف برسبائی نے اسکی چھت بدلوائی ۸۷۷ھ میں اسکا منارہ گر گیا تو ۸۸۰ھ میں دوبارہ تعمیر ہوا خلفائے آل عثمان میں

بھی کسی نے اسکی مرمت و اصلاح کا کام ہوا اسوقت موجودہ تعمیر بھی ترکوں ہی کی یادگار ہے چنانچہ سلطان محمود ثانی اور ان کے بیٹے سلطان عبد المجید کے نام نامی کا کتبہ مسجد کے دروازہ پر ابتک باقی ہے۔

مسجد بنی بخاری - یہ مسجد قبا جانے ہوئے نخلستان کے سلسلہ میں واقع ہے آبادی میں نہ واقع ہونیکی وجہ سے سونی معلوم ہوتی ہے مگر ویران نہیں ہے سنانے میں بھی بارونق اور

ہوگیا اور اسیوقت آپ نے مسجد اقصےٰ سے کعبۂ معظمہ کی جانب روے مبارک کر دیا چونکہ ایک ہی نماز دو قبلوں کیطرف منہ کرکے پوری ہوئی اس مناسبت سے اسکا نام مسجد قبلتین ہوگیا

مسجد الفضیح - بنو نضیر کے محاصرے کے وقت حضور انور نے یہاں نماز پڑھی تھی - اسکا نام مسجد شمس بھی ہے -

مسجد بنی قریظہ - مسجد شمس سے شرقی جانب ذرا فاصلہ پر حرہ کے قریب ہے یہود بنی قریظہ کے محاصرہ کے ایام میں یہاں سرور انبیا کا قیام رہا -

ان مساجد کے علاوہ مسجد ابوبکر - مسجد عمر - مسجد جبل احد اور چند دیگر مساجد کی زیارت بھی کی اور ان میں نفل نماز ادا کرنیکا شرف حاصل ہوا بعض ایسی مسجدیں بھی دیکھیں جنکے متعلق یہ معلوم نہ ہوسکا کہ عہد رسالت کی ہیں یا زمانہ مابعد کی

مسجد نبوی

حجاز نامے میں تاریخی تفصیل کے ساتھ مسجد نبوی کا تذکرہ ہوچکا ہے کوشش کرونگا کہ اس میں جو مضامین باقی رہ گئے تھے انکو یہاں ذکر کردوں تاکہ اس سفرنامہ کی تازگی باقی رہے

میں قبائل عرب کے دس ہزار آدمی مدینے پر چڑھ آئے جن کے ساتھ یہودیوں کی بھی جماعت شریک سازش تھی اس موقع پر حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے سرور عالم نے مدینے کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور صحابہ کرام کو بشارت دی کہ گھبراؤ نہیں قیصر و کسریٰ کے تخت تمہارے قدم چومینگے آخر جنگ ہوئی اور فتح و نصرت مسلمانوں کو نصیب ہوئی یادگار کے طور پر یہاں بھی مسجد بنا دیگئی آنحضور نے یہاں نماز ادا کی اور تین دن متواتر فتح و نصرت کی دعا مانگتے رہے اسکا نام مسجد الاحزاب بھی ہے۔ اسکے پیچھے جنوبی سمت میں مسجد سلمان و مسجد علی بھی جنت نگاہ بنی ہوئی ہے۔

مسجد ذباب۔ جبل احد کو جاتے ہوئے ورہ ثنیتہ الوداع سے اتر کر سامنے ہی نظر آتی ہے یہاں غزوہ خندق کے دن رسول اکرم کا خیمہ نصب ہوا تھا۔

مسجد قبلتین۔ یہ مسجد مدینے کے شمال و غرب میں وادی عقیق کے کنارے واقع ہے جہت قبے کی بنی ہوئی ہے خارجی حصے میں محراب بجانب مسجد اقصےٰ ہے آپ یہاں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے ناگاہ بحالت امامت اثنا نماز میں تحویل قبلہ کا حکم نازل

تاکہ انکے صحن کو داخل مسجد کرکے نمازیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ گنجائش پیدا کیجائے۔

مسجد نبوی کے دروازے

مہدی عباسی کے اضافے کے بعد ۲۴ چھوٹے بڑے دروازے تھے مگر بعد کی تعمیرات میں سب دروازے بند کردئے گئے صرف چار باقی رکھے گئے دو غربی جانب اور شرقی جانب باب رحمت اور باب السلام یہ دونوں جانب غرب ہیں باب النساء اور باب جبرئیل یہ دونوں جانب شرق ہیں آخر میں سلطان عبدالمجید خاں کی توسیع مسجد کے وقت سلطان موصوف کے نام پر ایک پانچواں دروازہ باب مجیدی کے نام سے قائم کیا گیا۔

منارے

منارے بھی پانچ ہیں۔ جنکے نام حسب ذیل ہیں
منارہ رئیسیہ۔ منارہ سلیمانیہ۔ منارہ باب السلام۔
منارہ باب الرحمتہ۔ منارہ مجیدیہ۔ منارہ رئیسیہ سیدنا

عہد فاروقی سے پیہم تعمیرات کے بعد اسوقت موجودہ عمارت
سلطان عبدالمجید خاں عثمانی خلیفہ اعلی اللہ مقامہ کی یادگار
ہے ترکان احرار نے اس تعمیر میں ایسی حکیمانہ صنعتیں رکھی
ہیں کہ اگر کسی باخبر کے ہمراہ آپ اسکا نظارہ کریں تو زیارت
کے ساتھ ساتھ آپ عہد نبوی سے اسوقت تک کے تاریخی تغیرات
اور تعمیرات کو معلوم کریں ۔

کتبات و عبارات نقوش اور گلکاریاں ستونوں کی ہیئت
کندائی حجر بات کے رنگ ہر چیز سے علامات قائم کرکے ساڑھے
تیرہ سو برس کی تفصیلات کو محفوظ کر دیا گیا ہے کہ بنائے اول
کہاں سے کہاں تک تھی تعمیر ثانی میں کہاں تک توسیع ہوئی پھر
بعد کے عہد بعہد تغیرات کہاں سے کہاں تک کیا اور کتنے اضافے
ہوئے ان امور کو صناعیوں کے نقطہ نظر سے ایسا مرتب
کر دیا ہے کہ نگاہ بصیرت رکھنے والا ماضی و حال کے آئینوں
میں مسجد نبوی کی زیارت سے مستفیض ہوتا ہے ۔

اب سعودی حکومت نے بھی توسیع مسجد کا ارادہ کیا ہے
چنانچہ کھدائی کا کام شروع ہو گیا اور باب رحمت سے متصل
دیوار کی پشت پر سامنے کے مکانات منہدم کر دیے گئے ہیں

ہی تنزیں ہوا سو وقت تک تو عہد عثمانی ہی کا ہلکا ہلکا رنگ زبان حال سے پکار رہا ہے۔

الوداع اے اہل محفل الوداع
نوجوانی کی شب آخر ہوں میں

بۂ مبارک کی ابتدا ۸۶۷ھ میں احمد بن برہان عبد القوی ناظر نوص یا سلطان منصور قلا دون کے ایما سے ہوئی درمیان میں متعدد بار مرمت و اصلاح و تزئین و استحکام کا سلسلہ قائم رہا لیکن یہ شرف خلافت عثمانیہ ہی کے مقدر میں تھا کہ اسکے وقت سے قبۂ مبارکہ عام مسلمانوں کی زبان پر گنبد خضرا کا لقب پاگیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آغاز ہی سے اسکا نام ہے خدا کرے حکومت سعودیہ اس خصوصیت کو باقی رکھے کہ اب گنبد مبارک کے لئے رنگ سبز مرغوب رنگ اسلام ہو چکا ہے اور اہل اسلام کی نظر میں غایت درجہ اسے محبوب رکھتی ہیں۔

حضرت مولانا اثیق جونپوری

گنبد والا ئے ہمیں نظر آیا
سرسبزی اسلام کا منظر نظر آیا

بلالؓ کے مقام اذان پہ قائم کیا گیا ہے منارہ سلیمانیہ باب مجیدی کی شرقی جانب ہے اور اسکی غربی جانب منارہ مجیدیہ ہے چوتھا غربی جانب منارہ باب السلام پانچواں باب رحمت پہ ہے۔ منارہ باب الرحمت کے سوا بقیہ چار منارے اسوقت خلیفہ عبدالمجید مرحوم کے تیار کردہ ہیں۔

قبۂ خضراء

زمانۂ سلطان محمود بن عبدالحمید عثمانی رح ۱۲۳۳ھ میں جب قبۂ مبارکہ کی تجدید ہوئی تو اوپر کا حصہ اتار کر از سر نو پختہ بنایا گیا اور اسپر گہرا سبز روغن پھیر گیا اور اسی زمانے سے اسے گنبد خضرا کہا جانے لگا۔

بعد میں جب کبھی رنگ ہلکا ہونے لگتا تو پھر از سر نو اسی روغن سبز سے آب و تاب ظاہری کو تازہ کر دیا جاتا اس وقت گنبد کی سبزی ترکوں ہی کے وقت کی یادگار ہے جسکا رنگ بہت ہلکا ہوچکا ہے اور جابجا ذرا ذرا سفیدی ظاہر ہونے لگی ہے حکومت سعودیہ کیطرف سے توسیع مسجد کا کام شروع ہوچکا ہے ممکن ہے اس موقع پہ گنبد مبارک کی

کیجئے، مثلاً کوہ مفرح، ذوالحلیفہ-آبار علی - وادی عقیق جب یہ مقامات شریفہ ملنے لگیں تو سراپا ادب اور مجسم ذوق وشوق بن جایئے وادی روحا رکیطرف سے آیئے تو مسجد انصراف میں دو رکعت نفل پڑھئے کہ اسمیں حضور نے بھی نماز ادا فرمائی ہے اسیطرح مسجد معرس یا مسجد عرق الظبیہ راہ میں واقع ہو تو قافلہ والوں کو آگاہ کرکے سب کو اسکی زیارت پر مستعد کرکے سواری سے اتر آیئے صفراء کے راستہ سے اگر آنا ہو تو مسجد صفراء میں نفل پڑھکر آگے بڑھیئے مسجد بدر کیطرف سے آنا ہو تو اسمیں نفل پڑھیئے اور شہداء بدر کی بھی زیارت کیجئے -

وادی فاطمہ سے گذر رہے تو کوشش کرکے مسجد سرف میں حاضر ہوکر نفل نماز پڑھئے اور ام المؤمنین حضرت میمونہ کے مزار انور کی زیارت کیجئے، بہرحال جس منزل سے گذر رہو اس منزل کے مقامات مقدسہ کی برکات سے مشرف ہونے کی سعی کیجئے گا یہ شوقوں سے جابجا کی زیارتیں کرتے رہیں گے تو شوق سے راہ میں کبھی بھی سستی نہ آئے گی۔ آپ کے ذوق نیازمندی کو بڑھاتی رہیں گی اور بارگاہ خاص تک پہونچتے پہونچتے دل کی توجہ کامل ہو جائیگی -

یہ خواب کا عالم ہے کہ میں جاگ رہا ہوں
میں اور مجھے روضۂ انور نظر آیا

دیکھا حرم پاک رسول عربی کو
مسجد کی زیارت ہوئی ممبر نظر آیا

اسکو تو نہ پوچھو کہ یہ کہنے کی نہیں بات
کیا جانیے کیا روضے کے اندر نظر آیا

اللہ رے تجلی کہ ہر اک کوہ بیابان
اوڑھے ہوئے انوار کی چادر نظر آیا

واللہ کہ ہر ذرۂ صحرائے مدینہ
خورشید قیامت کے برابر نظر آیا

کیا زمزمۂ نعت ہے بزم شعرا میں
کوئی نہ انیق آپ کا ہمسر نظر آیا

آداب زیارت

جب مدینہ شافیہ کیطرف سفر شروع کرے تو روضۂ انور اور مسجد نبوی دونوں کی نیت زیارت کرے راستہ میں باوضو رہنے کی کوشش کرے اور درود شریف کثرت سے پڑھتا رہے اپنے میں ذوق وشوق کی جتنی بھی کیفیت پیدا کر سکے اس سے غافل نہ ہو ایسے عاشقانہ انداز سے رواں دواں ہو کہ دیکھنے والوں کو بھی احساس محبت ہو لیکن ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھو

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اثنائے راہ میں جو متبرکات رسالت نظر آئیں انکی زیارت

سم اللہ ما شاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل
صدق واخرجنی مخرج صدق اللھم افتح لی ابواب رحمتک
وارزقنی من زیارۃ رسولک صلی اللہ علیہ وسلم
ما رزقت من اولیائک واھل طاعتک واخلصنی
من النار واغفرلی وارحمنی یاخیر مسئول
باب جائے قیام پر رکھکر سب سے پہلے مسجد نبوی کے باب جبرئیل پر
آئے اور چند لمحے ٹھہر کر تاکہ اذن طلبی کی شان پیدا ہو بسم اللہ
کہکر انکسار و تواضع کی ادا سے داہنا پاؤں اندر رکھے اور درود
شریف پڑھتا ہوا دوسرا قدم داخل کرے اور کہے۔
اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد بارک
وسلم اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک
پھر ادب سے آگے بڑھتے ہوئے حجرۂ قبر شریف اور ممبر پاک کے مابین
روضۂ جنت میں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے پہلی رکعت میں
قل یا ایھا الکافرون دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھے اگر ہجوم
کی وجہ سے وہاں جگہ ملنے میں وقت ہو تو جہاں آسانی سے پڑھ
سکے تحیۃ المسجد ادا کرے اگر حضوری ایسے وقت میں ہو کہ جماعت
ہورہی ہو یا نماز قضا ہونیکا اندیشہ ہو تو فرض نماز ادا کرے۔

جب شہر حبیب سے اتنا فاصلہ باقی رہ جائے کہ دور سے روضۂ انور کے منارے نظر آنے لگیں تو بہتر یہ ہے کہ پیدل با درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد نبوی کی طرف چلیے اور جوں جوں شہر پاک کے آثار نظر آنے جائیں جذبۂ تعظیم کو بڑھاتے جائیے اور ان معمولات میں عہد رسالت کی روایات یا مقامات مبارکہ کی نسبتوں اور فضائل مدینہ کی احادیث کو سوچتے جائیے۔ باب عنبریہ تک پہونچکر اگر بلا طوالت ممکن ہو تو غسل فرما لیجیے تاکہ مزاج میں لطافت نیز باطن کی صفائی محسوس ہو کم سے کم مسجد نبوی میں داخل ہونے سے پہلے تو ضرور غسل کرنے کی سعی بلیغ کیجیے اور اگر غسل میں دشواری ہو تو وضو ضرور کر لیجیے۔

جب نخلستان طیبہ اور آثار مدینہ نظر آنے لگیں تو دعائیں مانگیے گنبد خضرا کو دیکھتے ہی کہئے بار بار الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ جب فصیل مدینہ پر نگاہ پڑے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھیے۔

اللھم ھذا حرم نبیک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب

زائر جب شہر حبیب میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے۔

بطرف دلکو متوجہ کرنا آداب حضوری کے خلاف ہے مجموعۃً یوں کہہ

السلام علیک یا رسول اللہ من جمیع من اوصانی بالسلام علیک

اور اگر درخواست کنندہ فرد واحد ہے تو یوں عرض کرے۔

السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

من شفیق ابن انیق یستشفع بک الی ربک

لیکن اولاً اپنا سلام عرض کرے اگر حسب ذیل سلام یاد ہو جائے

تو معنی کو سمجھتے ہوئے اسکو پڑھے۔

السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ

السلام علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا سید ولد آدم

السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یا رسول اللہ انی اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک

لہ واشہد انک عبدہ ورسولہ واشہد انک

یا رسول اللہ قد بلغت الرسالۃ وادیت الا

مانۃ ونصحت الامۃ وکشفت الغمۃ فجزاک اللہ عنا خیرا

پھر داہنی جانب ایک ہاتھ ہٹ کر دوسرے حلقے کے مقابل صدیق

اکبر پر سلام عرض کرے السلام علیک یا نبی رسول اللہ فی الغار

ورفیقہ فی الاسفار السلام علیک یا ابا بکر الصدیق رضی اللہ

تحیۃ المسجد اسی فرض سے ادا ہوجائیگا اسکے بعد اصحاب صفہ کے چبوترے
سے متصل جو رہگذر ہے اسیطرف سے حجرۂ فاطمی کی جانب [illegible]
اسکے بعد والے موڑ سے آگے کو آہستہ آہستہ بڑھو دس بارہ قدم
کے بعد مواجہہ شریف میں پہونچو گے وہاں پہونچکر پشت قبلہ کیجانب
کرکے اور قبلہ دیں دایاں کی جالیوں والی دیوار سے چار ہاتھ
کے فاصلے پر کھڑے ہوکر سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے ہوئے متوسط
درجہ کی آواز سے بھی کچھ پست آواز میں تعظیم کے ساتھ جیسے
قیام نماز میں ہاتھ باندھے جاتے ہیں اسی ہیئت تعظیم کے ساتھ
سلام عرض کرنا چاہئے ۔ اسوقت دنیوی خیالات اور ہر قسم کے
خطرات سے دلکو خالی کرلینا چاہئے جالی کو بوسہ دینے کے لئے
زیادہ آگے نہ بڑھے بس چار ہاتھ کے فاصلے سے سلام پڑھے
جو سلام یاد ہو کافی ہے جن لوگوں نے سلام کہلایا ہو انکا سلام
[illegible]
[illegible]
تمام بیکر سلام پہونچانیکی ضرورت نہیں کیونکہ اس سے بھی حضور
قلب میں کمی ہوتی ہے اور حضوری کے موقع پر اغیار کا خیال
لانا پڑتا ہے میرے نزدیک مواجہہ شریف میں بالقصد اغیا

سے ساتھیوں نے الگ الگ نمازیں ادا کیں مسجد نبوی کے
دروازے بند ہو چکے تھے لہذا جسکو جہاں جگہ ملی وہیں فریضہ
ادا کرنے لگا۔ میں نے وضو کر کے جا نماز اٹھائی اور دل کے صبر
کی تسکین کے لئے باب جبرئیل کی سیڑھیوں سے متصل پہونچا
پہلے تو قفل شریف کو جسپر محمد طلائی حرفوں میں نقش ہے دیکھکر دل وارفتہ ہو گیا
با ادب سلام عرض کیا پھر نماز سے فراغت حاصل
کی نماز کے بعد درود خوانی دیر تک کرتا رہا بجلی کی روشنی
ختم ہو چکی تھی رات کی خاموشی نے فضا میں خاص سنجیدگی پیدا
کر دی تھی اسوقت کے سناٹے میں غم کونین دل سے فراموش تھا
اور انبساطی کیفیت کے ساتھ تعجب و حیرت کا عالم تھا کبھی
آہستہ آہستہ گنبد خضری کی زیارت کرتا جسکا ہر نظارہ خاطر تپ مردہ
کو سرسبزی و شادابی عطا کرتا اور میں دور ہی سے الصلوۃ
والسلام علیک یا رسول اللہ کہکر حضرت مولانا جامی
علیہ الرحمہ کا یہ مطلع آہستہ لے کے ساتھ پڑھنے لگا۔

بشوقت جان بلب آمد تمامی

نفسم قم یا حبیبی کم تنامی

غالباً محرم کی ٦ تاریخ تھی چاند ڈوب رہا تھا اور ابھی

عنک احسن الجزاء پھر داہنی طرف ایک ہاتھ ہٹ کر فاروق اعظم
کے حلقہ کے سامنے سلام عرض کرے السلام علیک یا امیر المومنین
عمر الفاروق جزاک اللہ عن نبیہ وامتہ خیر الجزاء وسلام علیک ورحمۃ
اللہ وبرکاتہ علیک۔
پھر ادھر سرک کر شیخین کے حلقوں کے مابین کہے۔

السلام علیک یا ضجیعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووزیریہ
جزاکما اللہ احسن جزاء جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ صلی
علیہ وسلم ان یشفع لنا ویسئل ربنا ان یتقبل سعینا وان یحیینا علی ملتہ
ویمیتنا علیہا ویحشرنا فی زمرتہ ویدخلنا معہ فی اعلی غرف الفردوس

اسکے بعد قبر شریف اور ممبر پاک کے درمیان آنحضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے وہ سلام پڑھے جو آگے [illegible]
کے سامنے کے زیر عنوان درج ہے۔

باب جبرئیل پر ایک رات

اصطفا منزل میں حضرت سید بہاء الدین صاحب مدظلہ
نے جگہ متعین کر دی اور ہم لوگ اسباب رکھکر فارغ ہو گئے
نماز عشاء کی تیاری کیجانے لگی سفر کی تھکن اور انتشار [illegible]

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ انیؔ جونپوری
ہے گلے میں طوق عصیاں پاؤں میں زنجیر حرص
شرم آتی ہے نبی کے روبرو جاتے ہوئے

کبھی عفو و کرم کی امیدیں جاگ اٹھتیں اور تاجدار حجاز کے رحیمانہ اخلاق کی یاد سہارا بن جاتی کہ جس ذات اقدس نے سنگباری کرنیوالوں کو بھی دعائے خیر سے یاد کیا اسے اپنے ایک غلام کی شکستہ خاطری کیونکر گوارا ہوگی جو آپ کے الطاف خسروانہ کی طلب میں اسکے سنگ آستان سے سر ٹکرانیکے لئے آیا ہو بقول مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی برحال دلریشاں نگاہے

جس نے اونٹوں کی فریادرسی کی اور جس سے ہرنی زنانہ طالب ہوئی ہو وہ اپنے آوارگان دشت غم کو کہاں بھول سکتا ہے

مولانا انیؔ جونپوری
ہے اسی دامن رحمت میں پناہ دارین
کیا وسیع آپ کی سرکار ہے اللہ اللہ

وہ رات کی خنک فضا ہوائیں عطر بیز سناٹے کا عالم حریم جمال سامنے سر وقف آستاں زبان شوق نغمہ خواں ۔

یعنی وہ سوتے رہے کہتے رہے افسانہ ہم

اسکی ہلکی چاندنی سبز گنبد سے لپٹ رہی تھی باہر کے در و دیوار کے بالائی حصوں پر بھی کہیں کہیں چاندنی کی شعاعیں کھیل رہی تھیں ایک مرتبہ جانماز پر بیٹھکر باب جبرئیل پر نظر ڈالی تو وہ تجلی محسوس ہوئی کہ اپنا مطلع ذہن یاد آگیا اور میں گنگنانے لگا۔

کتنی خاموش تجلی ہے شبستاں کے قریب

چاندنی سوئی ہے کیا درگہ جاناں کے قریب

ایک طرف عقیدت کو ناز تھا اور رحمت کامرانی کے مزے لے رہی تھی تو دوسری طرف شرم معصیت اپنی ہی نگاہوں میں خود کو حقیر کر دیتی تھی کہ کیا منہ لیکر آئے ہو پہلے بھی حاضر ہوکر گڑگڑا چکے ہو شفاعت کی آرزو میں ابھی سال گذشتہ کس تضرع و زاری کے ساتھ رحمت عالم کے اسی آستانے پر بہت کچھ درخواستیں کر چکے ہو آج پھر دگر آئے ہو تو کیا فرق پیدا کر کے کونسی خوبی لیکر آئے ہو وہی فسق و فجور وہی طلب دنیا وہی خدا سے غفلت وہی عبادت سے بے ذوقی ہے رسول کی نافرمانی جو پہلے تھی پھر سال بھر تک اسیکا مظاہرہ کرتے رہے ہو۔

بار بار یہ تصور مرعوب کر دیتا کہ اللہ اکبر اسوقت مجھسا گنہ گار کس جگہ شرف اندوز ہو رہا ہے ایدل یہ گذرگاہ رسول ہے ہاں وہ زمین ہے جسکو مہبط جبرئیل کہتے ہیں فرشتگان رحمت کے نازل ہونیکی جگہ ہے ابوبکرؓ و عمر اور عثمانؓ و علیؓ جہاں سرنگوں ہوجاتے تھے وہ برتر مقام ہے یہاں آواز بلند کرنا جائز نہیں یہاں چلا کر باتیں کرنے پر خلیفۂ وقت نے تنبیہ کی ہے یہاں صحابہ کرام راتوں کو دروازہ بند کرنے میں اتنی احتیاط کرتے تھے کہ آواز نہ پیدا ہو یہاں امام مالک جیسا مجتہد اعظم برہنہ پا چلتا تھا یہاں کی خاک پاک غبار را شفا ء من کل داء کی مصداق ہے

حضرت مولانا — اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آسی بہ خیر رہی — آنکھوں سے بھی چلنا تو یہاں بے ادبی ہے

ایکاش وہ رات اپنی زندگی کی آخری رات ہوتی کیا پوچھنا ہے اس گدائے درحبیب کی موت کا جو بیں دیوار دم توڑتے اور یہ کہتا ہوا رخصت ہو۔

او ہیم طائف نعلین پاکن
تیرا ک از رشتہ جانیا ماکن

بیتاب تمناؤں نے شکایت کی کہ اور پہلے کیوں نہ پہونچے جالیوں تک رسائی ہوجاتی فرشتۂ عقیدت نے جواب دیا یہ عروج و رسائی کم نہیں کہ باب عالی پہ حاضری نصیب ہوگئی یہ اجالی رات کہاں نصیب ہوتی ہے ماہ تاباں رسالت کی جلوہ گاہ اور ایک سیہ بخت درود سیاہ جتنے سجدے ممکن ہوں کرلے پھر خدا جانے ایسی روشن رات کب ملے۔

شفیق

شب مہتاب ہے جی چاہتا ہے
طواف کوئے جاناں رات بھر ہو

حاصل تمام عمر تھی وہ مبارک رات کہ پورے اطمینان قلب اور محبت کے آنسوؤں کے ساتھ در مصطفےٰ پہ التجائیں تھیں اہل قافلہ سو رہے تھے اور مسافر وادی طیبہ کئی دن کی تھکن کے بعد بس دیوار آرام جاں پا رہا تھا روضۂ انور کی دیواروں سے لپٹ جانیکو جی چاہتا تھا لیکن ادب مانع ہوجاتا مسجد مبارک کے دروازے نظاہر بند تھے لیکن در ہائے مراد کھلے ہوئے تھے ہوائے رحمت کے جھونکے آرہے تھے اسوقت برسوں پہلے کا شعر یاد آگیا۔

شفیق

وہ محو خواب ہونگے سامنے پردہ پڑا ہوگا
کوئی دیوانہ پابوسی کا موقع ڈھونڈھتا ہوگا

کہاں پائے یہاں تو ہر شب لیلۃ القدر ہے

شفیق — سحر روضۂ فردوس ہے یا آجکی رات

آج کی رات الا سے صل علیٰ آجکی رات

زندگی کی عام راتوں میں نوجوان کی شب عروسی یا شاعر کی شام وصل خاص کیفیت رکھتی ہے جسکو نصیب ہو جائے وہ بڑا با مراد سمجھا جاتا ہے مشہور ہے جوانی کی راتیں مراد کے دن لیکن آج اس دل سے پوچھئے جو گذری ہوئی شب عروسی اور کھوئی ہوئی شام وصال اور کتنی پر سرور ملاقاتوں کی راتیں بھلائے ہوئے کہہ رہا ہے۔

مدینے کی راتیں مرادوں کے دن

اے صل علیٰ روحانیت کی رات کیسی مسرت و پاکیزگی کی رات ہوتی ہے آجکی پیاری رات نے اس حقیقت کو واضح کر دیا جسکو عارف باللہ [illegible] آسی [illegible] نے [illegible]

[illegible]

رات ہے رات تو لیس مرد خوش [illegible] رات

گریۂ شوق کی یا ذوق مناجات کی رات

آغاز شباب کے طوفان شوق میں اس گریۂ شوق کی قدر نہ

بیشک لیلتہ القدر کی شان ہے کہ خیر من الف شہر جب آتی ہے
شب بیداری توبہ واستغفار کیطرف رغبت ہوتی ہے آجکی
رات محرم کی ساتویں رات ہے جو شب قدر سے بڑھکر تو کیا
اسکے برابر بھی نہیں لیکن یاد رہے کہ شب قدر کا شرف شرف
زمانی ہے اور آجکی رات حاضر آستان محبوب کے لئے شرف
مکانی کی بنا پر جو عظمت رکھتی ہے اسکو ارباب حال سے
پوچھئے شب قدر جب آئی گھر کے غمکدے میں آئی اور آج
محرم کی ساتویں رات ہار گہ نور خدا میں نصیب ہو رہی ہے
وہ نور خدا جو نہ ہوتا تو لیلتہ القدر بھی نہ ہوتی لیلتہ القدر
اس کے گیسوئے تابدار کی بدولت قدر و منزلت والی رات بنی
ہے لولاک لما خلقت الافلاک جس سراپا نور کی شان
ہے آجکی رات اسکے آستانے پر بسر ہو رہی ہے پھر کیا کہنا
ہے آجکی رات کا۔

خار خشک است بز نگ گل احمر امشب

شہسوار شب اسرے کی جلوہ گاہ میں جو رات گذرے اس
مقدس اور پر فضا رات کی بہار نہ پوچھئے وطن کی شب
قدر روضۂ مصطفےٰ پر محرم کی ساتویں رات کا سرور و کیف

کی راتیں بھی بےشمار دھوکے دیگئیں وعدوں کی راتیں تارے
گنتے ہیں گذر ہیں حاصل کچھ نہ ہوا چنگ و مزامیر کی راتیں بھی
فریب نفس اور ہنگامی خود نمائی کی راتیں ثابت ہوئیں خوش
جانوں کی ملاقاتوں کی راتیں اولاً تو کتنی ناکامیوں اور
مایوسیوں کے بعد کبھی نصیب ہوئیں اور پھر اس طرح رخصت
ہوگئیں کہ ملاقاتوں کے لیے صبر و قرار بھی رخصت ہوگیا ساتھ
ہی رشک و رقابت کی کیسی کیسی تلخیاں زہر دیتی رہیں یا صبح
کی ملامت بزرگوں کا خوف چشموں میں ذلتوں کا اندیشہ
صدہا مصائب کا مقابلہ کرنیکے بعد اگر شام وصل نصیب
ہوئی اور تنہائی کی گرمی شوق نے وفا و محبت کا صلہ
چاہا تو آرزوؤں کی بیباکی نے ہوسناکانہ رنگ اختیار
کیا اور بڑے بڑے مدعیان وفا کو جانتا ہوں کہ پھر محبت سی
لطیف شے گندگی بن کے رہگئی اب فقیران رحمن کی تنہائی کی
مناجات اور انکے ذوق و شوق کی رات کا ذرا اندازہ
کیجیے تو آہ تمام گذری ہوئی راتیں کھوئی ہوئی اور ضائع
شدہ دولت کیطرح یاد آکر مبتلائے حسرت و اندوہ کرتی
ہیں واللہ رندان بیہوش کی ہزار راتوں سے [illegible] ہستی بہتر

معلوم تھی آج در یبد البشر کی رات نے ایک فاسق و فاجر
کو جیسے عارف کامل کا وجدان عطا فرما دیا ہے کہ حقیقتیں روشن
ہو رہی ہیں فقط عقیدت کے اجالے میں نہیں عقل کی روشنی
میں بھی زندگی کی راتوں کی قیمت معلوم ہو رہی ہے حسن
بصری کی حجرہ نشینی سیدنا امام جعفر صادق کی عزلت گزینی
روایت کی حیثیت سے پہلے تو ذہن پر نقش تھی لیکن نمائش گاہوں
میلوں کی تفریحی راتیں حسینوں کی ملاقاتوں کی راتیں معشوقوں
کے وعدوں کی راتیں چنگ و مزامیر کی راتیں مشاعروں
اور حظ نفس کے جلسوں کی عام راتیں کب سوچنے کا موقع
دیتی تھیں کہ ان اللہ والوں کے حجرہ ہائے عبادت کی راتوں
کی قدر سمجھے اور مستان بادۂ الست کے نعرۂ یا رب کی
لذت کو محسوس کرے آج باب جبرئیل کی رات پردہ اٹھا رہی
ہے جیسے ایک گنہگار رسیدہ سن رہا ہے۔

ذرہ قہار ارم یا رب ہائے تو
خوش تماشا نالۂ شبہائے تو

تماشا گاہوں اور میلوں کی راتوں کو اب یاد کرتا ہوں تو جنید
بے نتیجہ تھکن ہونے کے سوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا جلسوں مشاعروں

شب کے اس حصے میں کہ جب عبادت گذاران الٰہی نماز تہجد کیلئے بستر سے اٹھتے ہیں میں نے بھی آستانۂ رسولِ پر نفل نمازیں ادا کیں پھر اصطفا منزل پہونچکر اس بشری تقاضے کی بنا پر جو کہیں بھی ساتھ نہیں چھوڑتا بستر پر لیٹ کر فوراً ہی سو گیا نیند پوری نہیں ہوئی تھی کہ ساتھیوں نے نماز فجر کے لئے جگا یا اٹھکر وضو کیا میناروں سے برقی روشنی نظر آنے لگی مسجد نبوی کے دروازے کہل چکے تھے نمازیوں سے راستے آباد ہو چکے تھے اے صل علیٰ کیا کہنا نماز اور پھر مسجد نبوی میں۔

الله کسکے نصیبہیں نیاز ہے

سجدے کو ہے عروج عبادت کو ناز ہے

رات میں پہونچنے کیوجہ سے ابتک غسل نہ کر سکا تہا اسلئے ایکے مثل بہی در اقدس پر حاضری میں تاخیر ہوئی نماز فجر باب مجیدی سے متصل اندرونی حصے میں ادا ہوئی اور دور ہی سے سلام پڑھکر مسجد سے باہر چلا آیا بغیر نہائے ہوئے اور کپڑا بدلے ہوئے جالیوں کے قریب جانا احترام کے خلاف معلوم ہوا۔

جالیوں کے سامنے

برین رتبۂ پاک نازم کہ ہستم عبا بر در بارگاہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہے الست کا ایک نعرۂ نیم شبی فضیلت رکھتا ہے -
آہ سید سجاد امام زین العابدین کی راتیں اور دامن پر ٹوٹتے
ہوئے تاروں کو یاد کیجیے۔
یاد آگئی سیدۂ کونین فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی وہ آہ سحر
جب وہ ساری رات مصلے پر سجدۂ شوق میں گذار کر مرغان
صبح کی آواز پر بحسرت خدا سے کہتی تھیں کہ یا رب زندگی میں
ایک ایسی رات بھی تو ہوتی کہ سجدے کا شوق پورا ہو جاتا قسم
ہے تیری کبریائی کی کہ رات بھر کے سجدوں کے بعد بھی جس وقت
صبح ہو جاتی ہے تو تیری فاطمہ کا دل ٹوٹ کے رہ جاتا ہے کہ
آہ رات ختم ہو گئی اور سجدے کی تمنا باقی رہ گئی خواب
غفلت میں سونے والو تمہیں کیا معلوم کہ زندگی کی راتیں کیا قیمت
رکھتی ہیں اے باب جبرئیل کی رات تیرا شکریہ تو نے
مجھے بھی حقیقت کو دل نشیں کر دیا جسکو شرح عقائد نسفی اور
سیبویہ الجھا دی تھی تعریف کے صفات نہ حل کر سکے وہ نکتہ تیری
خاموشی سے حل ہو گیا -

اُسی دور پر پڑا رعدو کے آسی رات کہتا تھا
کہ آخر میں تمہارا بندہ ہوں تم بندہ پرور ہو

سر جھکائے ہوئے مسجد مصطفےؐ میں داخل ہوا وہاں پہونچا جہاں سیدنا بلالؓ جاروب کشی فرماتے تھے سلمان فارسیؓ ہیبت سے لرزاٹھتے تھے علی مرتضےؓ راتونکو پاسبانی فرماتے تھے عبداللہ ابن عمر گردوغبار چہرے پر ملتے تھے اور آج بھی ابدال واقطاب اظہار تذلل ومسکنت کے ساتھ سرنگوں ہوجاتے ہیں سلاطین عالم تھرا اٹھتے ہیں اس ننگ کائنات کے پاس۔ صحابہؓ کرام کی روحانیت تھی نہ ابدال واقطاب کے طریقۂ ادب کا پورا شعور نہ علما ومشائخ کا سا علم شرم عصیاں ضرور دامنگیر تھی لیکن باب جبرئیل سے آگے قدم رکھتے ہی مسرتوں کا وہ عالم تھا کہ انبساطی کیفیت میں خدا ہی جانے تعظیم کا حق ایک کمترت سے کہاں تک ادا ہوا ادب کہتا تھا آہستہ آہستہ چلو خوشی کہتی تھی دوڑکر جالیوں کے قریب پہونچو لیکن یاد آگیا کہ

با خدا دیوانہ باش وبا محمدؐ ہوشیار

بچپن سے اسوقت تک خدا جانے کتنی بار ذیل کا شعر مداحین رسول اور عرس وسماع کی محفلوں میں قوالوں سے سنتا رہا ہوں اور خود بھی پڑھتا رہا ہوں باب جبرئیل پہ پہونچتے ہی یاد آیا اور پھر فرحت کا عالم نپوچھئے۔

سورج نکلنے کے بعد غسل کیا کپڑے بدلے۔ خوشبو لگائی پھر درود شریف پڑھکر روضۂ اقدس کے مناروں پر نظر ڈالی اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ کہتے ہوئے بس دیوار اس جگہ پہونچے جہاں سے گنبد خضرا پوری آب و تاب کے ساتھ نظر آتا ہے۔

جب گنبد محبوب دل آرا نظر آیا
بیمار کو جینے کا سہارا نظر آیا

سال گذشتہ کی کیفیت یاد تھی کہ مواجہہ شریف میں صدیق اکبر وفاروق اعظم کی بزرگ ہستی بھی جیسے گم ہو جاتی تھی اور آفتاب کی روشنی میں تارے چھپ جاتے تھے۔ اس خیال سے مواجہہ شریف کی حاضری سے پیشتر میں شہید عثمان ذی النورین رض اور دار ابی ایوب انصاری اور چند دیگر قریب کے مقامات زیارت پر حاضر ہوکر جگہ جگہ سے برکات حاصل کرتا رہا تاکہ ان زیارتوں کی طیب ونزہت سے روح وقلب میں زیادہ سے زیادہ لطافت پیدا ہو جائے اور جتنی ہی ظلمت عصیاں مٹتی جائے حاضری کی صلاحیت بڑھتی جائے پہلے بقدر ظرف پورے ادب دوزانو اور دل کی انتہائی خوشیوں کیساتھ باب جبرئیل پر استیندان کے طور پر چند منٹ کھڑا رہا زان بعد داخلے کی دعا پڑھی اور

چو مکر فرش حرم کہنا تھا میرا حال دل

اے شب مہتاب تو بھی بھول جاتی ہے مجھے

عبداللہ عرب مسکین کا یہ مصرع ہمیشہ وظیفہ بنا رہا اور دور رہی سے دیوانہ گنگناتا رہا -

قبلہ دل کعبہ جان یا رسول اللہ تو ئی

زہے نصیب کہ دل سے قریب تر آقائے بیکس نواز نے آج ظاہر دوری کو بھی ختم کر دیا نبی رحمت اولیٰ بالمومنین من انفسہم نے ناقابل دربار غلام کو زراہ ذرہ پروری وہاں بلوالیا جہاں غوث وقت کا قدم بھی تہرا تا ہے اور نازم اپنی ذوقی کر رحمت کے سہارے لب خاموش کو یارائے عرض مدعا ہے اور آہستہ ہونٹوں پر جاری ہے -

اغثنی یا رسول اللہ اغثنی

بہ حال دردمندان یک نظر کن

ممبر اور قبر انور کے مابین محراب النبی کے سامنے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کرتا اب تہا لیکن کچھ تو زائرین کے ہجوم کی وجہ سے اور کچھ اپنے جذبہ عقیدت کی بنا پر حجرہ فاطمہؓ کے پاس دو رکعت نماز پڑھکر تھوڑی دیر تک وہیں بیٹھا ہوا شکر کر دگار ادا کر رہا

بباب رحمت گہے گذر کن بباب جبریل گہے جبین سا

صلوٰۃ ربی علیٰ حبیبی گہے بباب السلام برخوان

ا باد صبا سے پیام رسانی کی التجا تھی یا آج خود حضوری میں افسانۂ
م سنانیکا موقع ہاتھ آیا ہے باب السلام و باب رحمت پیش نظر ہے
ر باد صبا کی خوشامد بھی یاد ہے۔

صبا بسوے مدینہ رو کن ازیں دعا گو سلام برخوان

بگرد شاہِ رسل بگرد و بصد تضرع پیام برخوان

نسیم صبح سے بھی کیا کیا تضرع و زاری تھی کہ شاید یہی پیک مشتاقان
ین جائے اور حریم خیر الورا تک سلام و پیام پہونچا دے
برسوں یہی رٹ اور یہی دھن تھی۔

نسیما جانب بطحیٰ گذر کن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ز احوالم محمد را خبر کن

کبھی چاند سے خطاب کرکے با ہزاران شوق کہا کرتے تھے کہ بام
فلک پر چمکنے والے تو اپنی بلندی سے مدینۂ قدسیہ کے ہر منظر
کو دیکھ رہا ہے اور اپنی شعاعوں کے ہاتھوں سے تو بار بار گنبد
کی بلائیں لے رہا ہے کاش تیری چاندنی میری سینہ تپتی کی داستان
سنانے پر عرض کردیتی۔

درعرصہ تک ملامت کا شکار رہا لیکن ولائے آل رسول کا جوش کم نہ ہوا خدا اس تولائے عزت کو باقی رکھے اسکے صلے میں شفیع المذنبین سے حاضر بارگاہ عالی ہونے کی اجازت دلوا دیجیئے اس ذوق کیفیت میں یکایک ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کوئی فرشتۂ رحمت خاموش خاموش دل کو ٹھنڈا رس دے رہا ہو اور گویا چوکھٹ پر کوئی ایستادہ کھڑا ہوا اور اسکو حضوری میں طلب کیا جا رہا ہو۔ سروش حسان نے پکارا

محمدؐ یا محمدؐ در دو جہان کن
ہمیں مفتاح قفل دو جہان است

ذنوبی سے تہیدستی، طاعت سے کوتاہی نیکیوں سے بے شعوری کا غم دور ہونے لگا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ حضور کے پردۂ در کی جانب اشارہ کرکے۔ از راہ گدا نوازی شاہزادگان اہلبیت فرماتے ہیں۔

بسپرد آنرا کہ شد مفتاح دارین
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اللہ اکبر آگیا وہ مقام جہاں دافع البلا و الالم کا سامنا ہوتا ہے

کہا رحمت باری [illegible] [illegible] شفاعتی

کہ یارب تونے اپنے سیہ کار بندے کو کس جلوہ گاہ میں پہونچا دیا تیری بندہ نوازی کے صدقے کہ تو نے رحمتہ للعالمین کا روضۂ پاک بار دگر دکھا دیا شکر نعمت کے بعد ذوق تصور میں سیدۂ نساء عالمین بنت مصطفےٰ بتول زہرا سلام اللہ علیہا کی روح پاک سے سفارش کا خواہاں ہو کر عرض کرنے لگا کہ اے رسول اللہ کی نور نظر آپ کے شاہزادوں کی خاک پا شفیق پر خطا حاضری کے قابل نہیں صدقہ حسنین کا بارگاہ رسالت میں سفارش فرما دیجئے کہ ننگ خلائق ناکارہ شفیق خدا جانے کیسے چھپ کر پیر اللہ والوں کے قافلہ کے ساتھ یہاں تک آپہونچا ہے۔

برا یا بھلا ہے غلام آپ کا ہے

بیشرم ڈھیٹ بے عزت کمینہ غلام آپہونچا ہے تو اب خدا کے واسطے منہ نہ پھیرئے آپ کی ایک نگاہ کرم اس روسیاہ کو عارف کامل بنا سکتی ہے اے خاتون محشر آپ جانتی ہیں کہ آپ کی اولاد امجاد کی محبت میں یہ گذرے نا چیز حسب حیثیت ایثار کر چکا ہے خارجی اور ناصبی مذاق کے علماء نے منقبت اہلبیت کی بنا پر اسپر رفض کا فتویٰ دیا قوم میں بدگمانی پیدا ہوئی

سگِ طیبہ کے قدم چومے کس طرح شفیق
ہائے میری یہ تمنا بھی تو ہے بے ادبی

یارسول اللہ اسئلک الشفاعۃ واتوسل بک الی اللہ
فی ان اموت مسلماً علی ملتک وسنتک

شفیق

بسوے ما غریباں ہمچو ماہے — پیاپے گریبانی نگاہے
بیا اے خضر میدان بلاہا — کرم کن بر من گم کردہ راہے
ترا در ہر نظر الطاف بیحد — مرا بہر قدم عذر گناہے
زخاکت بر جبیں داغ گدائی — ہمیں دارم نشانِ عز و جاہے
بامید حیاتِ جاودانی — بمیرم در طواف جلوہ گاہے
بلائے تیرہ بختان دور باد — سلام ما بر آن زلف سیاہے
بکوہ و دشت و صحرائے مدینہ — ہمیں خواہم کہ باشم گرد راہے
پئے تزئین گیسو شانہ تا کے — گہے بر زخم دل پریشاں نگاہے

زہے شانِ شفیع المذنبین
شفیق و زیرو امانت نیاہے

نماز پنجگانہ کے بعد زیارت و سلام کی وہ دھوم ہوتی ہے کہ ہجوم

مصداق ہو رہا ہوں ۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ز حجرہ پائے در صحنِ حرم نہ
گہے بر خاک رہ بوسان قدم نہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

اے تجلی آفرینِ صبحِ طیبہ المدد ماہِ تابانِ شب غار حرا امداد کن
یا رسول محترم شاہنشہ لوح و قلم زینت حل و حرم یا مصطفیٰ امداد کن
ای زمینِ تو کمانِ کعبہ و عرش بریں نقش پایت بوسہ گاہِ اصفیا امداد کن
مرہم جانہا غبار آستان کوئے تو خاک پایت درد مندان را دوا امداد کن
رحم فرما از پئے صدیقؓ و فاروقؓ و غنیؓ بہر ایمانِ علیؓ مرتضیٰ امداد کن

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

دو عطا شربت دیدار کہ ہے تشنہ لبی یا محب الفقرا دافع کل الکرب
زینت افزائے خلائق ہے تجلی تیری انت نور العجم انت سراج العرب
لے کے آیا ہوں ترے در پہ شفاعت کی امید اے حجازی عربی ہاشمی و مطلبی
سب نبی کہتے ہوئے آئیں گے نفسی نفسی تو کیا رہیگا غلاموں کو خوشا بوالعجبی
بخشش امت عاصی کی دعا میں یکسر وہ تری آہ سحر گاہ و غم نیم شبی
پیارے حامی بہ نظر ہے نہ تو انسوں کا خیال تو ہے اور امت عاصی کا غم تشنہ لبی

لانفسنا مستغفرین من ذنوبنا فاشفع لنا الی ربنا واسئله ان یمیتنا علی سنتک وان یحشرنا فی زمرتک۔

وقت مناسب تہا اور پہلی حاضری تہی لہذا ذرا تفصیل کیساتھ دعا وسلام میں مصروف رہے اسکے بعد جب تک قیام رہا مواجہہ شریف میں دیر تک کہڑے ہوسکنے کی جرات نہ ہوتی تھی مختصر سلام عرض کرکے اصحاب صفہ کے چبوترے پر یا حجرۂ سیدہ سے قریب تلاوت قرآن اور درود خوانی یا نفل نمازوں میں وقت کی قدر کرتا تہا۔

مولانا جامیؒ
حریم بارگاہش راچہ نسبت
کہ جایش مہبط روح الامین است

صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہوکر محراب عثمانی اور ستون حنانہ کے پاس نمازیں پڑہیں دعا واستغفار میں مصروف رہے پہر اسطوانۂ عائشہ صدیقہؓ اور اسطوانہ ابولبابہؓ کے پاس نفل پڑہکر دعائیں مانگیں پہر منبر مبارک کے پاس پہنچے جواز وعدم جواز کی بحث سے قطع نظر کرتے ہوئے عادۃً عرض کرتا ہوں کہ سوا قرآن مجید کے اورکسی بابرکت چیز یا مقام محترم کو بوسہ

ں وقار و تعظیم سے چلنا مشکل ہوجاتا ہے اسی لئے ناچیز نے طلوع
آفتاب کے بعد کا وقت حاضری کے لئے پسند کیا قبل کی زیارتوں
سے اور جگہ جگہ نفل ادا کرنے تا در یہ حجرۂ فاطمی پہ وقفہ کرنے میں
دھوپ تیز ہونیکا وقت آپہونچا اور یہ وہ موقع ہوتا ہے کہ
جب ہجوم کم ہوتا ہے میں نے پورے اطمینان اور حضور قلب
کے ساتھ سلام والتجا میں قیمتی لمحے اسی مقدس مقام پہ
گزارے ازاں بعد مزار شریف کے سرہانے حسب ذیل
اسلام عرض کرنیکا شرف حاصل کیا۔

السَّلام عَلیك یا خاتم النبیین السَّلام عَلیك یا شفیع
المذنبین السَّلام علیك یا امام المتقین السَّلام علیك یا طٰهٰ
السلام علیك یا یٰسین السلام علیك وعلی اهل بیتك وذریتك
الطاهرین السلام علیك وعلی ازواجك الطاهرات
امهات المومنین السَّلام علیك وعلی اصحابك
اجمعین وعلی التابعین الی یوم الدین۔ یا رسول الله
قد قال الله تعالیٰ سبحانه ولو انهم اذ ظلموا انفسهم
جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول
لوجدوا الله توابا رحیما محمداك طالمین

السلام اے چوں سراپا جیب گلگوں زر — السلام اے ہمچو تصویر پیمبر السلام
السلام اے رونق کاشانۂ شیر خدا — السلام اے مادر شبیر و شبر السلام
چادر تطہیر می زیبد بفرق پاک تو — اے صفیۂ طاہرہ پاکیزہ گوہر السلام
از فروغ آئینۂ تطہیر تاباں گشتہ — زیر گلیم مصطفٰے چوں ماہ انوار السلام
مظہر نور محمدؐ مہبط خیر کثیر — السلام اے تابش آیات کوثر السلام
نکہت زلف رسول پاک در گیسوئے تست — در کف تو شانۂ دست پیمبر السلام
السلام اے آنکہ نامش اسم اعظم بر زباں — نقش لوح کر زنگار پاک و برتر السلام

مرحبا بر آستاں خواند شفیق خوشنوا
بر تو اے مخدومۂ عالم مکرر السلام

سبحان اللہ حاضری کے چند گھنٹے کسقدر پاک گذرے وقت بجائے آلودۂ معصیت ہونیکے حمد و تسبیح نعت و سلام نفل و تلاوت استغفار و مناجات میں گذر رہا تھا تک کہ کہا نا کھانیکا وقت آگیا باب مجیدی سے باہر آئے روح میں کمال تازگی قلب میں نا محدود انبساط دماغ میں غیرمعمولی فرحت لیئے ہوئے اصطفا منزل پہونچے کچھ دیر یاران قافلہ کے ساتھ رہکر کہانا کھانے بیٹھے اور حوائج ضروریہ سے فارغ ہوکر ذرا سا لیٹ رہے جب ظہر کی نماز کا وقت قریب آیا وضو کرکے اس مرتبہ باب السلام سے

دینے کا میں خوگر نہیں رہا لیکن ممبر اقدس کے قریب پہونچکر سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ کا واقعہ یاد آگیا کہ آپ ممبر پہ ہاتھ پھیر کر چہرے پہ ملتے تھے تو ایسی محبوبیت محسوس ہوئی کہ بے اختیار ممبر کو بوسہ دینے کی آرزو ہوئی لیکن پھر اپنے کو سنبھالنا پڑا۔ ممبر شریف اور استوانات رحمت کی زیارت کے بعد خوخہ سیدنا صدیق اکبر کے قریب پہونچکر نفل ادا کی اور اس جگہ مجھے بڑا کیف محسوس ہوا اسی جگہ رفیق غار کی منقبت میں ایک نظم بھی لکھی جو حصۂ منظومات میں درج ہے۔ پھر روضۂ جنت میں کچھ دیر تک بیٹھکر قرآن خوانی کی اس کے بعد اصحاب صفہ کے چبوترے پر حاضر ہو کر وہاں بھی تلاوت قرآن پاک کا ثواب حاصل کیا واپسی میں پھر پوری جمعیت خاطر کے ساتھ حجرۂ سیدہ پر حاضری دی نفل نمازیں اپنی طرف سے اور والدۂ معظمہ مرحومہ اور لخت جگر صلاح الدین فاضل صدیقی مرحوم کیطرف سے ادا کرتا رہا نفلوں کے بعد جب تک طہارت پر اعتماد ممکن تھا اسی جنت ارضی میں بہار عرفان سے فیض یاب ہوتا رہا چلتے وقت حسب ذیل سلام عرض کیا۔

السلام اے سیدہ خاتون محشر السلام جوہر ذات حبیب رب اکرم السلام

طور پر ذکر خیر مختصر طور پر سہی چھوٹی چھوٹی مجلسیں منعقد کر کے کر لیا کرتے ہیں۔

پردہ اور حجاز

حجاز میں دیندار مسلمانوں کے لئے بیحد شرمناک بات یہ ہے کہ پردے کا رواج کم ہوتا جاتا ہے اور خواتین گھر میں تہذیب کا اثر پھیل رہا ہے جس پر حکومت کی طرف سے کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

سیاست اور حجاز

تعلیم کی کمی کی وجہ سے حجاز میں ابھی تک کوئی نمایاں سیاسی بیداری نہیں پیدا ہوئی ہے لیکن اخباری دلچسپی نے ذوق سیاست پیدا کر دیا ہے اور یہ ذوق یوماً فیوماً بڑھتا جاتا ہے لیکن کوئی مفکر ایسا نظر نہیں آتا جو اس راہ میں صحیح رہنمائی کرے مذاق عام پر ترتیب فکر و نظر ہے مرکز اسلام میں جہاں عصبیتوں کو ختم کرنیکی تعلیم دیگئی اور تقوے کو بزرگی و کرامت کا معیار قرار دیا گیا جہاں سے اخوت و مساوات کا نور پھیلا وہاں اب یورپ کی سنی سنائی آواز پر الحجاز للحجاز کا خیال دلوں میں پیدا ہو رہا

داخل مسجد ہو کر خوخۂ ابی بکر صدیقؓ کے پاس نفل ادا کر کے حجرۂ بزت رسول کے پاس نماز کے انتظار میں جا بیٹھے اس ترتیب سے آٹھ دن کا مختصر زمانہ قیام گذرا اس سلسلہ میں روزانہ جنت البقیع اور ایک ایک بار جبل احد و دیگر مساجد متبرکہ مشاہد مقدسہ پہ حاضر ہوئے مسجد قبا کا جگر بھی کئی بار ہوا اور وہاں کی حاضری بھی اسقدر دل کو باکیف بناتی تھی جسکی لذت آجتک باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہیگی۔

یاد آیا میکہ در مینجا نہ منزل داشتم

اہل حجاز کے عقائد

حکومت حجاز نے نجدی عقائد پر بڑی شدت کی جسکا ذکر بہت ہو چکا تاہم اہل حجاز غالب تعداد میں آج بھی مآثر طیبہ کے انہدام پر متاسف اور نجدی شدت کے دل سے شاکی ہیں ترکوں کے دور کی دینداری کا حسرت سے ذکر کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جتنی ہی تمدنی ترقی ہوتی جاتی ہے حجاز کا دینی مذاق کم ہوتا جاتا ہے۔

محفل میلاد وغیرہ کی اجازت نہیں ہے لیکن اہل حجاز خفیہ

علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو بحکم خدا پہونچایا اور چشمۂ زمزم ظاہر ہوا جہاں شروع شروع میں انکی اولاد خیموں میں آباد ہوئی ہے ہجرت سے دو سو برس پہلے قصی بن کلاب نے خانۂ کعبہ کے گرد مکانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اسوقت بمبئی کے طرز پر سات سات درجوں کے بلند مکانات آسمان سے باتیں کرتے ہیں اور تمدنی حیثیت سے آج بھی دوسرے ممالک کے مقابلے میں پیچھے ہے لیکن سعودی دور میں جس سرعت کیساتھ اسنے اقتصادی۔ معاشرتی۔ تمدنی علمی۔ سیاسی ترقی کی ہے عہد حاضر کے کسی ملک نے زیادہ سے زیادہ امکانات کے بعد بھی اسقدر جلد تمدن حاضر کی روشنی نہیں پیدا کی۔ شریفی دور تک مکے کی آبادی ایک لاکھ پائی جاتی تھی اور آج فقط جدے کی آبادی ایک لاکھ تک پہونچ گئی ہے سڑکیں بالکل خام ہوتی تھیں آج پختہ سڑکیں جدے اور مکے میں بن چکیں ہیں اور بنتی جاتی ہیں مکے سے مدینۂ منورہ کیطرف بھی پختہ سڑک کا کام شروع ہو چکا ہے پائپ اور بجلی کی روشنیاں ہیں۔ موٹر۔ لاریاں دکانوں کی سجاوٹ اور طرح طرح کی زیبائش آرائش جدے ہی سے نظر آنے لگتی ہے جدے میں دیگر ملکوں

ہے اگر حکومت نے اسلامی روشنی میں اس بدعت کو مٹانے کی کوشش نہ کی جسکی قطعاً امید نہیں ہے تو خدانخواستہ وہ زمانہ قریب ہے جب غیر حجازی مسلمانوں کے لئے حجاز کی زمین بالکل تنگ کر دیجائیگی۔

امریکن تہذیب اور حجاز

جسطرح برطانیہ نے شریف حسین کو دھوکا دیکر مرکز بت اسلام کو شدید نقصان پہونچا دیا اسیطرح امریکہ سعودی حکومت پر چھا گیا ہے جسکے نتائج کو سلطان ابن سعود جیسا ذہین و ذی علم قطعاً نہیں محسوس کرتا حج کے موقعہ پر عام مفکرین ملت حکومت حجاز کی اس ناعاقبت اندیشی پر حیرت و افسوس کرتے ہیں۔

حجاز کی عام زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ

حجاز عرب کے ایک صوبے کی حیثیت رکھتا ہے جسکا دارالحکومت مکۂ معظمہ ہے جو سطح سمندر سے تقریباً ۳۰۳۰ کیلو میٹر بلند ہے عرض ۲۱ درجہ ۲۸ دقیقہ اور طول ۴۰ درجہ ۹ دقیقہ ہے اسکی آبادی اسوقت سے شروع ہوتی ہے جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ

وسطایع علمی ذوق کا پتہ دیتے ہیں گو حجاز میں تعلیمی پستی آج بھی ہے
لیکن نسبتہً علمی بیداری پیدا ہو چکی ہے عربی کے مدارس بہت
سے ہیں لیکن اُنکا حال وہی ہے جو ہندوستان میں ہے کہ مدارس
عموماً بانیان مدرسہ کا ذریعۂ معاش بن جاتے ہیں کاش اہل حجاز
میں ذوق تحصیل علم پیدا ہو جائے تو وہ بہت جلد نمایاں ترقی کر
ہیں ان میں غیر معمولی ذہانت اور رشد ہوتی ہے مزاج میں غیر
معمولی امنگ محسوس ہوتی ہے بیش و کم پر قناعت اور ہر حال میں
بے فکر و خوش رہنا عربوں کی خصوصیت ہے وہ افسردہ دل رہنا
گویا جانتے ہی نہیں یار باشی اور تفریحات کے بھی وہ خوگر ہیں حجاز
سے ان کی اخلاقی حالت پست ہے اور بہت پست ہے عربوں
کی مہمان نوازی مشہور آفاق تھی لیکن آج ما جی ان سے چند
گھونٹ پانی پینے کو مانگتا ہے تو وہ نہایت بے رخی سے پیش آتے
ہیں حجاج سے انکو کوئی ہمدردی نہیں ہوتی اور بیحد افسوس
ہے کہ اہل حجاز کو علمی بدحالی کیوجہ سے کبھی یہ فخر بھی نہیں محسوس
ہوتا کہ ہمارے وطن میں بیت الحرام اور بیت الرسول ہے کہ
ساری خدائی یہاں کھنچکر آتی ہے اور اس فخر کے مناسب حال
وہ اخلاقی بلندی کیسا تھ پیش آ کر ممالک اسلامیہ کے دلوں میں

کے سفارت خانے ہیں بندرگاہ بھی نہایت عمدہ تعمیر ہوگیا ہے تار اور ڈاک خانوں کا انتظام بھی پہلے سے بہت بہتر ہے سعودی حکومت سے پہلے ڈاک خانہ نہ ہونیکے برابر تھا خطوط بہت ضائع ہوتے تھے اور آج بہت منظم ڈاک خانے موجود ہیں ہوائی ڈاک کا انتظام بھی معقول ہے۔

رباط یعنے مسافرخانے جو پہلے سے چلے آتے ہیں انپر کوئی اضافہ غالباً نہیں ہوا ہے رباطوں کا انتظام حکومت کی توجہ کا محتاج ہے مسافر کی حق تلفیاں ہوتی ہیں۔ قہوہ خانوں سے حجاز میں خاص چہل پہل نظر آتی ہے اور حجازیوں کی زندہ دلی کا اندازہ ہوتا ہے اہل حجاز بلکہ عرب عموماً کھانے پینے میں بیحد اسراف کے عادی ہیں ان سے ملنے کو جایئے تو بے تکلف طور پر فنجان کا دور بار بار چلتا ہے مکان میں کم سے کم ایک خاص نشست گاہ ضرور ہوتی ہے جہاں قالین بچھا ہوا ہوتا ہے اور بڑے بڑے گاؤ تکیے لگے ہوتے ہیں حقہ بھی نہ نفاست کیسا تھ پیا جاتا ہے اب اخبارات پڑھنے کا مذاق عام ہوچکا ہے ام القریٰ مکے کا مشہور اخبار ہے اسکے علاوہ اور بھی عربی اخبارات نکلتے ہیں شریف حسین کے عہد تک صرف ایک اخبار جاری تھا اور ایک ہی پریس مکے میں تھا اب متعدد اخبارات

کہ راستہ چلنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اور ڈرائیور اس شان سے چلاتے ہیں کہ بے اختیار تعریف کرنی ہی پڑتی ہے انکی ذہانت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

دیانت

حجاز میں چوری کبھی اتفاق سے ہوجاتی ہوگی ورنہ مکے میں تو لوگ دروازے کھولکر رات کو اطمینان سے سوتے ہیں دکانوں پہ لاکھوں روپیہ کے نوٹ سکے ومال وغیرہ رکھے ہوتے ہیں اور اذان کی آواز سنتے ہی لوگ حرم کو روانہ ہوجاتے ہیں مجال نہیں کسی کی جو ذرا دست اندازی کرسکے البتہ جب حج کے زمانے میں دیگر ملکوں کے لوگ اپنے اپنے ارمان کے ساتھ جمع ہوجاتے ہیں تو کہیں کہیں چوری ہوجاتی ہے اور یہ جرأت انہیں بیرونی لوگوں کی ہوتی ہے۔

دکاندار کی دکان پر اگر روپیہ پیسہ بھولکر چلے آیئے اور بازآئیے بعد پھر جاکر مانگئے تو فوراً دے دیتے ہیں خریداری کے وقت اگر اتفاق سے خریدار کے جیب میں رقم نہیں ہے کچھ کم ہے تو وہ اطمینان سے دکاندار امانت کہکر مال حوالے کردیتا ہے واپس

اپنا اچھا اثر قائم کرتے اگر وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے فخر و شرف
کو ظاہر بھی کرتے ہیں تو سوال کی صورت میں یا غیظ و خود بینی کے انداز
میں لیکن اس جگہ ناظرین یہ بھی سمجھ لیں کہ اسوقت حجاز میں عہد رسالت
کی نسلیں باقی نہیں رہیں الا ماشاء اللہ کچھ قریشی و ہاشمی و اولاد
فاطمہ وغیرہ ہیں نہایت غربت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور چند
گھرانے مدینہ منورہ میں ہیں جو آج بھی قناعت پسند ہیں لیکے ہیں
صرف ایک شیعی خاندان ہے بقیہ دیگر ملکوں کے لوگ حجاز میں اپنے
پست اوصاف کے ساتھ جاتے ہیں اور حجاز کی تہذیب کو بدنام
کرتے ہیں مدینہ منورہ میں کچھ سادات حسینی ہیں جو غربت کا شکار
ہیں لیکن قانع اور خوددار ہیں زائرین کو چاہیئے کہ انکا پتہ لگا کر
ضرور ان کی خدمت میں نذر پیش کریں۔

اسپ عربی کی تاریخوں میں خاص شہرت ہے لیکن حجاز میں خچر
کے سوا گھوڑے دکھائی نہیں دیتے سنا جاتا ہے کہ نجد کا گھوڑا
خوب ہوتا ہے۔

بازاروں میں جیسے ہمارے شہروں میں تانگے ہوتے ہیں اسی
سے ملتی ہوئی ایک سواری ہوتی ہے جسے عربیہ کہتے ہیں اور اسے
وہی خچر چلاتے ہیں۔ موٹروں لاریوں کی اسقدر کثرت ہے

ماشاء اللہ گو کہ معظمہ اسوقت علاوہ مرکز روحانیت ہونیکے بہت بڑی تجارت کی منڈی بھی ہے لیکن یہ سارا تجارت زیادہ غیرملکی مسلمانوں سے قائم ہے۔

صراحی سازی، زرگری۔ حدادی وغیرہ کے کارخانے ترقی پذیر ہیں اور قدرت نے باشندگان حجاز میں عجب صلاحیت رکھی ہے کہ وہ جس کام کو سیکھنا چاہتے ہیں تھوڑی سی توجہ میں اسکے ماہر ہوجاتے ہیں لیکن انکی بادیشی بیکاری۔ اسراف۔ تعلیمی پستی انکے لیئے مانع ترقی ہے۔ تجارت سے بے پروائی کا ایک بڑا سبب مطوفی کا پیشہ ہے چنانچہ اسی مطوفی کی آمدنی سے سیکڑوں مطوفین رئیسانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور انکے دروازوں پر موٹریں ہوتی ہیں افسوس تو یہ ہے کہ اس پیشۂ مطوفی کی نیکنامی کیلئے بھی وہ علم نہیں حاصل کرتے جسکی بدولت وہ معلم کہلاتے ہیں معمولی طور پر حج کے مسائل اور دعائیں رٹ لیتے ہیں جب جیسے چاہیں حج کرادیں بھلا علماء سے بحث تو کیا گفتگو بھی علمی انداز سے نہیں کرسکتے اسی بے علمی کا نتیجہ ہے کہ ناخدا ترسی خودغرضی فریب کاری معلمین کے لیئے گویا گناہ نہیں۔

ہیں فیتا اب خریدار کی یہ ایمانداری ہے کہ وہ بعد میں قرض ادا
دے اہل حجاز کے اس حسن اخلاق اور اعتماد کی مثال دنیا میں
ہیں نہیں ملیگی کہ وہ بغیر کسی جان پہچان کے خریدار کے اعتبار پر
سکو مال بلا قیمت حوالے کر دیتے ہیں الحمد اللہ کہ اس اخلاقی
پستی کے دور میں بھی ہادی اسلام کی تعلیم لا ایمان لمن لا دیانۃ
یا نہ لہ کا نمایاں اثر باقی ہے حالانکہ نسلیں بالکل بدل گئیں۔

تجارت اور حجاز

ر دور میں سلاطین اسلام نے ساکنان حجاز کو حسن عقیدت
کے ساتھ نذر و الوں سے خوش کیا خصوصاً زمانہ حج میں عام
مسلمانان عالم انکی حسب مقدرت خدمت کرتے رہے اسلامی
ریاستوں سے ہمیشہ ان کے لئے وظائف آتے رہے بڑی بڑی
اسلامی حکومتیں انپر زر و مال لٹاتی رہیں خصوصاً ترکوں
نے اہل حجاز پر زر و جواہر کی بارش کر دی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
اہل حجاز تعلیم اور تجارت سے ہمیشہ غافل رہے اسلیئے حجاز
بس جو د اہل حجاز کا کوئی مدرسہ یا آبادی کے تناسب کا رخانے
صنعت و حرفت کے ادارے انکے قائم کردہ نظر نہیں آتے

رفعت فکر پائی جاتی ہے مجھے اسوقت اپنے غلطی کا احساس ہوا کہ میں نے اشعار والے اخبارات محفوظ کیوں نہ کر لئے تاکہ اس جگہ کچھ شعراء حجاز کے مفکرات پیش کئے جاتے۔

مکہ معظمہ کے ایک اخبار میں شعراء حجاز پر ایک تنقیدی مبسوط مقالہ بھی مختلف نمبروں میں نگاہ سے گذرا اسے پڑھکر نہایت مسرت ہوئی تنقید کا معیار بہت اونچا تھا نہایت ہی عالمانہ انداز تحریر تھا حجاز کی علمی بدحالی دیکھتے ہوئے شعراء ادب پر تنقیدی بصیرت اور استادانہ طرز نگارش فاضلانہ اصابت رائے دیکھکر قدرے تسکین ہوئی کہ رسول کا وطن قرآن کا مقام نزول عالیہ دماغی سے خالی نہیں ہو سکتا۔

کاش حکومت دینی تبلیغ اور علوم و فنون کی بلند ترین اشاعت کا سلسلہ قائم کرے تو آج بھی خاک حجاز اپنے جوہر دکھا سکتی ہے۔

محلے

خاص مکے کی آبادی حسب ذیل تیرہ محلوں پر مشتمل ہے۔

المعابدہ۔ شعب عامر۔ سلیمانیہ النقا۔ سوق اللیل۔ القشاشیہ القرارہ۔ الشامیہ۔ اجیاد مسفلہ۔ شبیکہ۔ حارۃ الباب۔ جرول

زبان اور حجاز

حجاز کی موجودہ عربی کو کتابی عربی اور قرآن کے انداز بیان سے
کوئی لگاؤ نہیں گویا ایک نئی زبان بن گئی ہے جو عجمیوں کے اختلاط
سے پیدا ہوگئی ہے اگر حجاز کے ساکنین میں احساس خود شناسی
ہوتا اور وہ اپنی لسانی برتری کا احترام کرتے تو ہر دور میں وہ
زبان کی حفاظت کا لحاظ رکھتے اور ہرگز آجکی ناموس زبان
حجازی بولی نہ بن سکتی ہائے وہ مقدس زبان جس نے دنیا کی
زبانیں گنگ کر دیں وہ خود اپنے مرکز میں محفوظ نہ رہ سکے

شعر و ادب اور حجاز

عربوں سے علم سے بے توجہی کے باوجود غالباً عربوں کی فطرتی استعداد
کا کرشمہ ہے کہ حجاز میں شعر و ادب کا مذاق باقی ہے اور مکہ و مدینہ
وطائف ہر جگہ خوشگو شعراء کی جماعت ہے ان کے قصائد
وغیرہ مقامی اخبارات میں اکثر چھپتے ہیں بعض تازہ نمونے
میری نگاہ سے بھی گزرے جنکا معیار بلند تھا اور خوشی ہوئی
کہ شعر و ادب کا مذاق پست نہیں سلاست روانی پاکیزگی خیال

سی رہتی ہیں نماز فجر کی واپسی میں شیر برنج کے قسم سے ایک
چیز ہوتی ہے جسکو وہاں حلیب کہتے ہیں خوب بکتی ہے اور بڑی
چہل پہل رہتی ہے۔
میووں پھلوں ترکاریوں کی بھی دکانیں اس بازار میں ہیں۔
شارع اجیاد۔ اس روڈ پر حرم کے حسب ذیل دروازے ہیں
باب اجیاد۔ باب الرحمہ۔ باب التکیہ۔
یہاں قہوہ خانے اور کھانے کی دکانیں ہیں انگور سیب وغیرہ
بھی دنیا بھر سے بہتر بروقت شیریں و تازہ فروخت ہوتے
ہیں انار تو وہاں حقیقتہً جنت ہی کے ہوتے ہیں جسکی شیرینی
کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔
اسی بازار میں پوسٹ آفس مصری ہوٹل اور ہسپتال بھی ہے
شارع الساعی۔ شارع مسعیٰ کی مشرقی جانب محلہ قشاشیہ
میں واقع ہے یہاں گوشت اور ترکاری کا خاص مارکیٹ ہے
سوق المعلاۃ۔ یہ ایک چھوٹا سا بازار ہے ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہیں
شارع الجفالی۔ یہ سوق المعلاۃ سے ملا ہوا بازار ہے یہاں عربی
عبائیں بکتی ہیں اور قالین کی دکانیں ہیں جا نماز بھی بکتی ہیں۔
شارع الصاغہ۔ یہاں ہر قسم کے چاندی سونے کے زیورات وغیرہ فروخت ہوتے ہیں

شاہراہیں

مکۂ معظمہ کے مشہور بازاروں۔ شاہراہوں کے نام حسب ذیل ہیں۔
شارع المسعیٰ۔ صفا و مروہ کی درمیانی سڑک ہے جہاں سعی ہوتی ہے مسجد حرم کے مخصوص و محبوب دروازے باب السلام۔ باب النبی باب علی اسی سڑک پر واقع ہیں یہاں حجاج تبرکات اور کتابیں وغیرہ خریدتے ہیں۔
شارع سویقہ۔ اس سڑک پر حرم شریف کے حسب ذیل درواز ے ہیں باب الزیادہ۔ باب الدریبہ۔
اسی سڑک پر طرح طرح کے ادنیٰ سوتی ریشمی کپڑوں کی دکانیں ہیں جانمازیں عطریات۔ تسبیحیں یہیں فروخت ہوتی ہیں۔
شارع امیر فیصل۔ اس بازار میں حلوے مربے پنیر زیتون بسکٹ مکھن اور اناج وغیرہ فروخت ہوتا ہے۔
السوق الصغیر۔ اس بازار میں حرم کا دروازہ باب ابراہیم واقع ہے یہاں مختلف قسم کے کھانوں کی دکانیں ہیں دکانوں سے الگ باب ابراہیم سے تا دور صبح کے وقت عربی مذاق کے ناشتے روٹیاں مٹھائیاں کھجوریں دھوپ تیز ہونے تک

حصہ نظم

السلام علیٰ رسولنا خیر الانام

رسول کریم سلام علیک — رؤف رحیم سلام علیک
نبی مطاع شفیع لنا — نسیم جسیم سلام علیک
حریص علینا بشیر نذیر — انسیم وسیم سلام علیک
سمیع بصیر من اللہ نور — شہید عظیم سلام علیک
علیٰ بابک الیوم یا مصطفیٰ
شفیق مقیم سلام علیک

سلام بر شیخین جلیلین

سلام اے وزیران خیر الورا — ہے تم سے عیاں شان خیر الورا
زر و مال اپنا بڑے شوق سے — کیا تم نے قربان خیر الورا
تمہیں نیند آئی ہے کس شان سے — تہ ظل داماں خیر الورا
صداقت کی عزت عدالت کا فخر — ہے تم سے بفیضان خیر الورا
شفیق آستانے پہ حاضر ہے آج — نہ بھولیگا احسان خیر الورا

شفاخانے۔ سعودی حکومت نے مکے میں دو ہسپتال قائم کئے ہیں جہاں
مریضوں کا معائنہ مفت ہوتا ہے اور دوائیں بھی مفت دی جاتی ہیں تو مریض
کو بھرتی کیا جاتا ہے تو اسکو غذا و لباس بھی منجانب حکومت ملتا ہے
بڑا شفاخانہ محلہ اجیاد میں ہے جہاں تمام امراض کا علاج ہوتا ہے
اپریشن ٹیکہ اور انجکشن وغیرہ کے خاص انتظامات ہیں مختلف قسم کے امراض کے
خاص خاص شعبے ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں۔
شعبۂ تصویر۔ یعنی اکسیرے ڈپارٹمنٹ معمل تحلیل جراثیم یعنی بیکٹیریولوجیکل لیبارٹری
شعبۂ جراحت و اپریشن۔
ڈاک خانے۔ مکے میں ڈاک خانے متعدد ہیں سب سے بڑا ڈاکخانہ محلہ
اجیاد میں بڑے ہسپتال کے سامنے ہے اور سب سے بڑا تارگھر شارع
قشاشیہ میں ہے یہ تارگھر چوبیس گھنٹے رات دن کھلا رہتا ہے۔
پولیس کا محکمہ۔ حرم شریف کی اسپیشل پولیس کا دفتر باب اجیادنی کے
قریب ہے محلہ شامیہ کی پولیس کا مقام قاعۃ الشفا میں ہے محلہ الشفا
کا تعلق یہ محلہ معابدہ کا شاہی محل کے سامنے حجون کا حجون
کی بڑی سڑک پر واقع ہے اور محکمۂ امن عامہ کا صدر
دفتر دارالحکومت میں ہے۔

کسقدر دیوار دین مصطفےٰ
تیرے ہاتھوں سے ہوئی محکم سلام

ناز ہے اپنی رسائی پر ہمیں
پڑھ رہے ہیں آستان پر ہم سلام

اے وفا کے عطر میں ڈوبے ہوئے
پاکباز ذوالنفس و اکرم سلام

کیوں دبے اعدائے بدبین سے شفیق
تو ہے جب حامی تو کیا غم سلام

سلام بر مزار سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

السلام اے میرے سلطان حجاز
اے عصائے دست پیران حجاز

ہائے تیرے دور میں شان حجاز
موتیوں سے پر تھا دامان حجاز

السلام اے ماہ تابان حجاز
نازش ایمان و عرفان حجاز

آج تک تیرے نشانات قدم
ڈھونڈتے ہیں جان نثاران حجاز

تیرے دم سے اے انیس بیکسان
دور تک پھیلا ہے فیضان حجاز

بیر رومہ سے ہے قائم آج بھی
اک مثال جود و احسان حجاز

آہ تیرے بعد تیری یاد میں
مدتوں روئے غریبان حجاز

حامی امت وہ دن نزدیک ہے
پھر پکارے گی تجھے شان حجاز

تو نے ذی النورین پایا لقب
تجھ سے روشن ہے شبستان حجاز

ترا موضوع شہادت بن گیا
سرخیٔ خون شہیدان حجاز

منقبت صدیق اکبرؓ

رفیقِ مصطفےٰ کیا وصف ہو مجھ سے رقم تیرا
بلندی پر ہے غارِ ثور کی اب تک علم تیرا

بنائے قصرِ عرفاں ہے وجودِ محترم تیرا
زہے اس خاک کی عظمت کہ جس پر ہو قدم تیرا

تری رفعت کا کیا کہنا تری عظمت کا کیا کہنا
صداقت نام لیتی ہے سرِ بامِ حرم تیرا

حدیثِ من لہ المولیٰ سے یہ تصدیق ہوتی ہے
زمیں تیری زماں تیرا عرب تیرا عجم تیرا

ملائک آج تک جھکتے ہیں تیری خاکبوسی کو
وہ اونچا مرتبہ ہے عرشِ اعظم کی قسم تیرا

نرالا ہے وہ فاتحانہ دبدبہ تیری خلافت کا
زباں پر نعرۂ تکبیر ہاتھوں میں علم تیرا

خدا کے واسطے اے ماہِ طیبہ جلوہ افگن ہو
کہ اکثر ذکر کرتا ہے کوئی باچشمِ نم تیرا

سحر کا وقت ہو میں ہوں مدینے کا بیاباں ہو
ہوائیں لے کے آتی ہوں پیامِ دمبدم تیرا

دلِ بیتاب کو غم کی کہانی بھول جاتی ہے
جب افسانہ سناتی ہے نسیمِ صبحدم تیرا

لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی تیرے تصور میں
برس جاتا ہے آ کر برشکالِ کرم تیرا

ترا سوز و گدازِ عشق کیفِ جاودانی ہے
فدا ہو ہر خوشی اس دل پہ جس کو ہو نصیبا غم تیرا

شفیق آتی ہے گردوں سے صدائے مرحبا پیہم
ہے نازاں مدحتِ صدیق اکبرؓ پر قلم تیرا

سلام در شانِ فاروق اعظمؓ

فخرِ ملت قبلۂ عالم سلام
یا عمرؓ یا فاتحِ اعظم سلام

کا زمانہ ہے تری غربت پسندی دہر میں — باپ ختم المرسلین شوہر امیر المومنین
آجتک ملتی نہیں تیری قبا کی دھجیاں — سید کونین کی بیٹی غذا نان جویں
گاہ دل بیکس یتیموں کی دعا سے شاد باش — گاہ بیوہ عورتوں کے غم میں آنکھیں شبنمیں

آفتابِ حشر سے جس وقت گھبرائے شفیق
ہو تری چادر کا سایہ سایۂ عرشِ بریں

جنت البقیع میں عاشورہ کی رات

بحسنِ زلف محبوبان طیبہ — شب عاشورہ ہے عنوان طیبہ
بقیع پاک میں خاصان طیبہ — ہیں مست بادۂ عرفان طیبہ
صدائیں آرہی ہیں ہر طرف سے — سلام اے سید شبان طیبہ
حسینؑ ابن علیؓ مظلوم فاتح — امیر حلقۂ خوبان طیبہ
بہت موزوں ہے جسکے پاک سر پر — کلاہ عزت ایمان طیبہ
بسوئے تربت بنت پیمبر — خراماں ہے عروس شان طیبہ
شہید نینوا کی تعزیت کو — چلے آتے ہیں مشتاقان طیبہ
دعا گو ہیں جہاں خضر و مسیحا — وہ بستی ہے یہ گورستان طیبہ

شفیق یاد خدا بھی کہہ رہا ہے
سلام اے ماہِ برج دو جہانِ طیبہ

کاش یہ کو تیرا پرچم ہاتھ میں
دیہوم سے نکلیں جوانان حجاز

سلام در شان علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ

السلام اے وارث دین و کتاب　　یا علی یا بو الحسن یا بو تراب
روئے تست آئینۂ عرفان حق　　آفتاب آمد دلیل آفتاب
السلام اے راز دار معرفت　　نکتہ دان معنی ام الکتاب
زور بازوئے نبی شیر خدا　　فاتح خیبر شہ عالی جناب

یک نگاہے بر شفیق دردمند
بر زبان فریاد و در دل اضطراب

سلام بر در بنت خیر الانام

السلام اے دختر محبوب رب العالمین　　السلام اے قدسیہ سلطانہ ایمان و دین
حیطۂ ناموس اکبر ہے ترے گھر کی زمین　　تیرے حجرے کا لقب فردوس روئے زمین
تیرے فاقوں سے بلندی پر مقام اتیار کا　　تیری غربت کی جلالت آفرین صد آفرین
مرحبا صلی علی تیری غریبی کا شرف　　گھر میں چکی کی صدا در پر گدا روح الامین
تیری آہ صبحگاہی میں تھے فرد و ر و ئی الیس　　تیرے اشکوں میں پناہ بیوگان نازنین

ن ہمانجا نور عرفان دیدہ ام — جشن ارواحِ شہیدان دیدہ ام
بش سوز دلِ عبدالمجیدؒ — آشکارا بنگرم چون صبح عید
وۂ محراب نورانی ببین — یادگارِ عہد عثمانی بہ بین
ن بنام شافع یوم النشور — دیدم آنجا بارشِ باران نور
ـمد اللہ کثرتِ انوارہا — نسبتے وارد در و دیوارہا

اندر اینجا نغمہ خوان بودم شفیق
چون سگے بر آستان بودم شفیق

قصائد نعتیہ

ا رے جہلم اگر زیر دامان سحر آئے
ـمی ناک جاگتا ہوں میں کہ شاید فتنہ گر آئے

اسیری پر بہاری آپ کیوں با چشم تر آئے
بہار آئی کہ ہم دیوارِ زندان توڑ کر آئے

ہکش ہوں دعا کے خیر مقدم کو اثر آئے
ـقا ہوں ہا نہ تو رحمت کا بادل جھوم کر آئے

نہ پوچھو جام و مینا پر خراب شیخ کے نکتے
بر مینا نبیے کیا آئے کہ دنیا دیکھ کر آئے

مدینه مرکز ایمان و دین است — تجلیگاه ختم المرسلین است

در این عالم مثال عرش و کرسی — جوار رحمة للعالمین است

به هر سو جلوهٔ یسین و طٰه — ز آثار جمال همنشین است

زهے شان مسیحائی که گوئی — مقام ابن مریمؑ بر زمین است

مقام وادی دلکش ار طیبه — برو بے خاک فردوس برین است

همین دانم که در راه مدینه — قدم بر دوش جبریل امین است

چه پرسی طینت سکّان طیبه — بدلها نور قرآن مبین است

زهے لطف و کرم فیض حضوری — نصیب عاشقان نکته بین است

مدینه آنکه در جام و سبویش — شراب اولین و آخرین است

ستون در روضه و محراب و ممبر — سرور دیدهٔ اهل الیقین است

بیا در کوچه و بازار طیبه — بهار جانفزا و دل نشین است

نشاط روح و جانم ذکر طیبه
شفیقی بر کلامت آفرین است

باب مجیدی

برو در باب مجیدی را ببین — جاتمی در روح شهیدی را ببین

۲۷۷

ں سے چھوٹ کر آئے مگر بے بال و پر آئے

ہمیں وہ یاد ہے بے اعتنائی کا زمانہ بھی
گرا دی آپ نے چلمن جہاں ہم سوئے در آئے

ئی جب چارہ سازوں کو مرے جینے سے مایوسی
ستر کے سرہانے آپ بھی دل تھام کر آئے

بتاتا ہی نہیں چھپ کر یہ نالے کا پتہ کوئی
خود اپنی روشنی سے چاند تارے بیخبر آئے

ئے کون انکی داستان بے نقابی کو
نا پردہ تو پھر کب ہوش میں اہل نظر آئے

گئے تھے ان کے کوچے میں علاج وحشت دل کو
مگر دیوانگان عاشقی آوارہ تر آئے

دو اے تو ہم دیوانے گئے اسیری میں
تک نہ چھوٹے بھی نہ اسے یاد سحر آئے

تمہی فریاد کر کے ان کا گھر در بام سے وہ نور
یں دیوار کیوں روشنا ہے دیوانہ ادھر آئے

ں میں چھپکے پیار چلمن کی شعاعوں کو
ہو اب تا زمین ہوں چاندنی دیوار پر آئے

مبارک اس ستم آرا کو مشق ناوک اندازی
الہی اس طرف جو تیر آئے کارگر آئے

ہوا سے نصف شب کی شوخیوں کا پوچھنا کیا
انہیں جب نیند آئی اور گیسو تا کمر آئے

حرم کے بام و در پر انکے پرتو سے یہ عالم ہے
کہ جیسے آئینے میں عکس خورشید و قمر آئے

انہیں جلووں سے گھر کی روشنی منظور ہے ور
ابھی کہدوں تو فرش خاک پر سورج اتر آئے

ترا شوریدہ ساماں آج شاخ گل کے سائے میں
دعائیں مانگتا تھا اور داغ دل ابھر آئے

ہنسی آتی ہے اس ٹوٹے ہوئے دل کی تمنا پر
ہزاروں آئینے ٹوٹیں جو وہ آئینہ گر آئے

نہ ہوگا دم رخصت محبت کا تاثر بھی
مکینانِ کوئے جاناں دور تک باچشم تر آئے

خدا انصاف فرمائے گرے بجلی تو گردوں سے
مگر تہمت مری معصوم ویرانی کے سر آئے

ہمیں تم کیا مبارکباد دیتے ہو چمن والو

حرم کی شام ہے نہ وہ پردہ پوشِ ظلمتِ عصیاں
سیہ کاری ترے رخسار کی رنگت نکھر آئے

بظاہر شام لیکن سمجھے جو وقت روشن ہوں
تو ہر قندیل ہر فانوس میں سورج نظر آئے

زہے ہیبت علی ہے گنبدِ خضرا کا نظارا
کہ جیسے رحمتِ حق سبز چادر اوڑھ کر آئے

جو بابِ عنبریں آیا تو یہ محسوس ہوتا تھا
کہ خوشبو انکی زلفِ عنبریں کی تازہ تر آئے

مسافر قافلے سے چھوٹ جانے پر نہ گھبرائے
منارے جب نظر آئیں سواری سے اتر آئے

کھلا یہ راز کعبے کی حضوری کیوں مقدم تھی
نہالے پیر زمزم پہ نہ جو ہوتا ادھر آئے

سمجھتے تھے فقط معیارِ وحشت چاک دامانی
گئے ہم تو جنوں کے نام کو بدنام کر آئے

کوئی انکے کرم سے قدر پوچھے خستہ حالوں کی
سلام ان آنیوالوں پر جو ٹوٹے قلب و جگر آئے

حضوری ہیں بلا تشبیہ وہ احساسِ شفقت ہے

قریب خیمۂ جانان وہ ریگستان کا منظر
کسی پیاسے کو گویا دور سے پانی نظر آئے

سحر کی ہلکی ہلکی دھوپ وہ شبنم کی تابانی
کہ چاندی پہ کوئی سونے کا پانی پھیر کر آئے

یکایک صبحدم کوہِ احد کا سامنے آنا
شبستان سے کوئی محبوب چوٹی گوندھ کر آئے

وہ نخلستان طیبہ دوپہر گھٹتا ہوا سایا
جھکائے سر دلہن سمٹی ہوئی آہستہ تر آئے

چمکتا ہے ریگ کے ذرات میں جب ان کی نسبت سے
وہ آجائیں تو ریگستان میں جنت اتر آئے

حقیقت نا دی محبوب کی عشاق سے پوچھو
جہاں کرتی ہوئی سجدے نگاہِ حق نگر آئے

نئی کلیاں ندامت سے ذرا گھبرائی جاتی ہیں
وہ آجائیں تو پھر کوئی بہارِ تازہ تر آئے

مطلع

گرے بجلی تو آفت خرمن عصیاں کے سر آئے
تبسم انکے ہونٹوں پر باندازِ دگر آئے

نہ پوچھو روضۂ اقدس سے زائر کا جدا ہونا
کہ جیسے اپنے میکے سے دلہن با چشم تر آئے
بنایا اے شفیق انکی گلی کی خاک کو سرمہ
کہ آنکھوں میں لگا کر کحل ما زاغ البصر آئے

قصیدہ

بیادِ چشم ساقی لیکے کیفِ میکشی آیا
درِ میخانہ کیونکر بھی [illegible]
بہت جب رو کے تنہائی پہ رنگ بیکسی آیا
تو ہم مجبور ہو کے لب پہ تمہارا نام بھی آیا
حجابات اٹھ گئے جب دو دلوں میں ساغر بھی آیا
تمہارا وہ گھونگٹ پہ چہرے پہ نور آگئی آیا
کچھ اتنا مقصد ہے الفاظی پہ پردہ پوشی
کچھ اتنا تذکرہ ہے رابطہ ہے تو تمہیں بھی آ
تمہارے غم میں رونے ہی سے ایسا جی بہلا
بڑا ہی ساتھی تنہائی اگر غمخوار بھی آیا
وہ سمجھا تمہارا یاد آیا جی تڑپ اٹھا

کہ مشفق باپ کی آغوش میں لختِ جگر آئے

مدینے میں پہونچکر بس یہی محسوس ہوتا ہے
کہ گویا راہ سے بھٹکا مسافر اپنے گھر آئے

گناہوں پہ لرزتے تھے وہاں پہونچے تو کیا دیکھا
پناہ دامنِ رحمت میں ہم سے بیشتر آئے

زہے رحمت سفارش کر رہی ہے شانِ غفاری
دعائیں با اثر لیتا جو کوئی بے ثمر آئے

زہے صحنِ حرم کی وہ لطافت آفریں خنکی
جلو میں جیسے نسیمِ جاں فزا کے دوش پر آئے

زہے وہ [illegible] کی [illegible] رکھتا ہیں
جہاں قرآن نازل ہو خدا کا نامہ بر آئے

زہے تقدیر حجاج [illegible]
[illegible]

زہے [illegible] کی گلیوں میں
کیا [illegible] کون [illegible] آئے

طوافِ آستاں میں دیکھئے احرار [illegible] کو
یہ مرغانِ حرم جیسے کہ تازہ بال و پر آئے

ترے جانباز کے دم تک رہا چرچا محبت کا
پھر اسکے بعد محفل میں نہ ذکر عاشقی آیا
ٹھہرتا نجد کی آندہی میں کب تک پردہ محمل کا
غبار ناتوان قیس آخر کام ہی آیا

مطلع

حرم کے اہل دانش میں بھی ہوش آگہی آیا
ترا دیوانہ جب لیکر پیام زندگی آیا
اندھیری منزلیں تاریک راتیں جگمگا اٹھ
جہاں کوئی قلندر لیکے دل کی روشنی آ
یہ خورشید و انجم تھے مگر بے نور تھی دنیا
خدائی جگمگائی جب زمیں پر آدمی آیا
تبسم کی ادا سیکھی ہے کب گلہائے ہستی
جب اک انسان کامل لیکے ہونٹوں پر ہنسی
شب ظلمت کے ہنگاموں میں گم تھی عقل انسانی
یکایک طاق کعبہ پر چراغ ہاشمی آیا
رہیں کشور حقانیت شاہنشہ گ
امیر بارگاہ و مسند پیغمبری

تمہارے بعد کوئی بھی جو بہرِ دل دہی آیا
شبِ وعدہ شناسی تھی ہوا کی سنسناہٹ بھی
مجھے رہ رہ کے یہ محسوس ہوتا تھا کوئی آیا

خیالِ دوست تجھ پر عشرتِ کونین صدقے ہو
کہ تو بنکر مرے ٹوٹے ہوئے دل کی خوشی آیا

سنا ہے اٹھ گئے آنکھوں پہ آنچل رکھ کے محفل سے
جب ان کے خانہ برباد دل کا ذکر بیکسی آیا

نہ ہنسنا تھا ترے رونے پہ شبنم اہلِ گلشن کو
ترے اشکوں سے ان پھولوں پہ حسنِ تازگی آیا

نہ تسکین دے سکے دل کو ہوائے صبح کے جھونکے
نسیم کوئے جاناں آگئی تو جی میں جی آیا

چمن میں تو بہار آئی مگر یہ کس سے پوچھوں میں
کہ میرے بعد صحرا میں کوئی دیوانہ بھی آیا

یہ کس کی یاد آئی غمکدے کی چاندنی بنکر
جبینِ شامِ فرقت پر غرورِ روشنی آیا

اڑایا میرا رنگ چاک داماں بہت لیکن
ان پھولوں کو ابتک شیوۂ دیوانگی آیا

جو کملی میں لئے کونین کی شاہنشہی آیا

مطلع

ہوئی طے راہ غربت یہ مبارک وقت ہی آیا
شہ کوثر نزا پیاسا سر بہیر علی رض آیا

غم فرقت کا مارا شربت دیدار کا پیاسا
سنانیکے لئے پھر داستان تشنگی

یہاں تک ہم پہونچتے یہ ہماری مقدرت کیا تھی
جسے تیرے کرم نے یاد فرمایا وہی آیا

نظر ہے آج پھر باب السلام و باب رحم
پھر اپنی خوش نصیبی سے یہ وقت خوش دل

میں کیا ہوں چاک ہو جائے گریبان ماہ کنعاں کا
کچھ ایسا حسن لیکر نور محراب النبی آیا

یہ موقع زندگی میں بار بار آتا نہیں ا
یہاں بھی تو نہ کا بت لیکے شام ہجر کو

حضوری میں پہونچکر شکوۂ تقدیر کیا کرتے
در اقدس پہ جو آیا مقدر کا دھنی آیا

زہے تقدیر یارب وہ پکاریں مجکو شفقہ

فرشتے جان لیں انسانیت کا مرتبہ کیا ہے
سکھانے آدمِ خاکی کو اسرارِ خودی آیا
دکھانے کے لئے وحدانیت کی شان عالم کو
مٹانے کے لئے دنیا سے رسمِ آذری آیا
وہ ایسا دبدبہ تھا ساتھ توحید و رسالت کا
گرے اصنام کعبہ منہ کے بل وہ جب گھڑی آیا
بشارت انبیاء دیتے رہے آدمؑ سے عیسیٰؑ تک
نبوت ناز فرماتی ہے جس پر وہ نبی آیا
بشر نورِ مجسم کا یا اک مضمون اک رحمت میں
عبداللہ کے گھر [illegible] یا کر کے آیا
پڑی سوتی رہیں دنیا کی قومیں خوابِ غفلت میں
یہ جب آیا تو انسانوں کو شعور [illegible] زندگی آیا
محلوں میں آج تک باقی ہے اسکے رعب و رتبہ
پکڑا ہوا قدموں سے تاجِ قیصری آیا
اسی کے دور میں انسانیت نے آبرو پائی
مساوات و اخوت کا نظامِ دائمی آیا
لہٰذا قیامت تک سلام اس آپ پر ہو اسے یہ

سر دن پہ انکے دیکھو بگڑے ہاں تار گریبانکی
کلاہ گل پہ بھی ایسا نہ رنگ دلکشی آیا

جب ان کانٹون نے میرے پاؤنکے چھالو سے پیئے خونکو
بہار آئی سری رگ رگ میں خون زندگی آیا

یہاں کانٹوں پہ رونق ہے تو پھر پھولونکا کیا کہنا
کہ چھلکے ہر ورق میں عکس رنگ ہاشمی آیا

یہاں پھولونکو وہ پاکیزگی بخشی ہے فطرت نے
لطافت کا سبق لینے دل غوث و ولی آیا

زہے جدت طرازی دا یہ فصل بہاری کی
بنا اک گوشوارہ شاخ میں جو پھول بھی آیا

جدھر پہونچی صبا صل علی کہتی ہوئی پہونچی
جہاں کوئی کلی چٹکی زبان پہ یا علی آیا

وہ توحید و رسالت کی بہارین آشکارا ہین
یہاں پہونچا تو ملحد کو یقین خلد بھی آیا

نہ کرنا شکوہ دوری کہ یہ اعزاز کیا کم ہے
شفیق انکے غلامون میں تمہارا نام بھی آیا

ہوں میں با ادب یا سیّد عالم ابھی آیا
تحیّر ہے خود اپنی ناتوانی کو رسائی پر
کہاں سے میں کہاں پڑھتا ہوا نعتِ نبی آیا
مدینے کی بہار اللہ اکبر پوچھنا کیا ہے
جہاں بیکر گُل باغِ خلیلی تازگی آیا

لطافت آفریں ہیں وادیٔ طیبہ کے کانٹے بھی
جنہیں چُنتا ہوا دار وغۂ فردوس بھی آیا
یہ وہ کانٹے تھیں زخمی ہوں جس سے پاؤں کے تلوے
بنایا سنانِ حوروں نے جو کارِ دلبری آیا

انہیں محبوب کانٹوں کا تصوّر صورتِ سوزن
غریبوں دلفگاروں کے پھٹے دامن کو سی آیا
مگر اعدائے بدبین نے ادھر آنیکی جرارت کی
تو ان کانٹوں کے لب پر لا فتیٰ الا علی آیا

خدا رکھے یہ کانٹے کام دینگے خارِ نشتر کا
گر اپنی فوج لیکر اس طرف دجال بھی آیا
منافق کیلئے ایک ایک کانٹا نوکِ پیکان ہے
مگر عاشق کو ان کانٹوں نے لطفِ زندگی آیا

مجھکو کبھی نہ بھولیگے دم لطف دلنوازش
دیوانہ نوازی سے تو امید یہی ہے

وہ گرمی ہجراں ہے کہ العظمۃ للہ
دل ہے مرے سینے میں کہ اک آگ دبی ہے

کہتی ہے بڑی دیر سے گرد رہ منزل
تجھکو در جانان کی ہوا پوچھ رہی ہے

میدان قبا دیکھ کے کیا دل کو خوشی ہے
یہ خاص گذرگاہ رسول عربی ہے

کیا دھوم سر منزل آبار علی ہے
بس این جبینا کی صدا گونج رہی ہے

رابغ سے ہے انداز جداگانہ ہوا کا
جو موج ہے وابستہ گیسوے نبی ہے

پوچھو نہ پھولوں کے درختوں کے تلے کیف
سوئی ہوئی کانٹوں پہ نگاہوں کی خوشی ہے

کیا چاندنی لائی ہے مری شام غریباں
اب روشنی صبح وطن بھول گئی ہے

ظاہر میں تو خاموشی ہی خاموشی ہے لیکن
بکھرے ہیں جو تارے تو قضا بول رہی ہے

بیوقت ہمیں بھول گئے قافلے والے
چھوٹا ہے کہاں ساتھ جہاں شام ہوئی ہے

دن بھر کا تھکا دھوپ کا درماندہ مسافر
لیٹا ہے بہر خاک تو نیند آ ہی گئی ہے

اے راہ رو تم مری بستی سے نہ گذرو
اس دیس میں آباد غریب الوطنی ہے

لیکن وہ غریبی کہ خدا جیسے ہو شاہی
ہر درد میں آرام ہے ہر غم میں خوشی ہے

کس شان سے جاتی ہے مری خانہ خرابی
ہمراہ مدینے کی نسیم سحری ہے

ہر قسم کی تکلیف مسافت ہے گوارا
عشاق چلے جاتے ہیں گو دھوپ کڑی ہے

خود پاؤں دباتا رہا درماندہ منزل
شاداب درختوں کی جہاں چھاؤں گھنی ہے

فریاد شفیق جگر افگار نہ سنئے
کمبخت کی آواز عجب درد بھری ہے

یہ دَور نہ ہو ذوق کا اصرار یہی ہے
یارب غمِ محبوب مرے دل کی خوشی ہے

اکثر اسی بستی میں جہاں اُنکی گلی ہے
میں نے دلِ برباد کی آواز سنی ہے

اے بے رخیِ دوست یہ کیا بوالعجبی ہے
دل ٹوٹتا جاتا ہے مگر آس بندھی ہے

وہ زلف تو سو مرتبہ بگڑی ہے بنی ہے
دیوانے میں اب تک وہی شوریدہ سری ہے

اک ہم نہ ہی دشت میں اے باد بہار
جب تو ہے تو کیا خانہ خرابوں کی کمی ہے

فریاد ہے شورِ جرسِ قافلہ تجھ سے
بھٹکے ہوئے راہی کی ابھی آنکھ لگی ہے

دنیا سے الگ ہے ترے درویش کا عالم
ہونٹوں پہ ترا نام گلے میں کفنی ہے

ہو جائے ترے جامۂ رنگینی کا نظارا
دامن کی کمی پھر نہ گریباں کی کمی ہے

میرے ہی لئے تیز ہیں تیری نگاہیں
دنیا میں تو مشہور تری خوش نظری ہے

کیا ضبط پہ قادر ہیں مریضانِ محبت
دل درد سے بے چین ہے ہونٹوں پہ ہنسی ہے

دامن کی ہوا سے تپشِ دل نہ بڑھاؤ
یہ آگ بجھانے سے بجھے گی نہ بجھی ہے

یہ طائرِ دل اور کہاں جشنِ بہاراں
مدت سے جسے شکوۂ بے بال و پری ہے

دیکھا نہیں جاتا ترے بیمار کا عالم
کیا جانے اسے موت کہاں بھول گئی ہے

وہ اور ہیں جو ہنس کے گرا دیتے ہیں بجلی
اس لب کے تبسم میں غریبوں کی خوشی ہے

اب پوری جوانی پہ ہے آرائشِ محفل
آجا مرے محبوب کہ تیری ہی کمی ہے

اللہ کسی کو نہ کرے عشق سے محروم
اسکے لئے دنیا میں نہ غم ہے نہ خوشی ہے

دل درد سے خالی ہو تو جینے کا مزا کیا
یہ درد نہیں زندگیِ زندہ دلی ہے

خاتون اسلام

رہی غیرتِ عظمت اہل جفا ہو نہ سکی
تیری تہذیب درندوں کی غذا ہو نہ سکی
کہتی نکتہ رس ہیں معرکۂ ذبح عظیم
سر کٹے بھی ہاتھ سے تلوار جدا ہو نہ سکی

نعرۂ ہو

رنگین کہیں دیوار ہیں تیروں کے بہوتے
آتی ہے کہیں خون کی بو ظرفِ وضو سے
ہے شیخ ابھی زعم میں دیوانہ ابھی تک
ٹل جائیگی ہر ایک بلا نعرۂ ہو سے

ترک خاتون کو حرم میں دیکھکر

وہ سبز پوش حسینہ حرم میں آئی ہے
تو خود نظر نے جبین ادب جھکائی ہے
ردائے سبز یہ صدقہ ہے پاک داماں کا
بہار گنبد خضرا سے مانگ لائی ہے

حسن اور عصمت

ہجوم عام میں بھی بے نقاب ہو جائے
تو خود حسین کی عصمت حجاب ہو جائے
مجھے کلام ہے اس حسن کی صداقت میں
کہ جسکو دیکھ کے نیت خراب ہو جائے

اسلامی ہمہ گیری

سکوت میں کا تعلق کب ہے نورانی
یہ نسبت عارضی ہے یا صفاتی

عرفانِ عرفات

سوزِ پنہاں تو سلامت ہے خطاکار سہی
تیرے بندوں میں تو شامل ہوں گنہگار سہی

کرمِ غیر سے بہتر ہے ترا قہر و عتاب
تجھ سے نسبت ہے تو پھر نور نہیں نار سہی

خاکِ عشاق کے ذروں کی نمائش ہو تو ہو
تیرے خورشید کی بھی گرمیٔ بازار سہی

تپشِ گرمیٔ ہجران کا صلہ تو پایا
ظلِ دامن نہ سہی سایۂ دیوار سہی

مجھے پیاری ہے تری دھوپ میں عرفات
گو تری موجِ ہوا برق شرربار سہی

کیوں نہ چہرے پہ ملوں خاکِ گذرگاہ منا
راہِ محبوب تو ہے وادیٔ دشوار سہی

ذوقِ لبیک نہ جائیگا کفن پوشوں کا
گوشۂ قبر سہی حشر کا بازار سہی

قیس تنہا دشت کی جاگیر کے قابل ہی نہ
وہ نہیں ہے تو شفیق جگر افگار سہی

قطعات

انما الاعمال مفتاح الہدیٰ
یا اخی دع ما کدر خذ ما صفا

من سعیٰ قد فاز فوزاً الاکلام
لیس للانسان الا ما سعیٰ

جادۂ ہوش

چون گرفتار غم ناقہ و محمل باشی
ہمت خویش نگر عازم منزل باشی

حدۂ فکر و نظر نیست جنوں رہبر شوق
شرط اول قدم آنست کہ عاقل باشی

ادبِ حاضر

یہ انقلاب کیسا آیا ہے یا الٰہی
غازہ بنی ہوئی ہے چہروں کا روسیاہی
بس یہ ہے کارنامہ اس دور کے ادب کا
تہذیب کی ہلاکت، اخلاق کی تباہی

شانِ مومن

قدسی بھی چومتے ہیں سنکر مرا فسانہ
طوبےٰ پہ ہے نشیمن سدرہ پہ آشیانہ
میں کیوں کسی سے مانگوں میں خود ہی بانٹتا ہوں
ہے قاسم الخلائق پیغمبر زمانہ

یادِ ایام

نظر آتے نہیں ان وادیوں میں اگلے مستانے
کہ خیموں سے جہاں آباد ہو جاتے تھے ویرانے
کہاں وہ دشت پیمائی جہادِ عاشقی کیسا
کہ خود محمل نشیں ہیں آجکل لیلا کے دیوانے

حجازی رحمتہ للعالمین ہے حجازی کا تصور کائناتی

رجز

مارے کفر جگر کہا رہا ہے قدیم الحاد کا تھرا رہا ہے
حجازی کا دلولے لیکر حرم سے شفیق جونپوری آرہا ہے

شمع حجاز

گر اک انسان اعظم کو نہ رہبر کاروان کرتے
تو گویا اپنے احساس خودی کو رائگان کرتے
حجازی روشنی میں ہم نے راز زندگی پایا
نہیں معلوم سجدے کس طرف کرتے کہاں کرتے

نعرۂ تکبیر

محفل شعر و ترنم ہو کہ وعظ و پند ہو
نعرۂ تکبیر سے اپنی زبان کیوں بند ہو
کہہ رہا ہے قوم سے ایثار و قربانی کا جوش
ہاجرہ سی ماں ہو اسمٰعیل سا فرزند ہو

کبھی ہوتی ہے گھر میں چاندنی کی جلوہ پیمائی
کبھی آتا ہے سورج لیکے پیغام دل آرائی
پکار اٹھتی ہے حسرت سے تری امی کی تنہائی
صلاح الدین آ تو بھی کہ محفل یاد کرتی ہے

جوانوں کی نظر میں روشنی ہے سرخ تاروں کی
تجلی پھول بیٹھے ہیں حجازی ماہ پاروں کی
سماں تاچتا ہوں بزم عرفانی بہاروں کی
صلاح الدین آ تو بھی کہ محفل یاد کرتی ہے

مچی ہے دھوم گھر میں سترہویں کی بہار آئی
صبا کے دوش پر بوئے در قطب الہدا آئی
فرشتوں کا ہجوم آیا وہ حوروں کی قطار آئی
صلاح الدین آ تو بھی کہ محفل یاد کرتی ہے

دکانیں سج رہی ہیں زائرین خوش سیر آئے
ادب سے خاک بوسی کیلئے جن و بشر آئے
مری آنکھیں ترستی ہیں کہیں تو بھی نظر آئے
صلاح الدین آ تو بھی کہ محفل یاد کرتی ہے

فلک شبنم سے تار ماہ میں موتی پروتا ہے
چراغاں ہو رہا ہے شامیانہ نصب ہوتا ہے

۹ [illegible] صلاح الدین

نسوانیت پسندی

وہ بچہ خاک دشمن کی کلائی توڑتا جاتا ہے
سکتے جاتے ہوئی جس سے گیسوئے معشوق سمٹ جانے
عجب دیوانگی پیدا ہوئی تہذیب حاضر سے
کہ پیدا ان کے ہاتھوں میں مجنون سکتے جانے

حضرت شاہ مدار کی سترہویں

اور صلاح الدین مرحوم

شفق کی سرخیوں میں شام کی رنگت نکھرتی ہے
شعاعیں شانہ ہیں زلف شب گیتی سنورتی ہے
نئے تارو‌ں سے فطرت کہکشاں کی مانگ بھرتی ہے
صلاح الدین آتو ہی کہ محفل یاد کرتی ہے

تلاوت کیلئے وہ طاق پر قرآن رکھا ہے
کہیں آئینہ رکھا ہے کہیں گلدان رکھا ہے
تری دلچسپیوں کا جابجا سامان رکھا ہے
صلاح الدین آتو ہی کہ محفل یاد کرتی ہے

قطعہ تاریخ رحلت

حضرت مولانا سید شاہ شاہد علی سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جونپور قدس سرہ

چلے سیدی شاہ شاہد علی — خوش اخلاق ذی علم فخر وطن
رشیدی چمن کے گل پر بہار — معطر ہوا جس سے زمین و زمن
حریم سیادت کے روشن چراغ — سرور دل و سینۂ پنجتن
حقیقت شناس علی ولی — شبیہ جمال حسین رض و حسن رض
زمانہ نگاہوں میں تاریک ہے — گئے وہ تو بے نور ہے انجمن
کسیکو جہاں میں نہیں ہے بقا — کھڑی ہے سرہانے اجل خندہ زن
اسیطرح دنیا میں ہے آدمی — کہ جیسے مسافر غریب الوطن
یہ کہتی ہے فانی کی خاک مزار — کہ اے مبتلایان فرزند و زن
خدا کے لئے ہوش میں آؤ تم — یہ دنیا نہیں ہے تمہارا وطن
سنو مرد مومن کو درکار ہے — خدا کی محبت میں دیوانہ پن
نصیحت یہ فانی کی عامل بنو — کہ تھے مرد دانا و پیر کہن
مریدوں کے دل سے تو پوچھے کوئی — نم آنکھیں ہیں لب خشک دل پر محن
دعا ہے کہ مرقد پہ تا روز حشر — رہے بارش رحمت ذو المنن
فرشتے کہیں نم کنومۃ العروس — ہو آراستہ قبر جیسے دلہن
کہا میں نے بیتی مزار اے شفیق — یہ ہے قبر فانی شگفتہ چمن

کنارے تیرا محزون باپ تیرے غم میں روتا ہے
صلاح الدین آ تو بھی کہ محفل یاد کرتی ہے

فضا جنت بداماں ہے ہوائیں عنبر افشاں ہیں
زمین مسجد و درگاہ پہ انوار رقصاں ہیں
ترے اسکول کے ساتھی بھی میلے میں خراماں ہیں
صلاح الدین آ تو بھی کہ محفل یاد کرتی ہے

قطعہ تاریخ رحلت

والدۂ معظمہ سیدہ رابعہ خاتون مرحومہ بنت امام المحافظ استاذ المدرسین حضرت مولانا سید محمد صدیقی بانی مدرسہ صدیقیہ عربیہ قرآنیہ جامع مسجد شرقی جون پور

اٹھ گیا سر سے صد ہزار افسوس — مادر ذو الفقار کا سایا
ماہ ذی الحجہ کی بیسویں تاریخ — لائی پیغام حزن و ماتم کا
جمعہ کی رات میں ہوئی تدفین — پنجشنبہ کے دن وصال ہوا
تن خاکی سے روح جب نکلی — رحمت حق نے سرفراز کیا

در فردوس سے ندا آئی
آ کنیز خدیجۃ الکبریٰ
۱۳۶۸ھ

ہے سارا زمانہ نگاہوں میں تیرتا رہا کیا ہو رہا ہے سوچ رہا تھا سورج ڈوب
چکا تھا روضۂ انور کے مینار و گنبد خضریٰ کی روشنی ہوئی لیکن مجھے
شام غریباں لگ رہی تھی۔

نماز کا وقت آچکا تھا وضو کر کے مسجد نبوی میں داخل ہوئے
پہونچتے پہونچتے اذان ہو گئی جماعت قائم ہوئی امام نے
نماز شروع کی بڑے درد دل کے ساتھ نماز ادا ہوئی نماز
پڑھ کر آستانۂ اقدس پر آخری سلام کو حاضر ہوئے خطرہ لگا
تھا کہ کہیں نماز عشاء کا موقع نہ ملا تو وداعی سلام رہ جائیگا
اسی لئے نماز مغرب کے بعد ہی غلام لے آتا ہے رخصت
چاہی دور کئے جا رہے تھے مگر کہتے جاتے تھے۔

من خاک کف پائے سگ کوئے تو ہستم
دورم مگسل جز تو مرا ہیچ درے نیست

جائے قیام پر پہونچکر ساتھیوں کو آگاہ کیا جلد جلد سامان
لگا اور بس پر رکھا جانے لگا عشاء کا وقت آتے آتے بس
بیٹھنے کی جگہ پر قبضہ بھی کیا جا چکا اور اب صرف روانگی کا
تھا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ عشاء کی نماز مسجد نبوی میں نصیب
ہو گئی اور ایک بار پھر گدائے ناتواں اپنے آقائے عالم
کی حضوری میں پہونچ گیا۔

سوے وطن

دل نمید انم کجا زین آستانم می کشد
هر گدامی بینم کی از بہر ال عتابم می کشد

جہاں کی حاضری کے لئے گیا کیا مشغول گوارا کئے گئیں ہفتوں بمبئی میں دوڑنا پڑا مسلسل دو ہفتہ جہاز کی صعوبت جھیلی دودوان سب سب کچھ برداشت ہو گیا وا حسرتا کہ وہاں اتنا بھی رہنا نصیب نہ ہوا کہ جتنے دن بمبئی یا جہاز پر گذر گئے صرف آٹھ روز میں مدینے کی مدت قیام ختم ہو گئی۔

جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا

۵ محرم الحرام کو نماز مغرب کے وقت سے کچھ پہلے سید بہار الدین صاحب یکایک مجھے اطلاع دیتے ہیں کہ عشا بعد بس جدہ کو جا رہی ہے آپ لوگ تیار ہو جایئے۔ لاری کو جہاز کی روانگی سے دو ایک دن پہلے پہونچنا تھا اور منظفری جہاز ۲۰ محرم تک چھوٹنے والا تھا اسکی گنجائش بھی نہ تھی کہ دو ایک روز کے قیام کی گنجائش اور حاصل کیجاتی۔ روانگی کی خبر سنتے ہی طبیعت بے چین ہو گئی اور جیسے سب کچھ لٹ گیا دل سینے میں ٹکڑے ہو کے رہ گیا اور عالم یہ ہے کہ ابھی مدینے ہی میں ہوں لیکن معلوم ہوتا

مدینہ آج ہم سے چھوٹتا ہے

لبوں پر جان ہے غم سے ہماری — بڑھی جاتی ہے پیہم بیقراری
ہیں آنکھیں اپنی صرف اشکباری — دلِ بیتاب کہتا ہے بزاری
جگر پر کوہ غم کا ٹوٹتا ہے
مدینہ آج ہم سے چھوٹتا ہے

مری قسمت قیامت ڈھا رہی ہے — مدینے سے مجھے لیجا رہی ہے
طبیعت بے طرح گھبرا رہی ہے — امیدوں پر اداسی چھا رہی ہے
جگر پر کوہ غم کا ٹوٹتا ہے
مدینہ آج ہم سے چھوٹتا ہے

چلے پھر ہند کو ہم اشک ریزاں — اثیؔ افسوس چھوٹا کوئے جاناں
دلِ بیتاب ہے پہلو میں نالاں — نگہ ہے یا محمدؐ سوئے حیراں
جگر پر کوہ غم کا ٹوٹتا ہے
مدینہ آج ہم سے چھوٹتا ہے

نہ یہ ساقی نہ یہ مینا نہ ہوگا — وہی پھر ہند کا ڈیرا نہ ہوگا
وہی ہر دم غم جانا نہ ہوگا — دلِ بیمار اب اچھا نہ ہوگا
جگر پر کوہ غم کا ٹوٹتا ہے
مدینہ آج ہم سے چھوٹتا ہے

باب مجیدی پر چند منٹ کھڑے رہے اور پھر

محراب نبوی سے قریب دو رکعت نفل پڑھکر مواجہہ شریف میں حاضر ہوے سلام پڑھکر دینی و دنیوی بھلائیوں کے لئے دعائیں مانگیں پھر یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِيِّكَ وَمَسْجِدِهٖ وَحَرَمِهٖ وَيَسِّرْ لِيَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ وَالْعُكُوْفَ لَدَيْهِ وَارْزُقْنِيَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰى اَهْلِنَا سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ آمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

واپسی میں حجرۂ سیدہ فاطمہ پر پہونچکر جی بھر آیا سلام عرض کیا اور دل نے کہا اب یہاں خدا ہی جانے کب نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہو بڑی بے اطمینانی کا وقت تھا مگر دو رکعت نفل وہاں بھی پڑھی پھر باچشم تر روانہ ہوئے اس وقت حضرت مولانا انیق کی مسدس ذیل یاد آگئی جسکے اشعار بیقراری میں زبان پر جاری ہو گئے۔

جگر پر کوہ غم کا ٹوٹتا ہے
مدینہ آج ہم سے چھوٹتا ہے

الٰہی یا الٰہی یا الٰہی — یہ کیا آئی مرے سر پر تباہی
برائی کیوں مری گردوں نے چاہی — کیا سوئے وطن پھر مجھکو راہی

جگر پر کوہ غم کا ٹوٹتا ہے

سے دلجوئی فرمائی صبح کو توفضل صاحب عالی جناب مصطفیٰ مہاجر
ندوی الحسنی سادہ الم صالح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ڈاکٹر مجاہد فیض
آبادی اور نعمت غیر مترقبہ کی طرح ایک نوجوان سید مظہر حسین صاحب
فیض آبادی اسسٹنٹ کی حیثیت سے توفضل خانے میں ملے بڑی
مسرت حاصل ہوئی موصوف اپنی جائے قیام پر لے گئے اور میرا
اسباب حجاج منزل سے منگوا لیا اور تین روز شریف مہمان سے
نوازا عالیجناب توفضل صاحب نے بھی ایک روز دعوت فرمائی
جس میں مولانا ابوالوفا شاہجہانپوری مولانا محمد میاں الہ آبادی
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور بعض دیگر اکابر شریک تھے
اختتام دعوت پر قدردانی صاحب کے ارشاد کے مطابق
ناچیز نے اپنے چند عربی کے اشعار اور کچھ اشعار فارسی اور اردو
کے پیش کئے۔
علی میاں نے پوچھا عربی آپ نے کہاں پڑھی میں نے کہا عربی تعلیم
میرا خاندانی ورثہ ہے میں نے اپنے والد اور نانا سے علوم درسیہ
پڑھے ہیں مولانا محمد میاں الہ آبادی واقف تھے موصوف نے
فرمایا شفیق صاحب کے والد ماجد جونپور کے عالم تھے۔
۲۱ محرم ۱۳۷۱ھ کو جدے سے بھی رخصت ہونا پڑا الغم
دوپہر کے بعد مظفری جہاز بندرگاہ جدہ سے چلا بسم اللہ

ایک بار پھر یہیں سے سلام عرض کر کے ہم منتظر منزل آ گئے۔ وزیر سید
بہاء الدین صاحب سے وقت بوس ہو کر بس میں اپنی جگہ بیٹھ کر
مناروں کو حسرت سے دیکھنے لگے۔
لیکن آہ نظارے کا یہ موقع بھی دیر تک حاصل نہ رہا بیٹھے کو چند
ہی لمحات گزرے تھے کہ بس روانہ ہو گئی۔ الفتوۃ عز السلام
علیک یا رسول اللہ۔

روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

رات کی تاریکی میں راہ کے مناظر سے بھی تسکین نگاہ نہ ہو سکی
بیر علی سے رات ہی میں گزر جانے کی وجہ سے واپسی میں بھی اس کی
زیارت سے محرومی رہی ہاں کچھ دور تک روضۂ اقدس کے محبوب
و دلکش مناروں کی روشنی کے دائرے نظر آتے رہے انہیں دیکھ
دیکھ کر آنکھیں در اشک نثار کرتی جاتی تھیں ناگہاں وہ بھی
چھپ گئے تو سیر نہ پوچھیئے کہ جان ناتواں پہ کیا گزر گئی۔

ہائے آنکھ چھٹ گیا روضہ پاک مصطفےٰ
ثانی عرش کبریا روضہ پاک مصطفےٰ

ام البلد مسجد رابغ ذھبان ۱۱ جدہ منزل لوٹ پھر تا ہوئی
۱۷ المحرم کو عشاء کے وقت بس جدہ پہنچ گئی جہاں منزل میں ہم
لوگ ٹھہرے مولانا محمد نعیم صاحب نے استقبال بھی شفقت و پیا

قطعہ

برائے تہنیت حج درباب عالیجناب محی محی الدین منیری صاحب

[illegible]

[illegible] منیری کی [illegible]

[illegible] کو دل آنہ بنی کا

[illegible] رسول اپنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مجریہا و مرسٰہا ان ربی لغفور رحیم تھی
سقوطرہ تک ذہنی طور پر ایک قسم کی تسکین تھی کبھی کبھی پہاڑ عرب کے جزیرے
نظر سے گذرتے رہے اور عرب کے آثار دیکھ دیکھ کر جی خوش ہوتا تھا
کہ اپنے شہنشاہ عرب کے وطن میں ہوں اور حدیث یاد آجاتی تھی من
احب العرب فقد احبنی ۔ سقوطرہ کے بعد گو بحر عرب میں جہاز تھا
لیکن نسبت میں دوری محسوس ہونے لگی اور اب جہاز میں بمبئی کی آمد آمد
کا غلغلہ شروع ہو گیا۔ یکم صفر کو دن نکلنے کے بعد جہاز بمبئی کے ساحل پر
پہونچ گیا اور تقریباً دس بجتے بجتے ہم کسٹم وغیرہ سے فارغ ہو کر مسافرخانے
کو روانہ ہوئے حاجی صدیق کے مسافرخانے میں تین دن ٹھہر کر صفر کو بمبئی
سے جونپور کو چلے ۶ کو جونپور ۱۲ بجے دہرہ ایکسپریس سے پہونچ گئے اسٹیشن
سے گھر تک دوست احباب سے ملتے ہوئے مسجد شاہ مدار میں پہونچے دو
رکعت نفل پڑھ کر گھر میں داخل ہوئے گھر میں بھی دو رکعت نفل ادا کی ابھی
گھر کے لوگوں سے ملنے نہ پائے تھے کہ دروازے پر محبین و مخلصین نے ہجوم کیا اُن
سے ملنے اور تبرکات تقسیم کرنے اور کچھ صاحبان ذوق و شوق کو حالات سفر سنانے
میں کئی گھنٹے صرف ہو گئے گو راہ کی تھکن شدت سے محسوس ہو رہی تھی لیکن اہل
ذوق داستان تھی میں سننے والوں کو سنانے میں تھکن نہیں محسوس کرتا تھا دن
وقتاً فوقتاً یہ سلسلہ قائم رہا لوگ آتے رہے اور میں جستہ جستہ سفر حجاز کی داستان
سناتا رہا جسکو ہمارے ناظرین بھی خوب سن چکے خدا کرے یہ ذوق سماعت
باقی رہے۔ اچھا۔ ع۔ پھر ملینگے اگر اللہ کو منظور ہوا۔

مجریہا ومرسٰہا ان ربی لغفور رحیم
سقوطرہ تک ذہنی طور پہ ایک قسم کی تسکین تھی کبھی کبھی پہاڑ عرب کے جزیرے نظر سے گذرتے رہے اور عرب کے آثار دیکھ دیکھ کر جی خوش ہوتا تھا کہ اپنے شہنشاہ عرب کے وطن میں ہوں اور حدیث یاد آجاتی تھی من احب العرب فقد احبنی ۔ سقوطرہ کے بعد گو بحر عرب میں جہاز تھا لیکن نسبت میں دوری محسوس ہونے لگی اور اب جہاز بمبئی کی آمد آمد کا غلغلہ شروع ہوگیا۔ یکم صفر کو دن نکلنے کے بعد جہاز بمبئی کے ساحل پہ پہونچ گیا اور تقریباً دس بجتے بجتے ہم کسٹم وغیرہ سے فارغ ہو کر مسافرخانے کو روانہ ہوئے حاجی صدیق کے مسافرخانے میں تین دن ٹھہر کر ۴ صفر کو بمبئی سے جونپور کو چلے جمعہ ۶ کو جونپور ۱۲ بجے دہرہ ایکسپریس سے پہونچ گئے اسٹیشن سے گھر تک دوست احباب سے ملتے ہوئے مسجد شاہ مدار میں پہونچے دو رکعت نفل پڑھ کر گھر میں داخل ہوئے گھر میں بھی دو رکعت نفل ادا کی ابھی گھر کے لوگوں سے ملنے نہ پائے تھے کہ دروازے پہ محبین ومخلصین نے ہجوم کیا ان سے ملنے اور تبرکات تقسیم کرنے اور کچھ صاحبان ذوق وشوق کو حالات سفر سنانے میں کئی گھنٹے صرف ہوگئے گو راہ کی تھکن شدت سے محسوس ہو رہی تھی لیکن اپنی ذوق داستان ہی میں سننے والوں کو سنانے میں تھکن نہیں محسوس کرتا تھا روزانہ وقتاً فوقتاً یہ سلسلہ قائم رہا لوگ آتے رہے اور میں جستہ جستہ سفر حجاز کی داستان سناتا رہا جسکو ہمارے ناظرین بھی خوب سن چکے خدا کرے یہ ذوق سماعت باقی رہے۔ اچھا ۔ ع ۔ پھر ملینگے اگر اللہ کو منظور ہوا۔